سیرت طیبہ

حضرت فریدالدین مسعود

المعروف

گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

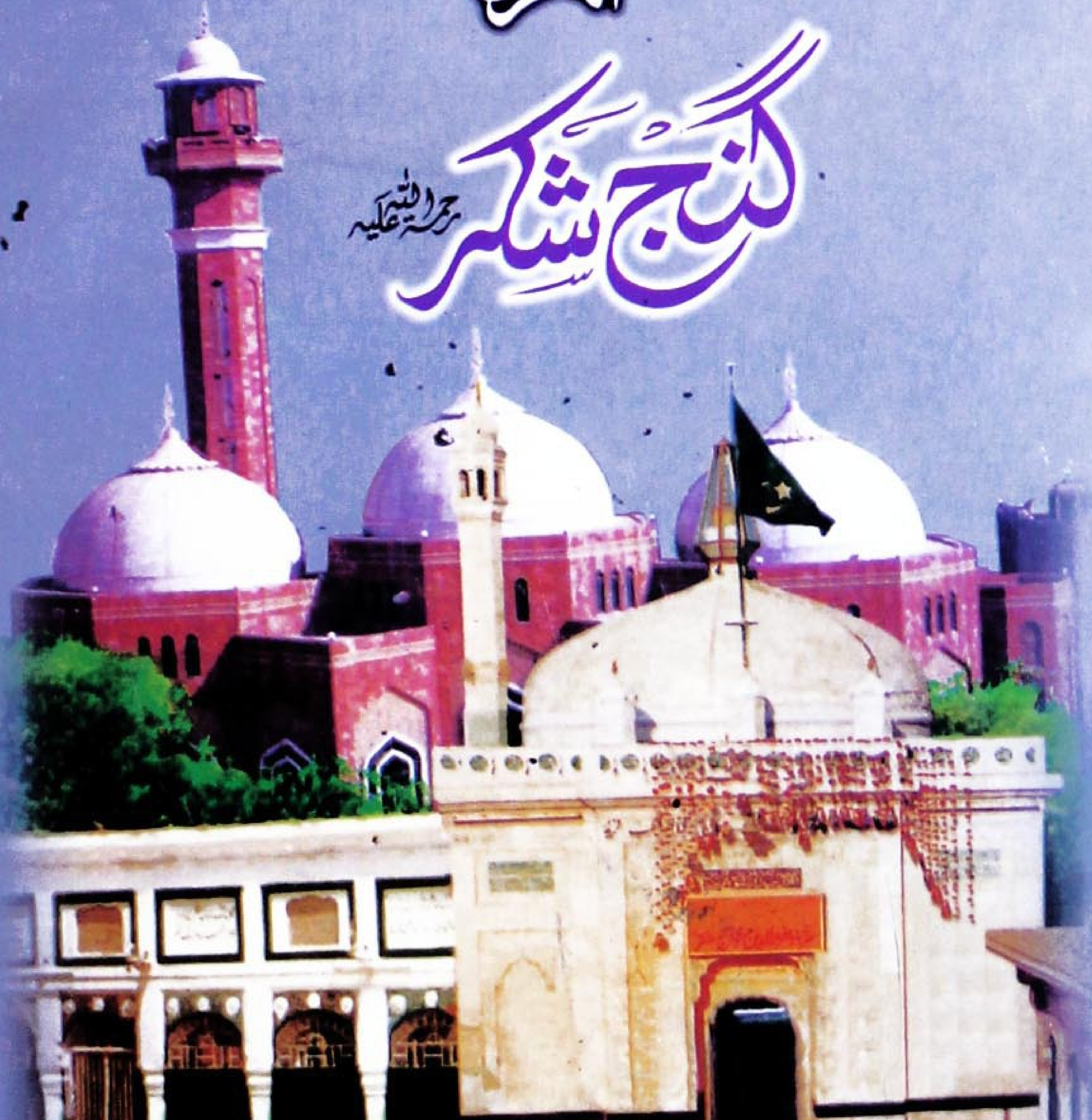

علامہ شمس الدین چشتی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

سیرتِ طیّبہ

حضرت فریدُالدّین مسعُود

المعرُوف

گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شمس الدّین چشتی

ناشر
اکبر بُک سیلرز
۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 7352022

Marfat.com

111543

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیرت طیبہ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
مصنف .... علامہ شمس الدین چشتی
اشاعت 2005ء
تعداد 600
ٹائٹل .... یوسف گرافکس
کاپی پیسٹنگ .... محمد تنویر
صفحات 208
ناشر .... اکبر بک سیلرز
قیمت .... 120 روپے

ملنے کا پتہ

اکبر بک سیلرز ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 7352022

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف

چاند کتب خانہ درگاہ بازار پاکپتن شریف

قادری کتب خانہ مین بازار داتا دربار لاہور

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حیات افکار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	9
آباؤ اجداد	11
ابتدائی تعلیم و تربیت	26
حصولِ فیض اور سیاحت	29
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	100
حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	112
شادی مبارک	123
مجاہدات	135
گنج شکر کا لقب	142
چند کرامات	147
نامور خلفائے عظام	161
عملیات و وظائف	184
وصال شریف	206

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

برصغیر پاک و ہند کے خطۂ پنجاب میں جن نفوس قدسیہ نے دین اسلام کا پرچم اپنی شبانہ روز محنتِ شاقہ سے سر بلند کیا ان میں حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہمیں نمایاں دکھائی دیتا ہے آپ نے کم عمری میں ہی دین کی تبلیغ کا بیڑہ اٹھایا اور پھر تادم وصال آپ اسی کام میں ہمہ تن مصروفِ عمل رہے۔

جس زمانہ میں آپ نے دین کی شمع کو روشن کیا وہ ملک ہندوستان میں ہندوؤں کے جادو کے عروج کا زمانہ تھا ہر چہار جانب جگہ جگہ جادو ٹونے کرنے والے موجود ہوتے تھے اور انہوں نے عوام الناس کو اپنے اپنے جالوں میں پھنسا رکھا تھا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب آپ پاکپتن شریف لے گئے تو وہاں پر ایک جادوگر نے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنی طرف مائل کر رکھا تھا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان جادوگروں، پنڈتوں اور جوگیوں کی خوب بیخ کنی فرمائی اور اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو ایسی تربیت عطا فرمائی کہ پھر ان پنڈتوں، جوگیوں اور جادوگروں کو مجبوراً دائرہ اسلام میں داخل ہونا پڑا۔

مجھے یہ کہنے میں بالکل بھی عار محسوس نہیں ہوتا ہے کہ فی زمانہ ہم اسی پرانے دور کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے شہر لاہور میں لاتعداد عاملین وغیرہ اپنے اپنے خدائی دعوؤں کے ساتھ موجود ہیں۔ اخبارات کے پورے پورے صفحات ان کے دعوؤں سے بھرے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو یہ تمام کام شریعت کی نفی کے زمرہ ہی میں آتے ہیں۔

Marfat.com

مجھے یہ بات بھی تسلیم کرنے میں قطعاً کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ سارا نظام روحانیات بزرگوں ہی کے دم قدم سے چل رہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا مگر کیا بزرگوں نے یا اولیائے کاملین نے کبھی کسی بھی دور میں ایسی اشتہار بازی کی تھی جیسی کہ اب دیکھی جا رہی ہے۔ ہم تو ایسے ایسے دعوے دیکھ رہے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

میرے اسلامی بھائیو اور بہنو! خدارا دین کی تعلیم حاصل کریں اور جس قدر بھی آپ کو وقت میسر ہو بزرگانِ دین کی سیرتوں اور تعلیمات کا مطالعہ کریں اور اپنے عزیز و اقرباء اور بچوں کو بھی اس کی ترغیب دیں اگر آپ نے علم حاصل کرلیا تو پھر آپ کو کوئی بھی بندہ دین کے نام پر بلیک میل نہیں کر سکے گا۔

میرے اسلامی بھائیو اور بہنو! میرے دست بستہ گزارش ہے کہ دین اسلام کے ارکان کی دل و جان سے پابندی کرو اور اپنے متعلقین کو بھی حکماً کہو کہ وہ بھی پابندی کریں۔ اس بات کو بھول جاؤ کہ ہر بندے نے اپنے کیئے کا خود حساب دینا ہے۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ ہم سب کو اس بات کا بھی حساب دینا ہوگا کہ ہم نے برائی کو ختم کرنے کے لئے کیا کچھ کیا اور نہیں کیا تو پھر ہمیں ضرور سزا بھی ملے گی مجھے یقین ہے کہ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد ضرور سنا ہوگا کہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میرے علم کی وجہ سے مجھ سے بروز قیامت مواخذہ نہ ہوگا تو میں فقہ کی تدوین نہ کرتا۔

یقیناً حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقہ کی تدوین اپنا فرض اولین سمجھ کر کی تھی اور اس سلسلہ میں انہوں نے ہر طرح کی مشکلات کا سامنا بھی خندہ پیشانی سے کیا اور یہاں تک کہ آپ نے موت کو بھی گلے لگا لیا تھا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ برائیوں کے خاتمہ کے لئے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلیں اور کسی بھی قسم کی مشکلات سے نہ گھبرائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

دُعا گو

پیر عبدالرحمٰن عامر مہاروی

خطیب جامع مسجد رحیم نذیر

Marfat.com

حیات افکار حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین، برہان العاشقین والمحققین، پیشوائے اصحاب دین، مشخائے ارباب یقین، گنج عالم عزلت، گنجینۂ سرائے دولت، سرورِ اقلیم العظم، قطب الاقطاب عالم فرید الحق والدین شیخ الشیوخ العالم ملجائے فقرا و مساکین مسعود بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو دولتِ ابدی اور سرمدی کو پہنچے تھے اور علم و تقویٰ، زہد و ورع، ترک و تجرید عشق و بکا اور ذوق کلام محبت، اشارات و رموزات میں بے نظیر اور اپنے عہد کے یگانہ فرد تھے، کہ امت کے میدان میں عالم کے دین کے سرداروں سے گوئے سبقت لے گئے تھے۔

آپ شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے اور اس صاحب عظمت بزرگ کی جانب سے مجاز مطلق تھے آپ اس قدر عالی ہمت اور رفیع المرتبت تھے کہ عشقِ ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی اور اخروی نعمت کی طرف راغب نہ تھے۔ آپ کا عہد وہ مبارک عہد تھا کہ آپ کے وجود باجود سے عالم باغ ارم کی طرح آراستہ تھا اور ایسا شہر یعنی شہر دہلی کہ جو عالم کا قبۃ الاسلام ہے جہاں خدا کے بندے مشائخ کے مقامات و کرامات کے دروازے کو کھٹکھٹاتے اور کھلواتے تھے، علماء معانی کے غوامض اور باریکیوں کو استنباط کرتے تھے اور متوسط درجے کے لوگ مرفعہ الحال اور فارغ البال تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں ہر طبقے کے لوگوں کو سوائے راحت خوش خوئی اور خوش دلی کے کسی سے واسطہ نہ تھا۔

Marfat.com

اس عالم حقیقت کے بادشاہ نے ایسے راحت کے زمانے میں اپنے اختیار سے لوگوں سے قطع تعلق کر کے بتمام وکمال دوست کی طرف متوجہ ہو کر اور ایسے پُر رونق اور شاداب شہر کو چھوڑ کر بیابانوں اور جنگل کو دین کے شیروں کی طرح اپنا مسکن بنایا اور درویشوں کی روٹی اور فقیرانہ کپڑوں پر قانع ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے' لیکن آپ کے حسن معاملہ کی شہرت کونین میں پہنچ گئی تھی اور انشاء اللہ اس شہرت کا غلغلہ قیامت تک آپ کے نام سے اور آپ کے فرزندوں کے وجود سے کہ ان میں سے ہر ایک دریائے کرامت اور خاندانِ رحمت سے ہے' اور آپ کے درویشوں کے نام سے کہ جو آپ کے قرب کا شرف رکھتے تھے' روشن اور منور رہے گا۔

Marfat.com

آباؤ اجداد

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کابل کے بادشاہ انصاف پسند فرخ شاہ کی اولاد میں تھے اور اس زمانے میں دنیا کی زمامِ حکومت فرخ شاہ کے ہاتھ میں تھی اور تمام ملکوں کے بادشاہ اس کے فرماں بردار تھے۔ کابل کی سلطنت غزنی کی سلطنت سے بڑی تھی۔ جب کابل کی مملکت زوال پذیر ہوئی تو اس پر غزنی کے بادشاہ نے قبضہ کر لیا تو فرخ شاہ کے بیٹے شہر کابل میں اپنی املاک اور سامان کی حفاظت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ چنگیز خان نے خروج کیا اور ملک ایران و توران کو تاخت و تاراج کر کے اپنے قبضے میں لیا اور غزنی پر چڑھائی کی۔ جب وہ کابل پہنچا تو اس کے کابل پر قبضہ کر کے اسے تباہ و برباد کیا۔ حضرت شیخ الشیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے دادا بزرگوار کافروں کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

لاہور میں آمد

آپ کے دادا قاضی شعیب اپنے تین صاحبزادوں اور اپنے دوسرے متعلقین اور اہل و عیال کے ساتھ لاہور تشریف لائے اور قصبہ قصور میں قیام فرمایا۔ قصور کے قاضی صاحب نے جو عدل و انصاف و مروت میں اپنے عہد کے قاضیوں کے لیے باعث فخر تھے شیخ شیوخ العالم کے خاندان کی عظمت و فضیلت کے تذکرے پہلے سن چکے تھے۔ جب انھوں نے اس خاندان کے بزرگوں کو دیکھا تو جو کچھ انھوں نے سنا تھا۔ اس سے سو گنا زیادہ مشاہدہ کیا۔ قاضی' قصور نے ان آنے والے مہمانوں کی

Marfat.com

تشریف آوری کو اپنی خوش نصیبی سمجھ کر ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور نہایت ہی پر تکلف دعوتیں کیں اور اس خاندان کے بزرگوں کا حال جو کمال علم اور جمال حلم سے آراستہ تھے اور اس خانوادے کی عظمت و کرامت کا حال بادشاہ وقت کو لکھا۔ بادشاہ نے اس خانوادے کی انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کے نام ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں تحریر تھا کہ آپ بزرگون کو بالکلیہ اس کا مختار بنایا جاتا ہے کہ ہر دینی و دنیوی کام جو آپ کا مجھ سے متعلق ہو' اس کی تعمیل میں آپ مجھے راضی پائیں گے۔

اس کے جواب میں آپ کے جد بزرگوار نے فرمایا کہ ہمیں دنیا کے کسی کام کی ضرورت نہیں جو چیز ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہم اس کے پیچھے نہیں دوڑیں گے۔

اس کے بعد بادشاہ نے آپ کے جد امجد قاضی شعیب کو کھتوال' جو ملتان سے قریب ہے عہدۂ قضا پر مقرر کیا۔

قاضی شعیب نے وہیں سکونت اختیار کی۔ حق تعالیٰ نے اسی خاندان سے اس عظیم المرتبت بزرگ یعنی شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کو پیدا کیا جنہوں نے ہندوستان کے رہنے والوں کو' جو دریائے ظلمت اور معاصی میں غرق تھے' دستگیری فرما کر نکالا۔

حضرت فرخ شاہ کی چوتھی پشت میں حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ سلطان محمود غزنوی اس خاندان کی عظمتوں کا ایسا اسیر تھا کہ ایک دن اس نے اپنے وزیروں سے کہا۔ ''میری دلی خواہش ہے کہ میں شیخ شعیب سے قریبی رشتہ قائم کر لوں۔''

''سلطان ذی وقار! یہ کس طرح ممکن ہے؟'' محمود غزنوی کے ایک وزیر نے عرض کیا۔ وہ ابھی تک اپنے سلطان کے اشارے کو نہیں سمجھا تھا۔

''اگر شیخ شعیب میری بہن سے شادی کرنا چاہیں تو یہ میرے لئے بڑا اعزاز ہوگا۔'' بالآخر سلطان محمود غزنوی نے وضاحت کے ساتھ اپنے دل کی بات کہہ دی۔

اس گفتگو کے فوراً بعد چند معتمد درباری حضرت شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان محمود غزنوی کی خواہش کا اظہار کیا۔

حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر آپ نے سلطانی قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ ''درویشی اور شہنشاہی میں کوئی جوڑ نہیں۔ آخر یہ رشتہ کس طرح قائم ہوگا؟ پھر بھی اگر سلطان بضد ہیں تو پہلے اس لڑکی کی رضا معلوم کرو جسے شاہی محلات سے نکل کر ایک درویش کی شکستہ خانقاہ کا رخ کرنا ہے۔ کیا وہ دنیا کی تمامتر آسائشیں ترک کر کے ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہے جو فرش نشیں ہے اور غربت وافلاس کی فضاؤں میں سانس لیتا ہے۔''

در پردہ حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کرنے کی کوشش کی تھی مگر سلطان محمود غزنوی طے کر چکا تھا کہ اس کی بہن کے لئے ایک شوہر کی حیثیت سے یہ فاروقی نوجوان سب سے زیادہ موزوں ہے۔ پھر حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرط یاد دلائی گئی تو سلطان نے شاہی خاندان کی معمر خواتین کے ذریعے اپنی بہن کی رضا مندی بھی حاصل کر لی اور ایک دن یہ رشتہ طے پا گیا۔ اس موقع پر بعض اعتراض کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیثیت اس قابل نہیں کہ وہ ایک عظیم حکمراں کے برادر نسبتی کہلا سکیں۔

سلطان محمود غزنوی نے کھلے دل کے ساتھ دنیا پرستوں کی یہ تنقید سنی اور پھر ایک روز سر دربار ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''میری حکمرانی تمہارے جسموں پر ہے مگر شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ وہ فرخ شاہ کی اولاد میں سے ہیں اور فرخ شاہ روحانیت کے شہنشاہ تھے۔ اگر لوگ اس حوالے کو بھی تسلیم نہیں کرتے تو وہ فرخ شاہ کے مورث اعلیٰ کی طرف دیکھیں۔ میں اپنی بہن کو اس نوجوان کے عقد میں دے رہا ہوں جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت خاص ہے۔ اگرچہ یہ تعلق بہت دور سے سہی لیکن رہتی دنیا تک میری بہن کو یہ منفرد اعزاز حاصل رہے گا کہ وہ بھی فاروق اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان میں ایک کنیز کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی۔'' یہ کہتے کہتے سلطان محمود غزنوی بہت زیادہ جذباتی ہو گیا

Marfat.com

تھا حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیثیت پر اعتراض کرنے والے مجرموں کی طرح منہ چھپاتے پھر رہے تھے۔

پھر کچھ کہنے والوں نے حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی سرگوشیوں میں کہا۔ ''آپ ایک عظیم نسلی اور سرخ رو خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ محمود غزنوی لاکھ منصب سلطانی پر فائز سہی مگر وہ اوّل و آخر غلام زادہ ہے ایک بے داغ خاندان میں غلامی کا یہ پیوند کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔''

حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت صبر و تحمل سے ان لوگوں کی باتیں سنیں اور پھر یہ کہہ کر ''آقائیت غلامی'' کے مفروضوں کو باطل قرار دے دیا۔'' رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک غلام بھی آقا کا لباس پہن لیتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں غلاموں کا درجہ دنیاوی شہنشاہوں سے کہیں زیادہ بلند ہے۔''

حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا اسلام میں غلامی کا کوئی کافرانہ تصور موجود نہیں۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آگ توحید کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں
زندگی مثل بلال حبشی رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں

پھر ایک دوسرے موقع پر اس طرح فرمایا۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی رضی اللہ عنہ کو دوام ہے

Marfat.com

نوٹ:۔ یہاں رومی سے مراد حضرت مولانا جمال الدین رومی نہیں بلکہ سکندر رومی ہے جو فاتح عالم کہلاتا تھا۔

رسالت مآب ﷺ کے دوسرے غلام حضرت قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے۔

قطرۂ آب وضوئے قنبرؓ نے
دربہا برتر زخون قیصرے

حضرت قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس پانی سے وضو کیا کرتے تھے ایک قطرے کی قیمت شہنشاہ قیصر روم کے خون سے زیادہ تھی۔

اسلام کے اسی آفاقی اصول کے تحت حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کے نظریات کو سختی سے جھٹلا دیا تھا جو سلطان محمود غزنوی کو غلام زادہ اور اس کی پاک سیرت بہن کو غلام زادی کہہ کر پکار رہے تھے۔

اور پھر وہ دن بھی آیا جب حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ اب اگرچہ آپ ظاہری طور پر بھی خاندان شاہی کے ممتاز ترین رکن بن گئے تھے لیکن اہل دنیا کے سامنے آپ نے اپنے اس حوالے کو کبھی پیش نہیں کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے دولت کے انبار آپ کی نذر کرنا چاہے مگر حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیشہ یہی فرمایا۔

”برادر محترم! اس معاملے میں آپ سے مصالحت نہیں ہوسکتی۔“

سلطان محمود غزنوی جیسے فاتح سے قریبی رشتہ رکھنے کے باوجود حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوری زندگی فقر وفاقہ میں بسر کی۔

وقت کا قافلہ اپنی مقررہ رفتار سے آگے بڑھتا رہا۔ سلطان محمود غزنوی اپنے سینے پر فتوحات کے بے شمار تمغے سجائے ہوئے دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اسلامی سلطنت میں انتشار پیدا ہوا تو چنگیز خان کے فتنے نے سر ابھارا۔ کابل اور غزنی بھی منگولوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت

Marfat.com

شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم حضرت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تاتاریوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی اور جگہ جام شہادت نوش کیا تھا۔ بہر حال والد گرامی کی شہادت اور کابل وغزنی کی تباہی نے حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ترک وطن پر مجبور کیا۔

حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی بیوی' تین صاحبزادیوں اور دیگر اہل خاندان کے ساتھ مختلف ناہموار راستوں سے گزرتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ پھر آپ نے قصبہ قصور میں قیام فرمایا (ماضی میں یہ جگہ ایک قصبے کی حیثیت رکھتی تھی مگر آج اس قصبے کا شمار پاکستان کے بڑے شہروں میں ہوتا ہے) قصور کے قاضی اس حقیقت سے باخبر تھے کہ آنے والا کون ہے اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ پھر قاضی صاحب نے اس دور کے حکمراں سلطان شہاب الدین غوری کو عریضہ ارسال کرتے ہوئے تحریر کیا۔

''یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت فرخ شاہ کے وارثوں نے سرزمین ہند کو اپنی قیام گاہ کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگر سلطان مناسب سمجھیں تو اس طرح خصوصی توجہ فرمائیں۔''

سلطان شہاب الدین غوری نے فوری طور پر حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام ایک خط تحریر کیا۔ ''آپ کلی طور پر مختار ہیں کہ اپنے دینی اور دنیاوی کام جس طرح چاہیں انجام دیں۔

اس سلسلے میں آپ مجھے ہر قدم پر اپنا معاون پائیں گے۔'' یہ ایک اشارہ تھا کہ اگر حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چاہیں تو انہیں فرمان شاہی کے ذریعے بڑی سے بڑی جاگیر دی جاسکتی ہے۔

سلطان کا خط دیکھ کر حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں

Marfat.com

لکھا۔ ''سلطان کی اس عنایت و نوازش کا شکریہ! ہمیں دولت و اقتدار کی کوئی خواہش نہین جو چیز ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہم اس کے تعاقب میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھائیں گے۔'' یہ آپ کے صبر و قناعت کا زندہ ثبوت تھا کہ آزمائش کی کڑی دھوپ میں بھی آپ نے سائبان تلاش نہیں کیا اور اپنا دست طلب کسی حکمراں کی طرف نہیں بڑھایا۔

سلطان شہاب الدین غوری نے وقت ضائع کئے بغیر دوسرا خط قاضی قصور کے نام تحریر کیا۔ ''یہ ایک غیور خاندان کے خوددار وارث ہیں۔ صاحب کردار بھی اور صاحب کمال بھی اس لئے تم خود ہی شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایسے عہدہ و منصب کی پیشکش کرو جوان کے شایان شان ہو۔''

سلطان کا خط ملتے ہی قاضی قصور حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو فرمانروائے ہند کے ارادوں سے باخبر کیا۔

حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی پر بارگراں بننا نہیں چاہتے تھے اس لئے مجبوراً آپ نے کھتوال (کھوٹوال) کا عہدۂ قضا قبول کرلیا۔ پھر اس علاقے کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شریعت کسے کہتے ہیں اور اسلامی عدل و انصاف کس شے کا نام ہے؟ حضرت شیخ شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قاضی بن جانے کے بعد پورا علاقہ امن و سکون اور عافیت و سلامتی سے ہمکنار ہوگیا۔

والدہ ماجدہ

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ کبیر (بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی والدہ ماجدہ ایک بزرگ خاتون تھیں۔

والدہ کی وفات

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں کہ شیخ الشیوخ العالم نے اجودھن میں سکونت اختیار کی تو آپ نے اپنے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھیجا کہ وہ آپ کی والدہ کو لے آئیں۔ شیخ نجیب الدین جب والدہ کو ہمراہ

Marfat.com

لے کر آ رہے تھے تو ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ اس موقع پر پانی کی ضرورت پیش آئی۔ شیخ نجیب الدین پانی کی تلاش میں نکلے جب واپس آئے تو اس جگہ پر اپنی والدہ کو نہ پا کر حیران و پریشان ہوئے۔ انھوں نے دائیں بائیں' آمنے سامنے سب جگہ ڈھونڈا۔ لیکن کہیں ان کی والدہ کا پتا نہ چلا۔ آخر واپس آ کر شیخ الشیوخ العالم سے سارا واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کھانا پکاؤ اور صدقہ دو' جس کا ان حالات میں رواج ہے۔ ایک مدت کے بعد شیخ نجیب الدین متوکل کا گزر اس جگہ ہوا جہاں ان کی والدہ گم ہوئی تھیں۔ جب وہ اس درخت کے نیچے پہنچے تو ان کے دل میں خیال ہوا کہ اس درخت کے دائیں بائیں دور تک جاؤں شاید والدہ کا کوئی نشان مل جائے۔

چنانچہ وہ روانہ ہوئے۔ انھیں ایک جگہ انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملیں۔ انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ ہماری والدہ کی ہڈیاں ہوں جن کو کسی شیر یا درندے نے ہلاک کر دیا ہو۔ انھوں نے ان ہڈیوں کو جمع کر کے ایک تھیلی میں ڈالا اور شیخ الشیوخ العالم فرید الدین الحق والدین کی خدمت میں لے کر آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تھیلی میرے پاس لے کر آؤ جب وہ تھیلی کو آپ کے سامنے جھاڑا گیا تو اس میں سے ایک بھی ہڈی نہ نکلی۔ سلطان المشائخ اس واقعے کو بیان کر کے چشم پرآب ہو گئے اور فرمایا یہ واقعہ بھی عجائبات زمانہ سے ہے۔

جناب خان آصف صاحب اپنی کتاب اللہ کے سفیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے جس سے آپ کی روحانی عظمتوں کا اندازہ ہوتا ہے ایک رات قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا تہجد کی نماز میں مشغول تھیں۔ اس وقت شیخ جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا چور نے گھر میں داخل ہوتے وقت یہی سوچا تھا کہ یہاں ایک بیوہ عورت اور چار معصوم بچے مقیم ہیں۔ کسی محافظ مرد کے موجود نہ ہونے سے اس کا کام آسانی کے ساتھ تکمیل پا جائے گا۔ وہ اس یقین اور اعتماد کے ساتھ اندر داخل ہوا کہ اسے روکنے والا کوئی نہیں تھا۔

Marfat.com

چور جیسے ہی گھر کے اندر پہنچا اس کی نظر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا پر پڑی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مادر گرامی اس کمرے کے دروازے پر نماز میں مشغول تھیں جہاں ان کے چاروں بچے گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ چور نے دیکھا کہ قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی آنکھیں بند تھیں مگر ہونٹ حرکت کر رہے تھے۔ چور کچھ دیر تک اس انتظار میں کھڑا رہا کہ عورت دروازے سے ہٹے تو کمرے میں داخل ہو کر اپنے مقصد کی تکمیل کر سکے۔ مگر اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ایک شب بیدار خاتون ہے جو ساری رات اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتی ہے۔ بالآخر چور نے ارادہ کر لیا کہ اگر عورت مزاحم ہوئی تو وہ جبر و تشدد کے ذریعے اسے راستے سے ہٹا کر اندر داخل ہو جائے گا یہ سوچ کر اس نے ایک بار پھر عورت کی جانب دیکھا۔ قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا اسی طرح آنکھیں بند کئے اپنے خالق کے تصور میں کھوئی ہوئی تھیں۔ چور آگے بڑھا مگر ابھی اس نے چند قدم کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا ہوگا کہ وہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو گیا۔ یہ ایک ناقابل یقین حادثہ تھا۔ چور بہت دیر تک گھر کی دیواروں سے سر ٹکراتا رہا مگر اسے واپسی کا راستہ نہ مل سکا۔ فرار کی تمام راہیں بند پا کر اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ قہر آسمانی ہے جس نے آنکھوں کی روشنی زائل کر کے اس کے منصوبے پر پانی پھیر دیا ہے اس احساس کے ساتھ ہی چور نے چیخنا شروع کر دیا۔

''میں اپنے عقیدے کے اعتبار سے ایک بت پرست ہوں اور چوری میرا پیشہ ہے میں اس گھر میں بھی چوری کی نیت سے داخل ہوا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ میں سامان و اسباب چرا کر فرار ہو جاتا' اپنی آنکھوں کی روشنی کھو بیٹھا۔ میرے نزدیک یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس مکان کی چار دیواری میں کوئی ایسی بزرگ ہستی موجود ہے جس کی دہشت نے مجھے اندھا کر دیا ہے میں اس بزرگ ہستی سے دردمندانہ التجا کرتا ہوں کہ وہ میرا گناہ معاف کر دے۔'' یہ کہہ کر وہ ہندو چور کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گیا شاید وہ اپنی التجا کا جواب سننا چاہتا تھا۔

قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا حسب معمول استغراق کی حالت میں تھیں مگر

Marfat.com

جب ایک چور کی آوازیں مسلسل گونجنے لگیں تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ مکان کے صحن میں ایک طویل قامت انسان ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ اس کے لڑکھڑا کر چلنے سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کی روشنی کھو چکا ہے۔ قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کچھ دیر تک اس مضبوط و توانا شخص کی بے بسی اور مجبوری کا جائزہ لیتی رہیں جسے اس مکان میں داخل ہونے سے پہلے اپنی جارحیت اور جسمانی طاقت پر بہت ناز تھا۔

اچانک اجنبی کی آواز بلند ہوئی۔ ''سننے والا یقیناً سن رہا ہوگا اسے اس کے خدا کا واسطہ کہ وہ میری حالت زار پر خاموش نہ رہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ چوری اور ڈکیتی میرا مستقل پیشہ ہے لیکن اگر مجھے میری آنکھوں کی گمشدہ روشنی مل گئی تو میں ہمیشہ کے لئے دل آزاری کے اس کاروبار کو ختم کردوں گا۔''

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ پھر بھی خاموش رہیں۔ اس سکوت مسلسل سے وہ منکر و سرکش انسان مزید دہشت زدہ ہوگیا۔ پھر اس نے براہ راست خاتون خانہ کو پکارا۔ ''میں ان قابل احترام خاتون سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہ کو معاف کردیں، بے شک! میں نے انہیں تنہا سمجھ کر چوری کا ارادہ کیا تھا کہ ایک کمزور خاتون اور اس کے معصوم بچے میرے راستے کی رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میری بینائی بحال ہوگئی تو میں اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کردوں گا اور پتھر کے تمام بتوں کو توڑ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو جاؤں گا۔''

ایک لٹیرے کی گریہ و زاری سن کر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا وظیفہ نیم شبی چھوڑ دیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ''دنیا سمجھتی ہے کہ میں بے یار و مددگار ہوں مگر تو جس کا محافظ ہو اسے کون لاوارث کہہ سکتا ہے۔'' تائید غیبی پر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

''تیری رحمت جس گھر کی نگہبانی کرتی ہو اسے رہزنوں سے کیا خطرہ؟ اگر سارا زمانہ بھی قزاق بن کر اس چار دیواری پر ٹوٹ پڑے تو میرا اور میرے بچوں کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ بے شک! تو ہی میرا کفیل ہے اور تو ہی میرا وکیل، میں تیری بندگی پر نازاں

Marfat.com

ہوں کہ تو نے مجھ ناتواں عورت کا بدلہ اس مرد سے لے لیا جو بظاہر قوی بھی تھا اور ستمگر بھی۔"

قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کے لہجے کی رقت میں دم بدم اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند تھے۔ ہونٹوں میں لرزش تھی مگر اچانک دُعا کا انداز بدل گیا تھا۔ "تو نے مجھ بے سروساماں کی حفاظت کی اور ایک ظالم انسان کے فتنہ وشر سے محفوظ رکھا۔ لیکن اب میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ تو نے جس کی بینائی سلب کی ہے اس کی آنکھوں کو دوبارہ روشن کر دے۔ وہ بھی تیرا ہی بندہ ہے جو کچھ دیر کے لئے سیدھے راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اب وہ تیرے قہر و جلال کا مظاہرہ دیکھ رہا ہے۔ اگر تو نے بھی اس کی دستگیری نہ کی تو وہ کہاں جائے گا؟ تیرے سوا اس کی کوئی پناہ گاہ نہیں' کوئی راہ نہیں میں نے اس کا جرم معاف کر دیا۔ اب تو بھی اس کے گناہوں سے چشم پوشی فرما۔ تو اس پر قادر ہے کہ وہ تمام عمر آنکھوں کی روشنی سے محروم رہ کر کوچہ گمراہی میں بھٹکتا رہے اور تو اس پر بھی قادر ہے کہ آنکھوں کے ساتھ اس کے دل کی سیاہی بھی دور ہو جائے۔"

پھر یکایک اس بت پرست قزاق نے محسوس کیا کہ آنکھوں کے سامنے سے اندھیرے کی بلند دیوار ہٹ گئی ہے اس کی بینائی بحال ہو چکی تھی وہ لرزتے قدموں سے اس تخت کی طرف بڑھا جہاں قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا محوعبادت تھیں۔

"میں اپنے اس عمل پر اس قدر شرمسار ہوں کہ اظہار ندامت کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔"

پتھر کے پجاری کی آواز کانپ رہی تھی۔

"اے شخص! جس نے تیری بینائی کو زائل کر دیا ہے' وہی اس کائنات کا خالق ہے اور دوبارہ جس نے تیری آنکھوں کی روشنی بحال کی ہے وہی ذات عبادت اور پرستش کے لائق ہے اس کائنات میں اسی کا حکم جاری و ساری ہے ہم سب بے دست و پا اور مجبور ہیں کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔" قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے نہایت

Marfat.com

عاجزانہ لہجے میں قزاق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ''میرا تو بس اتنا فرض ہے کہ تجھ سے تیرا حال دریافت کروں۔ یقیناً تجھے کسی ضرورت نے پریشان کیا ہوگا کہ تو اس غیر اخلاقی فعل پر آمادہ ہوگیا۔ میرے یہاں تیری حیثیت ایک مہمان کی سی ہے۔ اگر ہو سکے تو اپنی ضرورت بیان کر۔ شاید میں تیرے کسی کام آسکوں۔'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا ایک بزرگ کی بیٹی تھیں۔ ایک ولی صفت شوہر کی بیوہ تھیں اور اس کے علاوہ آپ نسل سادات سے بھی تعلق رکھتی تھیں یہی وجہ تھی کہ آپ ایک لٹیرے کے سامنے بھی رسالت مآب ﷺ کے حسن اخلاق کا مظاہرہ کر رہی تھیں اور لٹیرے کی خجالت کا یہ عالم تھا کہ اگر اس وقت زمین شق ہو جاتی تو وہ اپنے غلیظ و ناپسندیدہ وجود کے ساتھ سینہ خاک میں سما جاتا۔

''خاتون! بس میرے لئے یہی بہت ہے کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔'' چور کے ہونٹوں پر ایک عاجزانہ التجا تھی جیسے وہ کسی کے سامنے کاسۂ گدائی لئے کھڑا ہو۔

''اے شخص! تو نے مجھے کیا ضرر پہنچایا ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں۔'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے جواباً فرمایا۔

''میرا یہی جرم کیا کم ہے کہ میں نے آپ جیسی پاکباز عورت کو آزار پہنچانے کا ارادہ کیا۔'' پتھر کا پجاری لحظہ بہ لحظہ پگھلتا جا رہا تھا۔

''ان سے معافی مانگ کہ جن کے حقوق تو نے غصب کئے ہیں۔'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کے لہجے سے جلال روحانی کا اظہار ہو رہا تھا' ان سے معذرت طلب کر جو تیری وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔ اور اس کی بارگاہ میں دامن پھیلا جس نے تجھے توانائی کے ساتھ عقل بخشی مگر تو بے جان اور حقیر چیزوں کی پرستش کر رہا ہے۔ واپس جا اور اپنے تاریک ماضی پر غور کر۔ روشنی کی آواز سن جو تجھے برسوں سے پکار رہی ہے۔''

یہ کہہ کر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے منہ پھیر لیا اور ہندو لٹیرا اس طرح واپس جانے لگا جیسے وہ اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔

یہ عجیب واقعہ نصف شب کے سناٹے میں پیش آیا تھا قصبے کے کسی فرد کو خبر بھی

11543

Marfat.com

نہیں تھی کہ حضرت جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوہ کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا تھا؟ بس ایک خدائے حاضر و ناظر نے اس چور کو داخل ہوتے اور پھر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کو معاف کرتے دیکھا تھا۔ اس لٹیرے کے خلاف نہ کوئی ثبوت تھا اور نہ کوئی گواہی۔ اندھیرے میں ایک سایہ ابھرا اور کچھ دیر بعد تاریکی میں اس کا عکس تک ڈوب گیا۔ بظاہر اب کسی جرم کا نشان تھا اور نہ مجرم کا وجود۔ مگر کون جان کس کے ذہن میں کیسا حشر برپا تھا اور دل میں انقلاب کی کیسی لہریں اٹھ رہی تھیں۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی محلے کے لوگوں نے دیکھا کہ ایک دراز قامت اجنبی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کے دروازے پر کھڑا تھا۔

حضرت جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوہ نے آنے والوں سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں اور ان کی آمد کا کیا مقصد ہے؟ کہنے والے نے کہا ''آپ نے گزشتہ رات کے واقعے کو ابھی فراموش نہیں کیا ہوگا۔ میں وہی بے راہ رو انسان ہوں جو کل رات آپ کے مکان میں چوری کی نیت سے داخل ہوا تھا۔''

''اب کیوں آئے ہو؟'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے لٹیرے سے دریافت کیا۔

''اس ابدی روشنی کی ایک کرن حاصل کرنے کے لئے جس نے بت کدوں میں جلنے والے صدیوں پرانے چراغوں کو بجھا کر رکھ دیا ہے۔'' بت پرست لٹیرا زار و قطار رو رہا تھا۔ ''اب مندروں میں ہر طرف دھواں پھیل گیا ہے۔ ہر طرف گھور اندھیرا ہے۔ مجھے کوئی دیوتا کوئی بھگوان نظر نہیں آتا۔ بس اب مجھے اور میرے اہل خانہ کو دولت ایمان عطا کر دیجئے کہ ہمارے دل بھی بتوں کے وجود سے پاک ہو جائیں۔''

''کہو خدا ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول ہیں۔'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے آنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ہزاروں سال سے حلقۂ بتاں میں زیست بسر کرنے والے ایک خاندان کے کچھ افراد پر یکا یک خدا نے اپنی رحمت کی نظر کی اور وہ انسان ہدایت پا گیا جو اپنی

Marfat.com

فطرت میں پتھر کا بچاری اور عادت میں سنگدل قزاق تھا۔

معتبر تاریخوں میں یہ واقعہ واضح طور پر رقم کیا گیا ہے کہ ہدایت پانے کے بعد اس لٹیرے نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ جس جفاکشی سے وہ ڈاکے ڈالا کرتا تھا اسی سخت کوشی کے ساتھ اس نے آدب شریعت پر عمل کیا اور مذہب اسلام کی اس قدر خدمات انجام دیں کہ اس کا شمار خدا کے برگزیدہ بندوں میں ہونے لگا۔ پھر اسی عبداللہ نے شیخ عبدالسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے شہرت حاصل کی۔ یہاں تک کہ انتقال کے بعد شیخ عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم حضرت جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور بڑے بھائی حضرت اعز الدین محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آج بھی جب زائرین خاندان فاروقی کے دیگر بزرگوں کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو انہیں ایک اور مزار کا گنبد بھی روشن نظر آتا ہے۔ لوگ قطار در قطار اپنے سروں کو جھکائے اس مرقد کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر ان کے ہاتھ دُعا کے لئے بلند ہو جاتے ہیں۔ یہ مرقد حضرت شیخ عبداللہ کا ہے۔ جب تک حضرت شیخ عبداللہ کا مزار زمین پر موجود ہے آنے والے اسی طرح آتے رہیں گے اور انہیں خداوند ذوالجلال کی کرشمہ سازیوں کا اندازہ ہوتا رہے گا۔

یہی وہ قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا ہیں جو اپنے وقت کی بڑی عابدہ تھیں۔ ان ہی محترم خاتون کی دُعاؤں سے ایک بت پرست قزاق نے ہدایت پائی تھی اور معرفت کے اس عظیم و جلیل گھرانے کی تربیت نے ایک بدنام لٹیرے کو شیخ کے بلند درجے تک پہنچایا تھا۔ اور ان ہی خاندان کے بطن سے تین فرزند حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت اعز الدین محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ آپ کی ایک صاحبزادی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جن کی آغوش محبت میں مشہور بزرگ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے آنکھ کھولی تھی۔

Marfat.com

عام تاریخی کتابوں میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سال پیدائش ۵۸۲ھ درج ہے مگر جدید تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی آپ کی عمر پانچ چھ سال ہوگی کہ مشفق و مہربان باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

حضرت فرید الدین مسعود (بابا فرید) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دور یتیمی دیگر اہل خاندان کی نظر میں آفات و مصائب کا زمانہ تھا لیکن آپ کی والدہ ماجدہ حضرت قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی بہ رضا تھیں۔ جب رشتے دار خواتین نے گریہ و زاری کرتے ہوئے قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا سے یہ سوال کیا کہ ان بچوں کا کیا ہوگا تو حوصلہ مند ماں نے پرعزم لہجے میں کہا۔ ''بے شک! ان بچوں کے باپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے جب انہیں طاقتور ہاتھوں اور محفوظ سائبان کی ضرورت تھی لیکن اس ظاہری محرومی کے باوجود نہ میں خود کو لاوارث سمجھتی ہوں اور نہ میرے بچے بے سہارا ہیں میں جس اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتی ہوں وہ اول و آخر بھی ہے باطن و ظاہر بھی اور حی و قیوم بھی۔''

قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کا جواب سن کر بین کرنے والی عورتیں اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ اور یہ پاک سیرت و جانباز خاتون اپنے چاروں بچوں کی تربیت میں مشغول ہوگئیں جو باپ کی محبت کے سائے سے محروم ہو گئے تھے۔

Marfat.com

ابتدائی تعلیم و تربیت

منقول ہے کہ شیخ الشیوخ عالم فرید الحق والدین طیب اللہ مضجعہ' عنفوانِ شباب ہی سے جو عیش و کامرانی کا زمانہ ہے حق تعالیٰ کی عبادت اور محبت میں مشغول ہو گئے تھے اور یک بارگی ترک کو اختیار کر کے اپنے خویش و اقارب سے جدا ہو گئے تھے۔

چونکہ آپ کی نیت صادق تھی اور حق تعالیٰ نے مقدر فرمایا تھا کہ جہان' قیامت تک آپ کے سایۂ دولت میں آرام لے اور آخرت میں نجات ابدی حاصل کرے۔ اس لیے آپ کو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی ملاقات کی سعادت اور دست بوسی کی دولت حاصل ہوئی۔

حضرت قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

جیسا کہ شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں شیخ شیوخ العالم والدین طیب اللہ مضجعہ تعلیم کے حاصل کرنے میں مشغول تھے' اُسی زمانے میں آپ کے تعلم' تجود اور تعبد کا شہرہ عالم میں پھیل گیا تھا۔ یہ شہرہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی نور اللہ مرقد و روضتہ کے کانوں تک پہنچا۔ شیخ السلام بہاء الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ کی شہرت سن کر اس کی خواہش ہوئی کہ آپ سے ملاقات کریں۔ اس زمانے میں آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ملتان تشریف لائے۔ اس زمانے میں ملتان تمام عالم کا قبتہ الاسلام تھا۔ بڑے بڑے علماء اس شہر میں موجود تھے۔ آپ ملتان تشریف لانے کے بعد ایک مسجد میں مقیم ہوئے۔

Marfat.com

ایک دن آپ اس مسجد میں قبلہ رخ بیٹھے ہوئے کتاب ہاتھ میں لیے ہوئے' کتاب نافع کا سبق یاد کرنے میں مشغول تھے کہ اس موقع پر شیخ السلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ العزیز اوش سے ملتان پہنچے اور اس مسجد میں تشریف لائے کہ جس میں آپ رہتے تھے۔ حضرت شیخ الشیوخ العالم نے حضرت شیخ قطب الدین کی پیشانی پر نظر ڈالی اور خدا جانے کہ آپ کو کیا نظر آیا کہ آپ ان کے ساتھ نہایت تعظیم سے پیش آئے اور ادب سے بیٹھ گئے۔ جب شیخ السلام قطب الدین نماز دوگانہ ''تحیۃ المسجد'' پڑھ چکے اور آپ کی طرف دیکھا تو فرمایا' مسعود! کیا پڑھ رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ کتاب نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ قطب الدین نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہیں اس نافع سے نفع ہوگا؟ آپ نے عرض کیا کہ میرا نفع تو آپ کی نگاہ کیمیا اثر میں ہے یہ کہہ کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور شیخ السلام قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور سر آپ کے قدموں میں رکھا اور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے۔

یہی روایت اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل نماز تحیۃ المسجد ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا' کیا پڑھ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ حضور! نافع پڑھ رہا ہوں۔ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا' انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہی ہو گی۔ آپ نے عرض کیا' حضور! میرا نفع تو آپ کی نگاہ کیمیا اثر میں ہے۔ یہ کہہ کر آپ فوراً اٹھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اس ملاقات سے بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قلبی کیفیت میں ایک انقلاب سا برپا ہو گیا اور پھر جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان سے دہلی کے لیے روانہ ہونے لگے تو آپ نے بھی ہمراہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا مگر حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم فرمایا کہ ابھی میرے ساتھ

Marfat.com

چلنے کی تمہیں ضرورت نہیں تم یہیں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کرو۔

حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شیخ کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کیا اور ملتان میں تعلیم کے حصول میں مشغول ہو گئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ ملتان سے کھوتوال کے لیے روانہ ہوئے تاکہ والدہ ماجدہ کی زیارت سے مشرف ہوں چنانچہ والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان کی قدم بوسی کی سعادت حاسل کرنے کے بعد ان کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کے بارے میں بتایا تو والدہ ماجدہ بھی بے حد خوش ہوئیں۔ والدہ محترمہ کی خدمت میں چند دن گزارنے کے بعد آپ نے دنیا کے ممالک کی سیاحت کا ارادہ فرمایا سب سے پہلے بخارا پہنچے اور وہاں پر مشہور بزرگ حضرت اجل شیرازیؒ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت فیض سے مستفید ہوئے بخارا سے ہوتے ہوئے جب آپ بغداد شریف پہنچے تو سلسلہ سہروردیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور کافی دنوں تک آپ کی مجلس مبارک کے فیض سے استفادہ حاصل کرتے رہے اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے تو سیستان کے مشہور بزرگ حضرت اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت ولی اللہ تھے حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے اور ان کی مجلس مبارک میں رہنے والے دیگر بزرگوں سے بھی بہت کچھ سیکھا اور چند دن یہاں گزارنے کے بعد بدخشاں کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

حصولِ فیض اور سیاحت

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مرید دو قسم کے ہیں' ایک رسمی اور دوسرے حقیقی۔

مرید رسمی وہ ہیں کہ جنہیں پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو ان دیکھی اور سنی ہوئی باتوں کو ان سنی کرو اور اہل سنت والجماعت کے طریقے پر کاربند رہو۔

مرید حقیقی وہ ہے کہ جس کو پیر تلقین کرے اور کہے کہ تم ہماری صحبت میں رہو یا ہم تمہاری صحبت میں رہتے ہیں۔

مرید کے بارے میں سلطان المشائخ کے دستِ مبارک کی ایک تحریر جس کی علماء زبان سے دعوت دیتے ہیں' اس کی مشائخ اپنے عمل سے دعوت دیتے ہیں' لیکن شیخ ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مرید اپنے اشتقاق کے بموجب ارادت کے معنی رکھتا ہے' یعنی مرید وہ ہے جس کو ارادت ہو جیسا کہ عالم وہ ہے جس کو علم ہو' لیکن اصطلاحِ طریقت میں مرید اس کو کہتے ہیں جس کا سرے سے کوئی ارادہ نہ ہو۔ جب تک کہ وہ مراد سے خالی نہیں ہوتا طریقت میں مرید نہیں کہلاتا یعنی طریقت میں مرید وہ کہلاتا ہے جو اپنا اختیار چھوڑ کر رضائے حق تعالیٰ کا طالب ہو۔

کسی بزرگ نے کہا ہے کہ مرید وہ ہے کہ جو ظاہراً خدا کے کاموں میں مجاہدات سے موصوف ہو اور جس کا باطن جگر سوزی سے متصف ہو۔

لیکن اس قوم نے مرید اور مراد میں یہ فرق کیا ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہیں

Marfat.com

اور مراد منتہی کو کہتے ہیں۔

یعنی مرید وہ ہے جو الٰہی کام میں مشغول ہو کر رنج و تعب برداشت کر رہا ہو۔ مراد وہ ہے کہ جس کو تلقین کی جائے کہ بغیر مشقت کے کام کرے۔ پس مرید مستغنی ہوتا ہے اور مراد تکلیف اٹھا کر مرفعہ الحال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بمنزل مرید کے ہے اس لیے وہ کہتے ہیں۔

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری۔

"اے رب! میرے سینے کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر دے۔"

اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں' اس لیے کہ آپ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

الم نشرح لک صدرک۔

"کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے نہیں کھول دیا۔"

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ادنیٰ (مجھے اپنے آپ کو دکھا) لیکن انھیں جواب ملا لن ترانی (تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے) اور سرورِ پیغمبران حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا۔

الم تری الی ربک کیف مد الظل (کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے) یعنی کس طرح اس طریقت کی بات کو چھپانے اور حال کو محفوظ رکھنے کے لیے کہا ہے۔

ہم اصل مقصد کی طرف پھر لوٹتے ہیں۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک شخص ایک پیر کا مرید ہو گیا اور اس نے گناہوں سے توبہ کی۔ پیر نے اس سے کہا کہ دو چیزیں ہیں کہ لوگ ان کے ذریعے سے حق تک پہنچتے ہیں۔ ایک تخلیہ جو گناہوں سے نفس کو خالی کرنا ہے۔ دوسرے تحلیہ کہ جو نفس کو عبادت کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔ چنانچہ جب اس مرید نے عبادت شروع کی تو اسے چار چیزیں پیش آئیں۔ ایک دنیا' دوسرے خلق' تیسرے شیطان' چوتھے نفس۔ اس مرید نے اپنے پیر سے یہ چاروں چیزیں بیان کیں۔ پیر نے فرمایا کہ دنیا

Marfat.com

سے علیحدہ رہو اور خلق سے جدا ہو جاؤ۔ شیطان سے لڑو اور اس وقت اپنے پیر کو یاد کرو اور نفس و خواہشات کے گھوڑے کے منہ میں تقویٰ کی لگام دو اور گوشہ نشین ہو جاؤ۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا پھر وہ پیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے پیر سے کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا میں نے آپ کے ارشاد کی تکمیل کی۔ اب میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تو ضعیف ہو جائے گا' یہاں تک کہ عبادت بھی نہ کر سکے گا' قوت حاصل کرو۔ اس کے پیر نے یہ سن کر ارشاد فرمایا توکل کرو' تمہارے نفس کو آرام ملے گا۔ وہ مرید پھر آیا اور اس نے اپنے پیر سے کہا کہ اب میرا یہ حال ہے کہ مجھے گزشتہ باتیں یاد آتی ہیں کہ فلاں جگہ میں نے ایسا کیا تھا' فلاں جگہ میں گیا تھا' پیر نے فرمایا کہ تم اپنے کام اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانو۔ چنانچہ اس شخص نے اپنے پیر کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اس کے لیے (باطن) کا دروازہ کھل گیا۔ پھر اس مرید نے اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال بیان کیا۔ پیر نے فرمایا (اس مقام کو) ''فردوس محبت'' کہتے ہیں پھر اس پر (باطن کا) اور دروازہ کھلا۔ اس نے آکر پیر سے بیان کیا۔ پیر نے فرمایا اس مقام کو ''صحرائے قرب'' کہتے ہیں۔

سلطان المشائخ جب کسی کو بیعت کرتے تو فرماتے کہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا اور اہل دنیا کو پیدا ہی نہیں کیا گیا۔

نیز فرمایا کہ مولانا تقی الدین مجنون نے ایک رقعہ میرے نام لکھ کر دو آدمیوں کے ذریعہ بھجوایا اور کہلایا کہ ان دو آدمیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے آپ انہیں بیعت کر لیں۔ میں اس کام میں متردد ہوں اس لیے کہ بعض مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ توبہ اور ارادت ایک ہی بات ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے آتا تو آپ پہلے اس سے فرماتے کہ سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر امن الرسول پڑھواتے' پھر شہد اللہ سے ان الدین عند اللہ السلام تک پڑھواتے۔ پھر فرماتے کہ تم نے اس ضعیف

Marfat.com

اور اس ضعیف کے پیر اور ہمارے خواجگان اور پیغمبر علیہ السلام کے توسط سے حق تعالیٰ جل وعلیٰ سے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ تم اپنے ہاتھ پاؤں اور آنکھ کو گناہوں سے محفوظ رکھو گے اور شریعت کے طریق پر کاربند رہو گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب کسی کو خرقہ پہناتے تو فرماتے۔ ولباس التقویٰ ذلک خیر والعاقبۃ للمتقین (ترجمہ۔ یہ لباس پرہیز گاری کا ہے' یہ بہتر ہے اور آخرت کی خوبیاں پرہیز گاروں ہی کے لیے ہیں) نیز یہ بھی فرماتے کہ بطحائے کعبہ ارادت ہے۔ حرم کعبہ ارادت ہے اور کعبہ ارادت ہے۔ بطحائے کعبہ کی ارادت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو نہ ستائے' نہ ہاتھ سے نہ زبان سے' نہ کسی پر طعن وتشنیع کرے' نہ کسی کو کچھ کہے' اور نہ کسی کی سنے اور اپنے ظاہر کو محفوظ رکھے۔ حرم کعبے کی رادت یہ ہے کہ آنکھ اور زبان کو حق تعالیٰ میں مصروف رکھے اور آنکھ اور زبان اور ہاتھ کی حفاظت کرے۔ کعبہ ارادت کا مطلب یہ ہے کہ دل حق تعالیٰ سے لگائے اور ہمیشہ ذکر اور تسبیح وتہلیل میں مشغول رہے اور شیطان کے وسوسوں کو دل سے دور کرے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔
اللھم اغفر للمحلقین' قالوا یا رسول اللہ وللمقصرین' قال والمقصرین۔
"اے اللہ تعالیٰ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ لوگوں نے کہا کہ مقصرین (بال کتروانے والوں) کی' فرمایا ان کی بھی۔

اس ارشاد نبوی علیہ السلام کے سننے کے بعد بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سر منڈوایا۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اگر آپ سر منڈوائیں تو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کی پیروی کریں گے اس کے بعد رسول اکرم علیہ السلام نے سر منڈوایا۔

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا' دیکھو کمال نبوت اس کا نام ہے کہ تم بغیر کسی خواہش کے خود کیا جائے۔ رسول کریم علیہ السلام نے پہلے خود اس پر عمل کیا تاکہ دوسرے بھی اس پر عمل کریں وہ بات کس طرح قابلِ قبول ہوسکتی ہے کہ آدمی خود وہ کام نہ کرے اور

Marfat.com

دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم دے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ چلنے والا کمال کی طرف جاتا ہے۔ یعنی سالک جب تک سلوک کی منزل میں گامزن ہے کمال کا امیدوار ہے۔

پھر فرمایا کہ اس راہ کے چلنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ سالک' واقف اور راجع۔

سالک وہ ہے جو راستہ چلتا ہے واقف وہ ہے کہ جس کی ترقی رک جائے اور راجع وہ جو اپنی اصلی حالت پر پھر واپس آجائے۔ اس موقع پر کسی نے پوچھا کہ کیا سالک کی ترقی بھی رک جاتی ہے؟ فرمایا' ہاں' جب سالک کی اطاعت میں فتور آجاتا ہے تو کچھ عرصے کے لیے اس کی ترقی روک دی جاتی ہے۔ اگر جلد اس کام سے توبہ کر کے راہ پر آجاتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو وہ سالک ہوسکتا ہے لیکن اگر اسی کام پر عیاذ باللہ جما رہے تو اس کے راجع ہونے کا اندیشہ ہے بعدہٗ اس کی سات قسمیں بیان فرمائیں۔ یعنی اعراض' حجاب' تفاصل' سلب مزید سلب قدیم تسلی' عداوت۔

پھر آپ نے ان تمام قسموں کی تفصیل بیان فرمائی۔ فرمایا کہ فرض کرو دو دوست ہوں' جو دونوں عاشق و معشوق ہوں ایک دوسرے کی محبت میں غرق۔ اس اثنا میں اگر عاشق سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جائے جو معشوق کے لیے ناپسند ہو اس حرکت پر معشوق اس سے اعراض کرے یعنی منہ پھیر لے پس عاشق کے لیے واجب ہے کہ معافی مانگ کر اس رنجش کو دور کرے اور معذرت چاہے اگر دوست اس سے راضی ہو جاتا ہے تو وہ تھوڑا سا اعراض' جو پیدا ہو جاتا ہے' معدوم ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ اپنی خطا پر اصرار کرتا ہے اور معذرت نہیں کرتا تو وہ اعراض حجاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے یہ عمل معشوق کے درمیان حجاب لاتا ہے۔

پھر سلطان المشائخ نے حجاب کی تمثیل بیان کرتے ہوئے اپنی آستین مبارک سے اپنا چہرۂ مبارک ڈھانپ کر فرمایا کہ اس طرح عاشق و معشوق کے درمیان حجاب مائل ہو جاتا ہے پس عاشق کے لیے لازم ہے کہ محبوب سے معذرت کی کوشش کرے اور

Marfat.com

توبہ کے لیے گڑگڑائے۔ اگر اس میں غفلت کرے گا تو وہ حجاب' تفاصل سے بدل جائے گا اور وہ دوست اس سے جدائی اختیار کر لے گا۔ پس اولاً اعراض سے معاملہ آگے نہیں بڑھتا۔ لیکن جب عاشق عذر نہیں کرتا تو پھر حجاب واقع ہوتا ہے اگر اس پر بھی جما رہتا ہے تو تفاصل ہوتا ہے۔ اگر عاشق پھر بھی استغفار نہیں کرتا تو سلب مزید واقع ہوتا ہے۔ یعنی جو اوراد و وظائف اور ذوقِ اطاعت اس میں ہوتا ہے اس سے مزید سلب کر لیا جاتا ہے اگر اس حال میں پہنچ جانے پر بھی معذرت نہیں کرتا اور اس پر جما رہتا ہے تو سلب قدیم واقع ہوتا ہے یعنی وہ اطاعت وراحت جو سلب مزید سے پہلے رکھتا تھا' وہ بھی اس سے چھین لی جاتی ہے (یعنی سلوک میں جو کچھ اس نے ترقی کی ہوتی ہے وہ سب ضائع ہو جاتی ہے) اس منزل (تنزل) میں آ کر بھی اگر وہ توبہ میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے بعد تسلی کی منزل آتی ہے کہ محبوب اس کی جدائی پر اپنے دل کو مطمئن کر لیتا ہے اگر پھر بھی وہ محبوب کو راضی نہیں کرتا تو پھر عاشق اور محبوب کے درمیان عداوت و دشمنی واقع ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ منھا۔

سلطان المشائخ سے ایک روز لوگوں نے پوچھا کہ مرید کو کیا کرنا چاہیے کہ اسے قیامت کے دن مشائخ کے سامنے شرمندگی نہ ہو؟ شاید کہ یہ نعمت ہمیں سلطان المشائخ کی تعلیم اور بندگی سے حاصل ہو سکے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سالک کو سلوک کی راہ میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ جو اس کے حاکم وقت ہوتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص شیخ محمد اجل سوزی کا مرید ہوا وہ اس بات کا منتظر رہا کہ دیکھیے شیخ اس کے لیے کون سا وظیفہ تجویز فرماتے ہیں شیخ اجل سوزی نے اس سے فرمایا کہ جو بات تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرنا۔ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ چند دن کے بعد وہ مرید پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جس روز میں آپ کا مرید ہوا تھا مجھے توقع تھی کہ آپ مجھے کوئی وظیفہ تلقین فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے کوئی وظیفہ تلقین نہیں فرمایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس روز تمہارے تختۂ مشق کون سی بات تھی؟ مرید

Marfat.com

حیران رہ گیا اور اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ شیخ اجل سوزی نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا' کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ جو بات تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو اپنے لیے بھی وہی چاہو جو دوسروں کے لیے چاہتے ہو۔ جب تم نے پہلے ہی سبق کو درست نہیں کیا تو میں تم کو دوسرا سبق کیا دوں۔

نیز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک آدمی ایک شیخ کا مرید ہوا اس کے شیخ نے اس سے کہا کہ دو کام نہ کرنا' ایک خدائی کا دعویٰ دوسرے پیغمبری کا دعویٰ۔ مرید حیران رہا کہ اس کے شیخ نے یہ کیا بات کہی ہے۔ اس نے اپنے شیخ سے اس کی وضاحت چاہی۔ شیخ نے فرمایا دعویٰ خدائی یہ ہے کہ تم اپنے تمام کام اپنے مقصد کے مطابق چاہو اور دعویٰ پیغمبری یہ ہے کہ تم یہ چاہو کہ تمام خلقت تمہیں چاہے اور تم سے پیار کرے۔

نیز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مرید کو چاہے کہ کسی حال میں بھی کسی کی امانت قبول نہ کرے بلکہ اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں امانت قبول نہیں کرتا۔ اگر امانت کا رکھانے والا یہ کہے کہ صرف ایک رات کے لیے ہی اسے اپنی دہلیز میں رکھ لو تو اسے اس پر بھی راضی نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی امانت قبول کرتا ہے تو وہ میرا مرید ہی نہیں۔

سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ کیا باپ اپنے بیٹوں کو مرید کر سکتا ہے؟ فرمایا' اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مرید کر سکتا ہے جیسا کہ خواجگان چشت اپنے بیٹوں کو مرید کر کے اپنا جانشین کرتے تھے۔

فرمایا کہ شیخ کے باپ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں' لیکن باپ کے شیخ ہونے میں اختلاف ہے۔

ایک روز ایک مسافر سلطان المشائخ کی خدمت میں آیا۔ سلطان المشائخ نے اس سے پوچھا کہ آج کل شہاب الدین کی مسند سجادگی پر ان کے فرزندوں میں سے کون سجادہ نشین ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آج کل ان کے ایک پوتے مسند سجادگی پر متمکن

Marfat.com

ہیں، لیکن دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں۔ تمام اوقاف ان کے ماتحت ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ احتساب کا عہدہ بھی اس کے سپرد ہے۔ اس مسافر نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے سر مبارک ہلایا اور فرمایا کہ ہر شریف اور بزرگ کا بیٹا شریف اور بزرگ نہیں ہوتا۔ اگر شریف و بزرگی نکل آئے تو محل تعجب ہوتا ہے۔

پھر حاضرین مجلس سے اس واقعہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بزرگ نے اس قصے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ حق جل وعلیٰ اس طرح اپنی قدرت کا کمال دکھاتا ہے۔ تاکہ بندہ اپنے عجز کا اقرار کرے کہ وہ شخص جو لوگوں کو بدرجہ کمال پر پہنچاتا ہے اگر یہ بات اس کے اختیار میں ہوتی تو وہ اپنے بیٹوں کو ضرور سب سے اعلیٰ مرتبے پر پہنچاتا۔

و تعز من تشاء و تذل من تشاء و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی۔

''اور (اے اللہ) تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ مردے سے زندہ اور زندہ سے مردے کو نکالتا ہے۔''

فرماتے تھے کہ بعض کہتے ہیں کہ ہماری حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، لیکن مشائخ اس بات کو پسند نہیں کرتے۔

اسی موقع پر فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ایک صاحب زادے نے جو سب صاحب زادوں میں بڑے تھے شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کی پائنی جا کر بیعت کی اور سر منڈوایا۔ جب اس کی اطلاع شیخ الشیوخ العالم شیخ کبیر کو ملی تو آپ نے فرمایا، ویسے تو شیخ السلام قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز ہمارے خواجہ اور مخدوم ہیں، لیکن اس طرح بیعت درست نہیں ہے۔ بیعت وہ ہے کہ کسی زندہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہیے۔

مولانا حافظ سراج الدین بدایونی نے سلطان المشائخ سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث ہے کہ جس کا پیر نہیں ہوتا اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ قول

Marfat.com

مشائخ کا ہے۔

پھر اس موقع پر ایک درویش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتا کہ جو کسی کا مرید نہ ہو تو کہتا کہ یہ کسی پلے میں نہیں بیٹھتا۔ اس واقعہ کے راوی نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہوا ہے کہ ایسا انسان کوئی وزن نہیں رکھتا۔ فرمایا کہ نہیں اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی کسی پیر کا مرید ہوتا ہے تو جو کچھ عمل وہ مرید کرتا ہے کل قیامت کے دن وہ عمل اس کے پیر کے پلڑے میں رکھا جائے گا اسی لحاظ سے یہ محاورہ بنا ہے کہ فلاں آدمی کسی کے پلے میں نہیں بیٹھا ہے یعنی پیر نہیں رکھتا۔

اس بارے میں کہ ایک شخص ایک پیر سے بیعت کرتا ہے پھر اس کے بعد دوسرے شیخ یا پیر سے بیعت کرتا ہے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعض درویش ایک پیر یا شیخ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس کو کافی نہیں سمجھتے تو پھر دوسرے پیر کے پاس جاتے ہیں اور اس سے بیعت ہو کر خرقہ حاصل کرتے ہیں۔ میری رائے میں یہ صحیح نہیں کیونکہ مرید کو محبت الٰہی اسی قدر حاصل ہوتی ہے جس قدر وہ اپنے پیر سے محبت کرتا ہے جب یہ دو پیروں کا مرید ہوگا تو دونوں سے خرقہ حاصل کرے گا تو یہ دو پیروں کا خرقہ اسے کیسے راس آسکتا ہے۔ بیعت دراصل وہی ہے جو پہلے پیر سے کی جائے خواہ وہ کوئی ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ شیخ الشیوخ العالم شہاب الدین سہروردی بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر در اور ہر سر نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک در کو پکڑو اور مضبوط پکڑو۔

سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ شیخ حسین منصور بن حلاج کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا' وہ مردود ہے پہلے وہ خیر نساج کا مرید ہوا پھر انھیں چھوڑ کر جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور ان سے بیعت کرنی چاہی جنید نے اس سے فرمایا کہ تم خیر نساج کے مرید ہو' میں تمہیں بیعت نہیں کر سکتا۔ انھوں نے اس کو رد کر دیا ہے چونکہ جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے مقتدیٰ تھے ان کا اس کو رد کر دینا گویا تمام

Marfat.com

مشائخ کا رد کر دینا ہے۔

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا' اگر کہنے والا کہے کہ ہم نے بعض مشائخ ایسے دیکھے ہیں' جنھوں نے ایک سے زیادہ پیروں سے فائدہ اٹھایا ہے' جیسا کہ ابی عثمان جو پہلے یحیٰی رازی علیہ السلام سے مرید ہوئے اور ان کی وفات کے بعد شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد ابوحفظ حداد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فائدہ اٹھایا اور بلند مرتبے پر پہنچے میں اسے جواب دوں گا کہ تم بہت سونے کی وجہ سے اپنے مطلوب سے دور ہو گئے۔ تمہیں جاننا چاہیے کہ پیری و مریدی کا تعلق ایک ایسا تعلق ہے کہ جس میں اپنے پیر کے سوا کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا اور تربیت و پرورش کا تعلق ایسا تعلق ہے کہ جس میں حقیقی مربی کے سوا اور کوئی شریک ہو سکتے ہیں' اس لیے کہ یہ جائز ہے کہ بچے کو ماں کے علاوہ کوئی دوسری دایہ دودھ پلائے' بعینہٖ اسی طرح جب کسی کا شیخ وفات پا جائے تو اس کی وفات کے بعد وہ کسی دوسرے شیخ سے تربیت حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ شیخ أبی نجیب سہروردی کہ جب ان کے شیخ ابواحمد غزالی نے وفات پائی تو انھوں نے اپنے شیخ ابواحمد غزالی کے اشارے سے شیخ حماد باس سے استفادہ کیا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مرید کو چاہیے وہ وہی کرے جو اس کا پیر اس کو حکم دے۔ لیکن پیر کو ایسا ہونا چاہیے کہ احکام شریعت و طریقت کا عالم ہو تا کہ وہ مرید کو غیر شرعی باتوں کا حکم نہ دے۔ اگر مرید کو کسی ایسی بات کے کرنے کے لیے کہے' جس میں علماء کا اختلاف ہو تو ایسی صورت میں مرید کو وہی کرنا چاہیے جس کو اس کا پیر حکم دے۔ اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے مرید کو سمجھ لینا چاہیے کہ شیخ نے کسی مجتہد کے قول کے مطابق حکم دیا ہے مرید کو پیر کے اشارے پر کام کرنا چاہیے جو شخص کسی پیر کا مرید ہوتا ہے اس کو تحکیم کہتے ہیں' یعنی اپنے پیر کو اپنے حق میں حاکم بناتا ہے پس جو کچھ پیر کہے اور مرید اس پر عمل نہ کرے تو یہ تحکیم نہ ہوئی اور اگر مرید پیر کے بعض قول اور فعل کا انکار کرتا ہے وہ مرید نہیں ہوتا۔

Marfat.com

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بڑھیا تھی۔ وہ روزانہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں آتی اور جھاڑو دیتی۔ شیخ ابوسعید نے اس سے پوچھا کہ تم اس جھاڑو دینے سے کیا مقصد رکھتی ہو؟ کچھ بتاؤ تو سہی تاکہ تمہارا مدعا پورا کیا جائے' اس بڑھیا نے کہا کہ میں اس بارے میں ایک مقصد رکھتی ہوں جب وقت آئے گا تو میں آپ سے بیان کروں گی۔ القصہ بڑھیا برابر یہ خدمت انجام دیتی رہی' یہاں تک کہ ایک خوبصورت نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔ بڑھیا آئی اور شیخ سے عرض کیا کہ اس نوجوان سے کہیے کہ وہ مجھ سے نکاح کر لے۔ شیخ نے بڑھیا کی یہ بات سن کر اپنے دل میں کہا کہ یہ عورت بڑھیا اور بدصورت ہے اور وہ جوان خوب صورت ہے۔ ان دونوں کا جوڑ کیسے ہوسکتا ہے۔

شیخ تین شب و روز خلوت میں رہے۔ نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ تین شب و روز کے بعد آپ نے ان دونوں کو اپنے سامنے بلایا اور اس جوان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اس بڑھیا سے نکاح کر لو۔ جوان نے نہایت رضا و رغبت سے آپ کی اس بات کو قبول کر لیا۔ پھر بڑھیا نے عرض کیا کہ آپ اس نوجوان سے کہیے کہ وہ جلوہ کرے جیسا کہ عروسی کی رسم ہے۔ شیخ نے حکم دیا کہ وہ ایسا ہی کرے اور ارشاد فرمایا کہ شادی کے موقع پر کھانا جو پک رہا ہے اسے دوگنا کریں۔ اس موقع پر بڑھیا نے عرض کیا کہ آپ اس نوجوان کو حکم دیں کہ وہ مجھے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر تخت پر بٹھائے۔ شیخ نے اس نوجوان سے فرمایا کہ ایسا ہی کرو۔ جب اس نوجوان نے بڑھیا کو زمین سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا تو اس بڑھیا نے کہا کہ اے شیخ! اس جوان نے مجھ کو خاک سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا ہے' اب اس سے کہیے کہ مجھے پھر خاک میں نہ ڈالے۔ اس کام کو وفا کے ساتھ پورا کرے اور مجھے پیٹھ نہ دکھائے۔ شیخ نے اس جوان سے وہی کہا جوان نے یہ بات بھی منظور کر لی۔

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا' جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا تو مکہ فتح ہونے سے پہلے آپ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاصد بنا کر مکے والوں کے پاس بھیجا۔ لوگوں نے آپ تک یہ خبر

Marfat.com

پہنچائی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو طلب کیا اور فرمایا' آؤ اور بیعت کرو تا کہ ہم اہل مکہ سے جنگ کریں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت کی۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو ''بیعت رضوان'' کہتے ہیں۔ جب آپ یہ بیعت لے رہے تھے تو اس وقت ایک صحابی جن کو ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے' آئے اور آپ سے بیعت کی درخواست کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا' کیا تم نے اس سے پہلے بیعت نہیں کی؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بیعت کی تھی' لیکن اب میں تجدید بیعت کرتا ہوں' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیعت کیا۔ تجدید بیعت جو مشائخ کرتے ہیں وہ اسی واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ میں اپنے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے جامۂ مبارک سے تجدید بیعت کرتا ہوں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نے بھی اپنے پیر کے جامۂ مبارک سے تجدید بیعت کی تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے سلطان المشائخ سے تجدید بیعت کی۔ اس وقت یہ شعر آپ کی زبان مبارک سے نکلا۔

در عشق تو کارِ خویش ہر روز
از سر گیرم زہے سروکار

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مولانا بدر الدین اسحاق کو آواز دی۔ وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے نماز کی ہی حالت میں جواب دیا' حاضر ہوں۔ پھر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے دوران کسی صحابی کو آواز دی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جواب میں دیر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا اور اس کا رسول بلائے تو فوراً جواب دینا چاہیے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد سلطان

Marfat.com

المشائخ نے فرمایا کہ پیر کا فرمان بھی رسول کے فرمان کی طرح ہے۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ خوش اعتقاد مریدوں کے روشن دل پر یہ حقیقت واضح ہو کہ مرید کے دل میں پیر کی عقیدت اس درجہ اور اس حد تک ہونی چاہیے کہ وہ اپنے زمانے میں اپنے پیر سے بڑھ کر کسی کو نہ جانے اور صرف یہ جانے کہ میرا پیر ہی خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

کہ نیست در ہمہ عالم باتفاق امروز
جز آستانہ تو مقصیدے وملجائے

اگر سست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے اس پر پیر کے ساتھ مشغولی کے ہر دروازے کو بند کر دیتا ہے۔ اس کے اعتقاد میں خلل ڈالتا ہے اور اسے ایسی راہیں دکھاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کے اعتقاد و ارادت میں فساد واقع ہو۔

کسی نے سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ اگر پیر اپنے مرید کے حالات کی جستجو کرے اور اس کے عمل کو اچھا نہ پائے لیکن اس کے اعتقاد کو درست اور مضبوط پائے تو ایسے مرید کے لیے فلاح کی کوئی امید ہو سکتی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس کام میں اصل بات اعتقاد ہے جیسا کہ عالم ظاہر میں اصل ایمان ہے۔ جس طرح کہ ایمان کی درستی کے لیے ضروری ہے کہ مومن کا اعتقاد و ایمان وحدانیت باری تعالیٰ اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درست ہو' اسی طرح مرید کے لیے ضروری ہے کہ پیر کے حق میں اس کا اعتقاد درست ہو' جس طرح مومن گناہ کے سرزد ہو جانے سے کافر نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح اگر مرید کا اعتقاد اپنے پیر کے ساتھ درست ہو تو اس کی لغزش سے اس کے طریقت سے مرتد ہونے پر حکم نہیں لگایا جا سکتا' اس لیے کہ ممکن ہے ایسا شخص اپنے پیر پر اعتقاد صحیح ہونے کی برکت سے اپنی اصل کی طرف

Marfat.com

لوٹ آئے۔

☆☆☆

آپ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک درویش کو سانپ نے کاٹ کھایا۔ اس درویش نے کہا کہ اگر میرا اعتقاد اپنے پیر پر صحیح ہے تو میرے لیے کسی علاج کی ضرورت نہیں اور اگر میرا عقیدہ اپنے پیر کے ساتھ صحیح نہیں تو ایسے شخص کا مر جانا زیادہ بہتر ہے۔

اس واقعہ میں درویش سے مراد سلطان المشائخ کی خود اپنی ذات مبارک تھی۔ آپ جب حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زیارت کے لیے جا رہے تھے تو سرسہ کے جنگل میں حضرت سلطان المشائخ کے سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی کرامات میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس لیے حضرت سلطان المشائخ نے متعدد بار شیخ شیوخ العالم والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک درویش کو یہ واقعہ پیش آیا' یا ایسا کام پیش آیا اس درویش سے مراد خود سلطان المشائخ کی اپنی ذات ہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے میں بھی سلطان المشائخ نے اس رعایت کو ملحوظ رکھا ہے۔

☆☆☆

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز پر بیماری کا غلبہ ہوا تو ایک روز ماہ رمضان میں آپ کے لیے خربوزہ لایا گیا۔ لوگ شیخ کو وہ خربوزہ قاشیں کر کے دے رہے تھے کہ اتنے میں میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس خربوزے کی ایک پھانک مجھے بھی اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی۔ میں چاہتا تھا کہ شیخ کی اس عطا کردہ نعمت کو فوراً کھا لوں کیونکہ آپ کے ہاتھ کا عطا کردہ تبرک پھر مجھے کہاں ملے گا۔ حالانکہ میں روزے سے تھا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اس روزہ توڑنے کا کفارہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ کر ادا کروں گا۔ شیخ نے میرے اس ارادے کو بھانپ کر مجھے اس ارادے سے روکا اور فرمایا' ایسا نہ کرو۔ مجھے تو

Marfat.com

بیماری کی وجہ سے شرعاً اجازت ہے' تمہارے لیے یہ کھانا جائز نہیں۔ میں نے تو تمہارے اعتقاد کی آزمائش کے لیے یہ پھانک دی تھی۔

☆☆☆

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ ایک موقع پر شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ جو شخص درست عقیدہ لے کر مرید ہونے آتا ہے' وہ جوہرِ قابل کا مالک ہوسکتا ہے ایسے شخص کا دل اپنے درست عقیدے کی وجہ سے فرحت حاصل کرتا ہے اور اپنے عقیدے ہی کے مطابق ہر شخص اپنا حصہ حاصل کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص لکھنوتی سے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے پوچھا' کہاں سے آئے ہو اور کس ارادے سے آئے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ دُعائے خیر کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے اپنے مریدوں اور فرزندوں سے فرمایا کہ اس کے لیے دُعائے خیر کرو اور فاتحہ پڑھو۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو پھر اس شخص سے دوسری مرتبہ فرمایا کہ کس نیت سے آئے ہو؟ پھر اس نے عرض کیا کہ دُعائے خیر کے لیے اور فاتحہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ یہ سن کر رو دیے اور فرمایا کہ عقیدہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ پھر دُعائے خیر اور فاتحہ کے بعد فرمایا کہ اس کا عقیدہ اس کے فعل سے اچھا ہے کیونکہ فعل کا اثر اپنی ذات پر ہوتا ہے اور عقیدے کا غیر پر۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی کو اپنے پیر سے ایک رومال ملا تھا۔ اس کو وہ ہمیشہ محفوظ رکھتے اور اس سے برکت حاصل کرتے۔ ایک دن وہ سو رہے تھے اور وہ رومال ان کی پائنتی رکھا ہوا تھا اتفاق سے ان کا پاؤں سوتے میں اس رومال سے لگ گیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو سخت پریشان اور مضطرب ہوئے' یہاں تک کہ اس پریشانی میں کہنے لگے کہ کل قیامت کے دن بھی میں اپنی اس

Marfat.com

بات پر شرمندہ و غمگین ہوں گا۔

پھر یہ حکمت بیان فرمائی کہ ایک شخص شبلی کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ میں اس شرط کے ساتھ مرید کروں گا کہ اگر تم سچی ارادت کے ساتھ آئے ہو تو جو میں تم کو حکم دوں گا وہ تمہیں کرنا پڑے گا۔ اس شخص نے کہا میں ایسا ہی کروں گا شبلی نے اس سے کہا کہ تم کلمۂ شہادت کیسے پڑھتے ہو۔ اس شخص نے کہا 'میں اس طرح پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی نے کہا یوں پڑھو لا الہ الا اللہ اور حضور ﷺ جگہ اپنا نام لیا۔ اس نے فوراً اسی طرح پڑھا۔ اس کے بعد شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا کہ شبلی تو رسول اللہ ﷺ کا ایک بندہ کمینہ ہے بلاشبہ رسول آپ ہی ہیں۔ میں تو صرف تمہارے اعتقاد کا امتحان لے رہا تھا۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق نے فرمایا کوئی ہے جو اس دُعا کو یاد کر لے۔ میں نے خیال کیا کہ شیخ کا مطلب یہ ہے کہ میں اس دُعا کو یاد کرلوں۔ آپ نے وہ دُعا مجھ کو دی میں نے عرض کیا میں ایک دفعہ اس دُعا کو آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں۔ پھر میں اسے یاد کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا پڑھو۔ جب میں نے وہ دُعا پڑھنی شروع کی تو آپ نے اس کے اعراب کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح پڑھو۔ میں نے اسی طرح اس دُعا کو پڑھا جس طرح آپ فرماتے تھے۔ اگرچہ میرا پڑھنا بے معنی نہ تھا لیکن میں نے اسی طرح پڑھا جس طرح آپ فرماتے گئے۔ الغرض مجھے وہ دُعا اسی وقت یاد ہوگئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں دوبارہ اس دُعا کو آپ کے سامنے پڑھوں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ اب کی مرتبہ میں نے اس دُعا کو ان اعرابوں کے ساتھ پڑھا جو شیخ نے اصلاح فرمائی تھی۔ جب میں شیخ کی مجلس سے باہر آیا تو مولانا بدر الدین اسحاق نے مجھ سے کہا کہ تم نے بہت ہی اچھا کیا جو شیخ کے بتائے ہوئے اعراب کے مطابق اس دُعا کو پڑھا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر سیبویہ بھی جو اس علم کا موجد ہے اور دوسرے وہ دانشور جو ان قواعد کے

Marfat.com

بانی ہیں، مجھے سے یہ کہیں کہ اس دُعا کے اعراب وہی صحیح ہیں، جو تم نے پڑھے تھے میں تب بھی اسی طرح پڑھوں جیسا کہ شیخ نے مجھے تلقین کی ہے۔ شیخ بدر الدین اسحاق نے کہا کہ وہ آداب، جو تم شیخ کی مجلس میں محفوظ رکھتے ہو، سچ تو یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو میسر نہیں۔

☆☆☆

شیخ مجدد الدین بغدادی نے ''تحفتہ البراۃ'' میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ تجارت کے لیے کہیں جانا چاہتے تھے لیکن ڈاکوؤں سے اپنے مال اور جان کے خطرے کی وجہ سے ڈرتے تھے۔ وہ سب کے سب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ ہم لوگ سفر کا ارادہ رکھتے ہیں آپ ہمارے لیے کوئی دُعا یا وظیفہ تجویز فرمائیں تا کہ ہم اس کی برکت سے محفوظ و مامون رہیں۔ شیخ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جاؤ۔ اگر راستے میں کوئی خوف یا خطرہ پیش آئے تو میرا نام لینا اور کہنا۔ ابوالحسن خرقانی۔ اس نام کا ورد کرتے رہنا، جب تک کہ تم اس خوف و ہراس سے نجات نہ پاؤ۔ جب انھوں نے شیخ کی یہ بات سنی تو بعضوں نے ان کی اس بات کو مان لیا۔ اس کے بعد وہ سب ایک ساتھ روانہ ہوئے۔

راستے میں ان کا داکوؤں سے سامنا ہوا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے دلی عقیدت سے شیخ کا نام لیا اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نام سے اور آیاتِ قرآنی اور دُعائیں پڑھنے لگے۔ جو لوگ آیات و دُعائیں پڑھنے لگے سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ڈاکوؤں نے ان کا مال لوٹ لیا اور جن لوگوں نے شیخ کا نام لیا تھا، انھوں نے نجات پائی اور مال بھی محفوظ رہا۔ اس پر دونوں گروہ کے لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ جب یہ لوگ حضرت ابوالحسن خراقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان میں سے ایک سے پوچھا، کہو کیا حال رہا انھوں نے جو واقعہ پیش آیا تھا، سب کا سب بیان کیا حالانکہ باری تعالیٰ کا نام اس کے بندوں کے ناموں سے زیادہ بزرگ ہے۔

شیخ نے کہا، ہاں تم ایسی ذات کا نام لیتے ہو جس کے مسمیٰ کو تم نہیں پہچانتے۔

Marfat.com

پس گویا تم نے یاد ہی نہیں کیا۔ لیکن جنہوں نے میرا نام لیا تو اس گروہ نے ایسے شخص کا نام لیا جو حق تعالیٰ کو کما حقہٗ پہچانتا ہے اور میں حق تعالیٰ کو پہچانتا ہوں۔ اس طرح گویا انھوں نے حق جل و اعلیٰ کو یاد کیا۔ اس بات کی تصدیق ہر شخص نہیں کر سکتا' صرف وہی اس کی تصدیق کرے گا جو حقیقت کا ذوق چکھے ہوئے ہو اور کام کی اصلیت کا مشاہدہ کیے ہوئے ہو۔

☆☆☆

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز سے لوگوں نے سوال کیا کہ ایک مرید ایسا ہے' جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور کچھ اوراد و وظائف بھی کر لیتا ہے' لیکن اپنے شیخ کی محبت اور عقیدت اس کے دل میں پختہ ہے۔ اسی طرح ایک ایسا دوسرا مرید ہے جو نماز و اوراد بکثرت کرتا ہے اس نے حج بھی کیا ہے لیکن شیخ کی محبت اور عقیدت اس کے دل میں کم ہے۔ ان دونوں مریدوں میں سے کون سا بہتر ہے؟ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پیر سے محبت رکھنے والا اور عقیدت مند ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو مرید اپنے شیخ کا محبّ اور معتقد ہوتا ہے اس کا ایک وقت سست اعتقاد اور عبادت گزار مرید کے کئی وقتوں سے اشرف و افضل ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ اولیاء انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں اس لیے کہ انبیاء زیادہ تر خلوق میں مشغول رہتے ہیں یعنی وہ صاحب دعوت ہیں' لیکن ان کے نزدیک اولیاء انبیاء پر اس لیے افضل ہیں کہ وہ شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ مذہب سرتاسر باطل ہے' کیونکہ انبیاء زیادہ تر خلق کی اصلاح میں مصروف رہتے ہیں لیکن جس وقت بھی وہ حق کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں ان کی وہ ایک گھڑی اولیاء کے سارے وقت سے افضل ہے۔

☆☆☆

سلطان المشائخ کی مجلس میں ایک مرتبہ یہ بحث چھڑی کہ مرید اپنے پیر کی خدمت میں جاتے ہیں تو زمین بوسی کرتے ہیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے

Marfat.com

چاہا تھا کہ لوگوں کو اس سے منع کروں لیکن جب میں نے دیکھا کہ میرے شیخ کے روبرو آپ کے مرید ایسا کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے بھی اس سے نہیں روکا۔ اس موقع پر امیر حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ جو لوگ مرید ہوتے ہیں' یہ بیعت ہونا ہی پیر کی عشق و محبت سے عبارت ہے۔ سو جہاں عشق و محبت ہو' وہاں سر زمین پر رکھنا آسان سی بات ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین طیب مضجعدہ سے سنا کہ ایک مرتبہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے راستے میں آپ کا ایک مرید ملا۔ وہ مرید پیدل جا رہا تھا۔ مرید آپ کی طرف بڑھا اور شیخ کے زانوئے مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا اور نیچے۔ مرید نے پاؤں کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے۔ مرید نے گھوڑے کے سم کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے مرید نے زمین چومی۔ اس وقت شیخ ابوسعید نے فرمایا کہ میں نے جو تم سے کہا تھا کہ اور نیچے اس سے میرا مقصود یہ تھا کہ تم میرے پاؤں کو چومو بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ تم جس قدر نیچے بوسہ دو گے؟ تمہارا درجہ اسی قدر بلند ہو گا۔

سلطان المشائخ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا ہے کہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ آج سے کچھ دن پہلے ایک آدمی میرے پاس آیا تھا۔ یہ بزرگ زادہ تھا اور شام و روم کا سفر کیے ہوئے تھا۔ اس زمانے میں وہ میرے پاس تھا۔ اتفاقاً وحید الدین قریشی میرے پاس آیا اور اس نے سر زمین پر رکھا۔

یہ دیکھ کر اس آدمی نے ڈانٹا کہ سجدہ مت کرو۔ سجدہ کرنے کا کہیں حکم نہیں آیا۔ جب اس نے بہت ہی شور و ہنگامہ کیا تو میں نے اس سے کہا کہ شور مت کرو۔ جب کسی بات کی فرضیت اٹھ جاتی ہے تو استحباب باقی رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ عاشورہ کے دن سابقہ امتوں پر روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کا استحباب باقی

Marfat.com

رہ گیا۔ اسی طرح سجدہ گزشتہ امتوں میں مستحب تھا جیسا کہ رعیت بادشاہ کو شاگرد استاد کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا مستحب ہونا جاتا رہا۔ گو اب مستحب نہیں ہے لیکن اس کا مباح ہونا باقی ہے ۔ امر مباح سے منع کرنے کا کہاں حکم ہے یہ سن کر وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود جب کوئی میرے سامنے سر زمین پر رکھتا ہے تو میں اسے مکروہ جانتا ہوں لیکن چونکہ میرے شیخ کے سامنے لوگ سر زمین پر رکھتے تھے، اگر میں اس سے روکوں تو دو باتوں میں سے ایک بات لازم آئے گی یا مشائخ کا جہل یا ان کا فسق۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے شیخ رفیع الدین شیخ السلام سے سنا کہ ان کا ایک قریبی رشتہ دار تھا جو شیخ محمد اجل سوزی کا مرید تھا۔ ایک دفعہ وہ کسی تہمت کے الزام میں گرفتار ہوا اور اس کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ جلاد نے اس کو قتل کرنے کے لیے اس طرح کھڑا کیا کہ اس کا منہ قبلے کی جانب ہوتا تھا اور اس کے پیر کی قبر اس کی پشت کی جانب ہوتی تھی۔ اس شخص نے فوراً اپنا منہ اپنے پیر کی قبر کی طرف کیا جلاد نے اس سے کہا کہ اس موقع پر تمہیں اپنا منہ قبلے کی طرف کرنا چاہیے تھا۔ اس شخص نے جواب دیا، میں نے تو اپنے قبلے کی طرف رخ کیا ہے، تم اپنا کام کرو۔

☆☆☆

سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ اگر مرید اپنے پیر کی خدمت میں کم پہنچ پاتا ہے لیکن گھر میں اپنے پیر کو زیادہ یاد کرتا رہتا ہے ایسے مرید کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص بہتر ہے جو پیر سے غائب رہ کر اس کو یاد کرے، بہ نسبت اس کے جو ہر وقت پیر کی خدمت میں رہتا ہو اور باوجود اس قدر حاضری کے پیر کی محبت سے بے خبر ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

بیرون و دروں بہہ کہ درون و بیروں

☆☆☆

Marfat.com

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو لباس شیخ کی طرف سے عنایت ہوا' اسے کسی دوسرے کو نہ دینا چاہیے لیکن اگر اس کو دھولیں تو کوئی حرج نہیں' مگر نہ دھونا بہتر ہے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر پیر کے عطا کردہ لباس کے متعلق کوئی وصیت کرے کہ اس کی قبر میں رکھ دیا جائے تو یہ روا ہے۔ اگر یہ وصیت کرے کہ میرے بیٹوں میں' جو سب سے زیادہ نیک ہو' اس کو دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز سے وہ خرقہ ملا جو خاندان چشتی کا خرقہ تھا۔ یہ خرقہ ابھی تک میرے پاس محفوظ ہے۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں رب العزت سے خرقہ ملا۔ اس خرقے کو خرقہ فقر کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو طلب کیا اور فرمایا' مجھے رب العزت سے خرقہ ملا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ خرقہ تم میں سے ایک کو دوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اگر میں یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں صدق کو اختیار کروں گا' اطاعت کروں گا اور بخشش و عطا سے کام لوں گا۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اگر یہ میں خرقہ تم کو دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں انصاف کروں گا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تم کو دوں تو تم کیا کرو گے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں انفاق کو اختیار کروں گا اور سخاوت کو شعار بناؤں گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اگر میں یہ خرقہ تم کو دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا اور خدا عزوجل کے بندوں کے عیب کو چھپاؤں گا آپ نے یہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا' مجھے خدائے تعالیٰ کا حکم تھا کہ

Marfat.com

جو کوئی یہ جواب دے گا اس کو یہ خرقہ عطا کرنا۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ ایک شخص تھا' جو میرا مرید ہوا۔ جب وہ میرے پاس سے چلا گیا (تو کچھ زمانے کے بعد میں نے اس کے احوال پر نگاہ کی) چند دن تک راسخ الاعتقادی میں اس کا مزاج برقرار رہا۔ لیکن بعد میں پھر گیا۔ لیکن ایک دوسرا مرید تھا جب میرے پاس سے گیا اور دیر تک مجھ سے دور رہا۔ لیکن اتنا زمانہ گزرنے پر بھی اس کا عقیدت مندانہ مزاج برقرار تھا اور اتنا عرصہ گزرنے پر بھی اس کا مزاج نہیں بدلا تھا۔ پھر میری طرف رخ کر کے فرمایا کہ یہ شخص بھی میری مریدی میں منسلک ہے۔ لیکن اس کا مزاج بھی وہی ہے جو مؤخر الذکر مرید کا تھا۔ یہ میری عقیدت میں ذرا بھی متزلزل نہیں ہوا۔ سلطان المشائخ نے جب یہ بات بیان کی تو رونے لگے اور فرمایا آج تک بھی میرے شیخ کی محبت و عقیدت اسی طرح برقرار ہے بلکہ اس محبت و عقیدت میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے' وہ جس روز سب دینار راہِ خدا میں صرف کر کے گدڑی میں کانٹا لگا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی گدڑی پہن کر اور کانٹا لگا کر پہنچے حضور اکرم ﷺ نے انھیں اس حال میں دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اکرم ﷺ کہ آج تمام فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ ابوبکر کی موافقت میں گدڑی پوش بنیں اور اس پر کانٹا لگائیں۔ اس موقع پر سلطان المشائخ نے یہ دو مصرعے پڑھے۔

شکرانۂ چہل ہزار دینار دہند
تا میخ گلیم عشق را بار دہند

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ جب شیخ جنید بغدادی نے شیخ شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خرقہ پہنایا تو فرمایا کہ جو کچھ ہمارے پیر ہمارا فرض بجا لائے وہی فرض ہم تمہارا بجا لائے ہیں۔ باقی اب خدائے عزوجل سے تمہارا واسطہ ہے۔

☆☆☆

شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ میں نے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز سے سنا کہ فرماتے تھے کہ یوں تو کتنے ہی لوگوں کو اس فقیر نے خرقہ دیا ہے لیکن ان میں سے صرف چار کو خرقۂ ارادت دیا ہے اس کے علاوہ باقی دوسرے تمام لوگوں کو خرقۂ تبرک دیا ہے۔

شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ فرماتے تھے جتنے بھی خرقے میں نے دیے ہیں ان میں سے صرف پانچ یا چھ خرقۂ ارادت ہیں باقی تمام خرقۂ تبرک ہیں۔

☆☆☆

روایت ہے کہ جب سلطان المشائخ نے وفات پائی اور آپ کو قبر میں رکھا گیا تو شیخ شیوخ العالم کا وہ خرقہ جو آپ کو ملا تھا آپ کے جسم مبارک پر پھیلا دیا گیا اور شیخ شیوخ العالم کے مصلیٰ کو سلطان المشائخ کے سر مبارک پر رکھا گیا۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے رقم فرمایا ہے کہ میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا جس میں خرقہ پہننے کے سلسلے کو جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچایا گیا ہے ان کے بعد اختصار کے ساتھ تمام مشائخ خرقے کی نسبت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اس بارے میں شیخ شہاب الدین سہروردی کا اعتماد ابن خالد کی حدیث پر ہے۔

دوسرے مشائخ کے خرقے کے بارے میں دو طریقے ہیں۔ ایک طریقۂ حسن بصریہ ہے اور دوسرا طریقۂ کمیلیہ ہے۔ حسن بصری کا طریقہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقہ پہنایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن

Marfat.com

بصری کو خرقہ پہنایا اور طریقۂ کمیلیہ' کمیل بن زیاد سے منسوب ہے لیکن حضرت حسن بصری کا خرقہ مشہور ہے۔ کمیل کا سلسلہ اس طرح ہے کہ کمیل بن زیاد نے عبدالواحد ابن زید کو اور عبدالواحد نے ابو یعقوب نسوی کو اور ابو یعقوب نسوی نے ابو یعقوب نہر جوری کو اور ابو یعقوب نہر جوری نے ابو عبداللہ بن عثمان کو اور ابو عبداللہ بن عثمان نے ابو یعقوب طبری کو اور ابو یعقوب طبری نے ابو القاسم بن رمضان کو اور ابو القاسم بن رمضان نے ابو العباس بن ادریس کو اور ابو العباس بن ادریس نے داؤد بن محمد معروف بہ خادم الفقراء کو اور داؤد بن محمد نے محمد بن مالک کو اور محمد بن مالک نے اسماعیل متبری کو اور اسماعیل مصری نے ہمارے شیخ احمد بن عمر صوفی کو اور احمد بن عمر نے مجھ کو یعنی (شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو) خرقہ پہنایا۔

☆☆☆

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ اس گروہ میں بعض چور ہوتے ہیں اور کل قیامت کے دن جب اُن سے حساب لیا جائے گا تو وہ کہیں گے ہم نے تو چوری نہیں کی۔ انھیں جواب دیا جائے گا کہ تم نے مردان خدا کا جامہ پہنا۔ لیکن ان جیسا عمل نہیں کیا۔ آخر یہ سب لوگ اپنے پیروں کی شفاعت سے نجات پائیں گے۔

پھر سلطان المشائخ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص، جس کو عزیز بشر کہتے تھے قاضی حمید الدین ناگوری کے صاحب زادے مولانا ناصح الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بدایوں سے دہلی آیا تاکہ مرید ہو کر خرقہ حاصل کرے۔ جب مولانا اس کو خرقہ دینے لگے بعض درویش اس رسم میں شرکت کے لیے حوض سلطان پر جمع ہوئے۔ عزیز بشر نے اس حوض کو دیکھ کر کہا کہ یہ حوض تو معمولی حوض ہے۔ حوض ساغر' جو بدایوں میں ہے' اس حوض سے بہتر ہے۔ محمد کبیر نامی درویش نے جو وہاں موجود تھا یہ سن کر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ اسے خرقہ مت دیجیے۔ یہ شخص جھوٹا ہے۔ چنانچہ مولانا نے اسے خرقہ نہیں دیا۔

☆☆☆

Marfat.com

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز سے پوچھا گیا کہ وہ کون سے اوصاف ہیں، جن کی وجہ سے آدمی خلافت کا مستحق ہوتا ہے، فرمایا کہ یہ اوصاف بہت سے ہیں، لیکن جس زمانے میں کہ اپنے پیر کا مرید ہوا اور آپ نے مجھے دولتِ خلافت سے سرفراز کیا تو آپ نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ تم کو باری تعالیٰ نے علم وعقل وعشق کی نعمتیں دی ہیں جو ان تین اوصاف سے آراستہ ہوتا ہے وہ خلافت مشائخ کے فرائض نہایت عمدگی سے انجام دیتا ہے۔

بعدہ فرمایا میں نے اپنے خواجہ (بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے سنا تھا کہ خلافت کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ: محکم اور بہتر طریقہ ہے جو رحمانی طریقہ ہے اور جس میں خیر و برکت بہت ہے وہ یہ ہے کہ پیر کو جس مرید کے متعلق الہام ہوا اور حق تعالیٰ بغیر کسی واسطہ کے شیخ کے دل میں ڈالے کہ فلاح کو خلافت دو، اسے خلافت دے۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ پیر جس مرید میں اچھی صلاحیتیں دیکھے اس کے بارے میں اجتہاد کرے اجتہاد میں خطا وصواب دونوں کا احتمال ہے۔

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ کسی کی سفارش وعنایت پر شیخ مرید کو خلافت دے۔ اس موقع پر سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ اس تیسرے طریقے کے متعلق، جس میں پیر کو انشراح نہ ہو، کیا پھر بھی شیخ اس کا مجاز ہے؟ فرمایا یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے اور اس (خلیفہ) سے بہتری کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

مولانا ضیاء الدین برنی رحمتہ الہ تعالیٰ عنہ نے "حسرت نامہ" میں لکھا ہے کہ میں ایک دن سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ اشراق سے لے کر چاشت تک مجھے سلطان المشائخ کی ہم نشینی کا شرف حاصل رہا۔ اس دن سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز خدا کے بندوں کو بہت زیادہ مرید کرنے میں مشغول

Marfat.com

رہے۔ لوگ آپ سے مرید ہوتے تھے اور دولتِ ابدی حاصل کرتے تھے۔ اس موقع پر میرے دل میں خیال آیا کہ پہلے بزرگ مرید کرنے میں احتیاط کرتے تھے لیکن سلطان المشائخ اپنے کرم وافر سے عوام و خواص کو مرید کرتے ہیں اور بیعت کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس بارے میں آپ سے سوال کروں۔

سلطان المشائخ جو مکاشف عالم ہیں۔ میرے خطرے سے ذریعہ کشف واقف ہو گئے اور فرمایا تم ہر بات مجھ سے پوچھتے ہو یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں بغیر حالات معلوم کیے کیوں ہر ایک کے لیے بیعت کا ہاتھ بڑھا دیتا ہوں میں آپ کی یہ بات سن کر کانپ اٹھا اور آپ کے قدموں میں گر پڑا کہ مدت سے یہ اشکال میرے دل میں تھا اور آج بھی یہ خطرہ میرے قلب میں گزرا اور باطناً مخدوم میرے اس خطرے سے واقف ہو گئے تھے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ہر زمانے میں ایک خاصیت رکھی ہے جس کی وجہ سے ہر زمانے کے لوگوں کی عادت و اطوار، طور وطریق مختلف ہوتے ہیں۔

چنانچہ گزشتہ لوگوں کے اوضاع واطوار آج کے لوگوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔ یہ بات تجربے پر مبنی ہے۔ ارادت اصل میں غیر حق سے بالکلیہ منقطع اور یاد الٰہی میں مشغول ہونے کا نام ہے، جیسا کہ سلوک کی کتابیں اس سے بھری ہوئی ہیں۔ اسلاف جب تک کالی انقطاع غیر حق سے نہیں دیکھتے مرید نہیں کرتے تھے۔ لیکن شیخ ابو سعید ابوالخیر کے زمانے سے لے کر، جو کہ آیت حق تھے شیخ سیف الدین باخرزی تک اور شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی سے لے کر شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے زمانے تک ان بادشاہوں کے دروزے پر خلقت کا ہجوم ہوتا تھا ہر طبقے کے لوگ آتے تھے اور خوف آخرت سے ان عاشقان خدا کی پناہ میں اپنے آپ کو ڈالتے تھے۔

ان بزرگوں نے کثرت سے مرید کیے ہیں اس لیے میں بھی مرید کرتا ہوں۔ اگر ان بزرگوں نے، جو خدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں، جہان کے گنہگاروں کو اپنی حمایت

Marfat.com

میں لیا ہے تو میں بھی لیتا ہوں۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ میں مرید کرنے میں احتیاط نہیں برتتا' اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ میں نے تواتر سے سنا ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو میرے مرید ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگوں نے گناہوں سے توبہ کی اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور وظائف ونوافل میں مشغول رہتے ہیں اگر میں اسلاف کی ارادت کی شرطوں کا خیال رکھوں اور خرقہ توبہ وتبرک' جو خرقۂ ارادت کی بجائے ہے' نہ دوں تو وہ اس کارِ خیر سے بھی' جو ان سے صادر ہوتا ہے محروم ہو جائیں گے۔

دوسرے یہ کہ انھیں میرے پاس کسی وسیلے یا سفارش لانے کی ضرورت نہیں' کیونکہ میں ایک کامل ومکمل شیخ کی طرف سے اس کا مجاز ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسلمان نہایت عاجزی ومسکنت سے میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرنا چاہتا ہوں تو میں اس نیت سے کہ شاید اس کی یہ بات درست ہو اس کے بیعت کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ میں سچے لوگوں سے سنتا رہتا ہوں کہ میری ارادت بیعت ہونے والے کو گناہوں سے باز رکھتی ہے اور دوسرا سبب' جو سب سے زیادہ قوی ہے یہ ہے کہ ایک روز شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے دوات اور قلم اپنے پاس سے مجھے عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ تعویز لکھو کہ تعویز دینے میں بھی اجازت ہونی چاہیے۔ میں تمہیں تعویز لکھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم ضرورت مندوں کو تعویز لکھ کر دو گے۔

جب میں نے تعویز لکھنا شروع کیا تو شیخ شیوخ العام نے محسوس کیا کہ دعاؤں کے لکھنے پر میں کچھ راضی نہیں ہوں۔ شیخ نے فرمایا تم ابھی سے تعویز کے لکھنے سے ملول ہو۔ جب بہت سے حاجت مند تمہارے دروزے پر آئیں گے اور تم سے تعویزوں کے لیے التجا کریں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ اس موقع پر جب کہ شیخ یہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے دیکھا کہ تنہائی ہے میں نے شیخ شیوخ العالم کے قدموں پر گر کر عرض کیا کہ مخدوم! آپ نے مجھے بزرگی کی نعمت عطا فرمائی اور اپنی خلافت سے جو سب

Marfat.com

سے بڑی دولت ہے مجھے سرفراز فرمایا ہے میں ایک متعلم ہوں اور دنیا کے اختلاط سے ہمیشہ سے نفرت کرتا ہوں یہ کام جس سے مجھے سرفراز فرمایا گیا ہے بڑا کام ہے جو میرے بس سے باہر ہے۔ میرے بارے میں حضور کی ارادت اور نظرِ شفقت ہی کافی ہے۔ جب شیخ شیوخ العالم نے میری یہ بات سنی تو فرمایا تم اس کام کو خوب انجام دو گے۔ میں نے تمہارے لیے اس بارے میں الحاح وزاری کی ہے۔ میرے اس معذرت کرنے سے شیخ شیوخ العالم پر کیفیت طاری ہوئی۔ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا کہ نظام! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نہیں جانتا کہ کل قیامت کے دن بارگاہِ رب العزت میں مسعود بندے کی عزت ہوگی یا نہیں، لیکن اگر عزت ہوگی تو میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ میں اس وقت تک بہشت میں قدم نہ رکھوں گا کہ جب تک ان سب لوگوں کو جنہوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اپنے ساتھ بہشت میں نہ لے جاؤں گا۔

الغرض اس بات کو ختم کر کے سلطان المشائخ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے خلافت اسی طرح ملی تھی اور یہ کام کبھی مجھ سے ٹھیک ہوتا ہے اور کبھی ٹھیک نہیں ہوتا میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ اس کام سے کس طرح عہدہ برآ ہوتے ہوں گے، جو ایک عمر سے اس کام کی طلب میں لگے ہوئے ہیں (اور حیلہ و مکر و فریب سے اس کام کو اختیار کیے ہوئے ہیں) اس کے علاوہ ایسے بزرگ جن کے متعلق میں یقین سے جانتا ہوں اور جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے شیخ واصلانِ بارگاہ الٰہی میں تھے اور جس مشرب پر شیخ بایزید اور جنید جیسے دوسرے مستان عشق الٰہی نے جامہ پہنا تھا انھوں نے بھی پہنا تھا۔ اس لیے میں ان لوگوں کے بارے میں جو مجھ سے بیعت کرتے تھے یہ بات کہتا ہوں اور عہد کرتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ کسی کو بیعت سے روکوں۔

☆☆☆

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ فخر الدین صفاہانی شیخ السلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ جو بلگرام میں رہتے تھے۔ انھوں نے داؤد

Marfat.com

نامی ایک درویش کو شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں بھیجا اور ان کے ذریعہ سے اپنے لیے خلافت کی التماس کی کہ خلقت مجھے تنگ کرتی ہے اور کلاہ کی طالب ہوتی ہے۔ میں اس زمانے میں شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اسے نامنظور فرمادیا۔ ایک مدت تک ان کا بھیجا ہوا آدمی بغیر کسی غرض کے ناکام ٹھہرا رہا۔ ایک دفعہ میں نے تنہا اور ایک دفعہ مولانا شہاب الدین صاحب زادہ شیخ الشیوخ العالم نے موقع محل سے ان کا ذکر بہتر طریقے پر کیا' لیکن ہر مرتبہ ہم نے آپ کی ناراضگی کے آثار کو محسوس کیا اور فرمایا کہ یہ کام حق تعالیٰ کی رضا سے معلق ہے۔ صرف آرزوؤں سے کام نہیں چلتا جو اس کے قابل ہوتا ہے اسے بغیر چاہے مل جاتا ہے۔

تیسری مرتبہ میں نے ایک مناسب موقع پا کر اس کے بارے میں عرض کیا۔ اس مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔ وہ بظاہر تو درویشی کے کام میں لگا ہوا ہے پھر آپ نے از راہِ مرحمت مولانا بدر الدین اسحاق سے اس کے لیے خلافت نامہ لکھوایا اور اس شخص کے ہاتھ میں جو فخر الدین صفاہانی کا بھیجا ہوا آیا تھا' بھجوایا۔ چند دن کے بعد ایسا ہوا کہ اتفاقاً دہلی میں میری ملاقات اُسی فخر الدین صفاہانی سے ہوئی۔ میں نے ان سے ان کی خلافت کا واقعہ اور اپنی سفارش کا حال بیان کیا۔ مجھے ان کے چہرے بشرے سے معلوم ہوا کہ یہ تزکرہ ان کو ناگوار ہے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ جو کچھ شیخ نے ان کے متعلق کہا تھا وہی صحیح تھا اور میں غلطی پر تھا۔

☆☆☆

مولانا فصیح الدین نے سلطان المشائخ سے مشائخ کی خلافت کے بارے میں سوال کیا کہ خلافت مشائخ کسے دینی چاہیے؟ فرمایا ایسے شخص کو خلافت دینی چاہیے کہ جس کے دل میں خلافت کی توقع نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ شیخ ظہیر الدین سقا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس کو میں مرید کرتا ہوں' وہی مجھ پر شیخی کرنے لگتا ہے میں نے اس سے پوچھا کیا تمہیں اپنے شیخ شیخ

Marfat.com

الاسلام بہاء الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی طرف سے مرید کرنے کی اجازت ملی تھی؟ اس نے کہا' نہیں اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس کی یہ حالت سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ جس کس کو شیخ کی طرف سے مرید کرنے کی اجازت نہیں ہوتی' اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔

☆☆☆

۵۸۷ھ میں حضرت فرید الدین مسعود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی۔ ایک روز حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے آپ کا معمول تھا کہ مطالعے کے وقت گردو پیش سے بے خبر ہو جاتے تھے مگر اس روز بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے انہماک میں فرق آ گیا۔ وہ ایک تیز خوشبو تھی جس نے آپ کو چونک جانے پر مجبور کیا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نظر اٹھا کر دیکھا ایک روشن چہرہ بزرگ وضو خانے کی طرف جا رہے تھے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں دیکھتے ہی رہ گئے۔

وہ بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفۂ اکبر قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت پر ملتان تشریف لائے تھے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل مطالعے سے اچاٹ ہو گیا۔ بار بار کتاب کی طرف متوجہ ہوتے مگر ایک لفظ بھی سمجھ میں نہ آتا۔ آخر آپ نے کتاب بند کر دی اور حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھنے لگے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار پھر اپنا مطالعہ جاری رکھنا چاہا مگر یکسوئی حاصل نہ ہو سکی۔ بار بار حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھتے اور اپنے آپ سے سوال کرتے۔

Marfat.com

''یہ کون بزرگ ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ ایسی روشنی تو میں نے کسی انسان کے چہرے پر نہیں دیکھی۔''

الغرض حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز ادا کی اور پھر مسجد کے ایک گوشے کی طرف تشریف لائے جو بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطالعے کے لئے مخصوص تھا جیسے ہی حضرت قطب الدین بختیا کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نزدیک پہنچے تو فاروقی نسل کا نوجوان وارث آپ کے جلال معرفت سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھے رہو فرزند!'' حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت شفقت سے فرمایا۔

اگرچہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہونٹوں پر ایک ملکوتی تبسم تھا لیکن آپ کے جلال روحانی نے بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم پر لرزہ طاری کر دیا تھا اور زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔

''کونسی کتاب پڑھ رہے ہو؟'' حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار پھر بزرگانہ محبت کا مظاہرہ کیا۔

''نافع کا مطالعہ کر رہا ہوں۔'' بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے بمشکل یہ الفاظ ادا ہوئے (واضح رہے کہ جن دنوں حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان کی مسجد میں تشریف فرما تھے' اس وقت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''نافع'' کا مطالعہ کر رہے تھے)۔

''انشاء اللہ یہ کتاب تمہیں بہت نفع پہنچائے گی۔'' حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان طالب علم کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا۔

''میرا نفع تو حضرت کی نگاہ کیمیا اثر میں پوشیدہ ہے۔'' بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت وارفتگی کے عالم میں عرض کیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان طالب علم کی

Marfat.com

طرف بہت غور سے دیکھا۔ "تمہیں کیا معلوم میں کون ہوں۔؟"

"بے شک! میں آپ کی ذات گرامی سے واقف نہیں مگر میرا دل کہتا ہے کہ آپ کے قدموں سے اٹھنے والا غبار ہی میری منزل ہے۔" بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت و وارفتگی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نوجوان طالب علم کے جذبات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ پھر آپ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا" میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ" کا مہمان ہوں اور ان ہی کی خانقاہ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگر تمہیں فرصت ہو تو تم بھی وہاں آجانا۔"

اس کرم نوازی پر بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور دوسرے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دُعاؤں سے سرفراز کیا اور اپنے چند خدمت گاروں کے ساتھ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک ایک لمحہ گراں تھا۔ خدا خدا کر کے رات گزری اور پھر فجر کی نماز پڑھتے ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں داخل ہوئے تو وہاں مشتاقان دید کا ایک ہجوم تھا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت گاروں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اکبر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور ان ہی کے دیدار کے لئے اہل ملتان بے قرار و

Marfat.com

مضطرب ہیں۔

یہ سن کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے خودی کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ ''شہنشاہ معرفت خود ایک غلام کے پاس تشریف لائے؟ یہ کیسی خوش نصیبی ہے فرید۔؟'' آپ خود کلامی کے انداز میں بول رہے تھے۔ خدمت گار بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس جذب کی اس کیفیت کو نہ سمجھ سکا اور آگے بڑھ گیا۔ آپ بہت دیر تک اسی حالت میں کسی ستون کی مانند کھڑے رہے۔ پھر جب سرشاری کی رو گزری تو آپ نے خانقاہ کے ایک خادم سے عرض کیا۔

''میں بھی حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں۔''

''شیخ کو اتنی فرصت کہاں؟'' خادم نے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو غور سے دیکھا اور ایک عام نوجوان سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

''راستے میں کھڑے ہو جاؤ صاحب زادے! شیخ گزریں گے تو دیدار کر لینا۔''

''اس چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ساری زندگی کھڑے رہ کر گزار سکتا ہوں مگر تم ایک بار شیخ سے عرض کر کے تو دیکھو۔ شاید وہ اس غلام کو شرف باریابی بخش دیں۔'' بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے درخواست کی۔

خدمت گار نے ٹالنا چاہا مگر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہی التجا کرتے رہے۔ آخر حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خادم جھنجھلا گیا۔

''شیخ سے کیا عرض کروں؟ کون آیا ہے؟''

''بس اتنا عرض کر دینا کہ طالب علم فرید حاضر ہوا ہے۔''

خادم کا خیال تھا کہ اس بزم معرفت میں ایک طالب علم کا گزر نہیں ہو گا مگر جب اس نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے روبرو ڈرتے ڈرتے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا تو آپ نے بڑے والہانہ انداز میں فرمایا۔

Marfat.com

''اسے جلدی بھیجو۔ ہم اسی کا تو انتظار کر رہے تھے۔''

واپس آ کر خادم نے بڑی حیرت سے اس نوجوان طالب علم کی طرف دیکھا۔

''جاؤ! شیخ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لرزتے قدموں سے مجلس عرفان میں داخل ہوئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگوں کے جلال و نور کا یہ عالم تھا کہ آپ کی آنکھ نہیں اٹھتی تھی بہت دیر تک سر جھکائے دو زانو بیٹھے رہے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوئے۔ ''شیخ! یہ فرید ہے میرا فرید۔''

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان طالب علم کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا۔ ''ماشاء اللہ! ماشاء اللہ۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں بزرگوں کی گفتگو سن رہے تھے مگر آپ میں نظر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آٹھ دن تک ملتان میں مقیم رہے۔ اس دوران بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک خدمت گار کی طرح حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں موجود رہے۔ ایک دن خلوت میسر آئی تو حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کرنے لگے۔ ''یہ غلام شاہ کے دامن لطف و عنایت سے مستقل وابستگی چاہتا ہے۔''

''انشاء اللہ تمہیں یہ وابستگی بھی حاصل ہو جائے گی۔'' حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف قلب کے لئے فرمایا۔

پھر جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لے جانے لگے تو

Marfat.com

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ کوئی تین منزل گزر جانے کے بعد حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مقام پر ٹھہر کر فرید الدین مسعود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا۔

''بابا فرید! اب تم واپس جاؤ اور کچھ دن تک علم ظاہری حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ دین کا مشاہدہ کرو۔ اس کے بندوں سے ملو کہ کون کس مقام پر کیا کر رہا ہے؟ پھر دہلی کا رخ کرنا! تم مجھے اپنا منتظر پاؤ گے۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مرشد کا حکم سن کر اداس ہو گئے۔ آپ کو یہ منزل فراق گوارہ نہیں تھی۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہوں سے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلی کیفیت پوشیدہ نہیں تھی۔ اس لئے فرمانے لگے۔ ''فراق و وصال کتاب زندگی کے دو باب ہیں یہ جدائی بہت عارضی ہے بندہ جب خدا کے راستے میں قدم رکھے تو سب سے پہلے اسے تسلیم و رضا کے مفہوم پر عمل پیرا ہونا چاہیئے اب تم جاؤ کہ مرضی خدا یہی ہے۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ غم ناک آنکھوں کے ساتھ واپس آ گئے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس ملاقات سے دو تاریخی حقائق سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اٹھارہ سال کی عمر میں ہی سلسلۂ چشتیہ سے وابستہ ہو گئے تھے۔ عام طور پر یہی مشہور ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملتان میں بیعت فرمایا تھا...... مگر بعض مستند کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملتان میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبانی طور پر وعدہ کر لیا تھا اور باقاعدہ رسم بیعت کئی سال بعد دہلی میں ادا کی گئی تھی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ملتان سے رخصت ہوتے وقت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ کو ''بابا فرید'' کہہ کر پکارا تھا۔ یہ معرفت کا ایک راز تھا جسے صرف حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی سمجھتے تھے۔آپ کی مستقبل شناس نگاہوں پر یہ راز منکشف ہو چکا تھا کہ ملتان کے ایک مکتب میں دینی تعلیم حاصل کرنے والا نوجوان طالب علم آنے والے زمانے کا بڑا بزرگ ہے اور اسی رعایت سے حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے یاد کیا اور پھر اسی روز سے یہ لقب دائمی حیثیت اختیار کر گیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے رخصت ہو جانے کے بعد بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان سے کوٹھوال پہنچے اور مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعجب سے پوچھا۔
''مسعود! تم وقت سے پہلے کیوں لوٹ آئے؟ کیا تمہاری تعلیم مکمل ہوگئی ہے؟''

جواب میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کا احوال سنایا اور پیر و مرشد کی ہدایت کا ذکر کیا۔ والدہ محترمہ بیٹے کی اس خوش بختی سے بہت مسرور ہوئیں اور فرمانے لگیں۔ ''مسعود! مجھے اسی دن کا انتظار تھا۔ خداوند ذوالجلال نے میرے گریۂ نیم شب کو سنا اور میری دُعاؤں میں تاثیر پیدا کی۔ تمہاری بلند اقبالی کا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگ خود تم تک پہنچے اور تمہیں دولت لازوال سے سرفراز کیا۔ اب تمہاری نجات اسی میں ہے کہ پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل خوش دلی کے ساتھ کرو۔ یہاں تک کہ حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تم سے راضی ہو جائیں۔''

پھر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مادر گرامی کی دُعاؤں کے سائے میں ہندوستان سے بغداد کی جانب روانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں بغداد پہنچنے کا ایک ہی راستہ تھا جو بخارا سے ہو کر گزرتا تھا چنانچہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے بخارا تشریف لے گئے اور حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے۔

حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے مشہور بزرگ تھے۔ آتش عشق نے انہیں اس قدر جلایا تھا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ سلاطین وقت اور امرائے زمانہ سے ملاقات کرنے کو حرام سمجھتے تھے۔ اگر کوئی اہل ثروت ادھر سے گزر بھی جاتا تو چیخنے لگتے۔

''خدا کے لئے یہاں سے دور ہو جا کہ تیری وجہ سے میری روح پر عذاب نازل ہو رہا ہے۔''

مگر جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو بے اختیار فرمایا۔

''میرے محبوب! کہ تیری آمد اہل دل کے لئے سرمایۂ سکون ہے۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ایک ماہ تک حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبتوں سے فیض یاب ہوتے رہے حضرت شیخ کی خانقاہ میں بخشش و عطا کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی ضرورت مند شخص خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا تھا۔ اگر آپ کے پاس اس وقت کچھ بھی نہ ہوتا تو خشک خرما ہی دے کر دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے۔

''اے غنی! تو خوب دیکھ رہا ہے کہ تیرے بندے اجل کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آنے والے سمجھتے ہیں کہ مجھے تیری ذات سے ایک نسبت خاص ہے اے امیروں کے دستگیر! اے شہنشاہوں کے کفیل! لوگوں کی اس خوش گمانی کی آبرو رکھ! ان کے دریدہ دامنوں کو اپنے کرم سے سی دے اور ان کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو اپنے فضل سے بھر دے۔''

حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس دُعا کے ساتھ جسے رخصت کر دیتے وہ زندگی بھر کسی کا محتاج نہ ہوتا۔

اپنے قیام کے دوران ایک دن بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا۔

Marfat.com

"آپ کے نزدیک درویش کون ہے؟"

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس سوال پر اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں فرمایا۔ "اہل مجلس غور سے سن لیں میں اس سلسلے میں وہی کہتا ہوں جو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا سے رسم و راہ رکھنا اور امرائے وقت سے ملاقاتیں کرنا فقیر کے لئے قطعاً حرام ہے۔"

حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں حاضری کے علاوہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخارا کے مضافات میں بھی سیر کی ایک دن آپ ایک غار میں داخل ہوئے جہاں ایک بزرگ سالہا سال سے مصروف عبادت تھے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بزرگ سے بھی دعائیں حاصل کیں اور رخصت ہونے سے پہلے دریافت کیا کہ آپ ایک تارک الدنیا شخص کا لباس پہن کر صرف اس غار تک محدود ہو گئے ہیں؟"

بزرگ نے جواباً فرمایا۔ "جب دنیا انسان کو بہت زیادہ ستانے لگے اور انسان بھی محسوس کرنے لگے کہ وہ ہلاک ہو جائے گا تو اسے لازم ہے کہ وہ شہر سے نکل کر جنگلوں کا رخ کرے میں بھی یہی سوچ کر اس غار میں مقید ہوا تھا مگر یہاں بھی مجھے دولت سکون میسر نہیں۔" اتنا کہہ کر بزرگ خاموش ہو گئے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ عرض کیا۔ "حضرت! اپنا کوئی مشاہدہ تو بیان فرمائیں تاکہ یہ حقیر و عاجز اپنے علم میں اضافہ کر سکے۔"

بزرگ نے ایک آہ سرد کھینچی۔

"فرید! میں جاں سوختہ تجھ سے اپنی روداد کیا بیان کروں؟ ساٹھ سال سے اس غار میں رہتا ہوں مگر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جب مجھ پر کوئی بلا نازل نہ ہوتی ہو اور جس روز بلا نازل نہیں ہوتی تو گریہ و زاری کر کے خود اس کے لئے التجا کرتا ہوں جب مرضی دوست آزمائش میں پوشیدہ ہے تو پھر میں کیوں نہ اس کی آرزو کروں فرزند!

Marfat.com

تجھے بھی بس میرا یہی سبق ہے کہ انسان کو بلاؤں پر اس طرح صبر کرنا چاہیئے کہ جیسا صبر کرنے کا حق ہے۔"

حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان بزرگ سے مل کر دوبارہ حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر دوسرے دن سر زمین بخارا کو الوداع کیا۔

بخارا کی حدود سے نکل کر بغداد پہنچے اور مشہور بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "عوارف المعارف" کا کچھ حصہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خود پڑھایا اور اس کے مطالب ذہن نشین کرائے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں امراء قیمتی تحائف اور زر کثیر لے کر حاضر ہوتے تھے مگر شیخ کا حکم تھا کہ جو کچھ بھی آئے اسے بلا تاخیر بندگان خدا میں تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر دولت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے تو اہل دنیا' درویش کو تونگری کا طعنہ دیں گے اور یہ ایک بڑی سنگین تہمت ہو گی جسے درویش کسی بھی حال میں برداشت نہیں کرسکتا۔ درویشی تو نام ہی خود فروشی کا ہے سو میں نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے۔"

ایک دن حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ برہان الدین سیستانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھا کہ حضرت شیخ کے ایک مرید نے خرقۂ خلافت کی درخواست کی یہ مرید ایک عرصۂ دراز سے عبادت و ریاضت میں مشغول تھا اور اب اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے خلفاء کی طرح اس اعزاز سے نوازا جائے۔

Marfat.com

مرید کی اس خواہش کے جواب میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

"آج مجھے معاف کرو کل کسی وقت آؤ گے تو اس معاملے پر غور کریں گے پھر جو خدا کی مرضی ہوگی وہی ظاہر ہو جائے گی۔"

پیر و مرشد کا حکم سن کر مرید چلا گیا۔ پھر دوسرے دن واپس آیا تو خانقاہ کے ایک گوشے میں سر جھکا کر بیٹھ گیا اہل مجلس نے دیکھا کہ مرید کے چہرے پر افسردگی کا رنگ نمایاں تھا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرید کی طرف نگاہ کی اور فرمایا۔ "کیا اب بھی تمہیں خرقۂ خلافت کی خواہش ہے؟ رات تم نے خواب میں اپنی آنکھوں سے ایک پیر اور اس کے مرشد کا حشر دیکھ لیا۔ فرشتے ان دونوں کو کھینچتے ہوئے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جا رہے تھے تم نے اپنے اس خواب کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی؟"

مرید نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بے حس و حرکت سر جھکائے بیٹھا رہا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ اپنے مرید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم سمجھتے ہو کہ ان دونوں کا یہ عبرت ناک انجام کیوں ہوا؟ اس لئے کہ وہ خرقے کے نام سے دنیا کمایا کرتے تھے اور ہر وقت اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں مصروف رہتے تھے۔" اس کے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر حاضرین مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "جب تک انسان کا دل دنیا کی کثافتوں سے پاک نہ ہو جائے اس وقت تک مرشد پر فرض ہے کہ وہ کسی شخص کو خرقہ نہ دے۔ اور مرید کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ خرقہ نہ پہنے۔"

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دن تک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبتوں سے فیض یاب ہوتے رہے

Marfat.com

تھے۔ یہ وہی شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو ۵۴۹ھ میں بمقام ''سہرورد'' پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے امام مجد الدین سے فلسفہ اور فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ پر فلسفے کا رنگ غالب تھا اس لئے مختلف مذہبی مسائل میں عقل و دانش کے سہارے بحث کرتے تھے جس کا کبھی کبھی خوف ناک نتیجہ برآمد ہوتا تھا اس قسم کے بیشتر مناظرے شہر ''حلب'' میں ہوئے۔ بالآخر فقہا کی ایک جماعت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالف ہوگئی۔ آپ کے بعض مریدوں نے سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ اپنے نظریات کو اعتدال پر رکھیں مگر شیخ کے دل و دماغ مذہب کے ایک خاص زاویے سے متاثر ہو چکے تھے اور آپ کے بیان کی شدت میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

انجام کار اس دور کے چند مشہور فقیہوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مشترکہ خط میں تحریر کیا۔ ''یہاں شیخ شہاب الدین نامی ایک درویش ہے جس کے الجھے ہوئے خیالات سے مسلمان گمراہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ اہل ایمان کو فوری طور پر اس فتنے سے نجات دلائی جائے۔''

فقہا کی اس شکایت کے جواب میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے سلطان الظاہر کو جو حلب کا حکمران تھا ایک خط لکھا جس میں واضح طور پر تحریر کیا گیا تھا۔

''ہماری سلطنت کے مشہور اور معتبر فقیہہ' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف گواہی دے چکے ہیں اس لئے ایک ایسے درویش کو زندہ نہ چھوڑا جائے جو لاکھوں اہل ایمان کی زندگی سے کھیل رہا ہو۔''

سلطان الظاہر نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے باپ کے حکم کی تکمیل کی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خون میں نہا گئے۔ اسی لئے تصوف کی بعض کتابوں میں آپ کو شیخ شہاب الدین ''مقتول'' لکھا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک روایت یہ ہے کہ صلاح الدین ایوبی نے نہیں بلکہ اس کے

Marfat.com

بیٹے سلطان الظاہر نے براہ راست شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قتل کا حکم جاری کیا تھا جب حضرت شیخ کو اس حقیقت کا علم ہوا کہ فقہائے حلب کفر کے الزام میں آپ کے قتل کا فتویٰ دے چکے ہیں تو آپ نے سلطان الظاہر سے درخواست کی۔

''مجھے ایک مکان میں قید کر دیا جائے۔ سلطان کی طرف سے کھانے پینے کی چیزوں کا اہتمام کیا جائے مگر میں ذاتی طور پر ایک لقمہ بھی اپنے حلق سے نہیں اتاروں گا یہاں تک کہ وہ دن آجائے گا جب شدت ناتوانی اور بھوک میرے جسم کو فنا کر دے گی اس طرح سلطان کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور فقہا کی جماعت کو بھی قرار آجائے گا۔'' بعض معتبر تاریخ نویسوں کے نزدیک یہ روایت معتبر نہیں ہے۔

دراصل واقعہ یہی ہے کہ اس زمانے کے مشہور فقیہوں نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰعلیہ کے بعض اقوال کو کفر کے دائرے میں شامل کر کے آپ کے خلاف قتل کا فتویٰ دے دیا تھا. پھر سلطان صلاح الدین ایوبی سے درخواست کی تھی کہ اس شخص کے بوجھ سے زمین کو ہلکا کر دی اجائے جس کے افکار و خیالات مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے مزید تحقیق کرائے بغیر اپنے بیٹے سلطان الظاہر کو حکم دیا کہ وہ ملت اسلامیہ کو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نجات دلا دے الغرض تصوف میں سلسلہ ''سہروردی'' کے بانی کو قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد سے رخصت ہو کر سیستان جا چکے تھے۔

یہ واقعہ کچھ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جو شہاب الدین قتل ہوئے تھے وہ سہروردی نہ تھے اور نہ ہی سلسلہ سہروردی کے بانی۔ یہ شہاب الدین مقتول تھے جن کی شہادت 587ء میں ہوئی۔ جبکہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا سن 632ھ ہے۔ آپ ہی سلسلہ سہروردیہ کے بانی تھے اور آپ ہی حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد کامل تھے۔

Marfat.com

کچھ دن بعد حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سیتان پہنچے اور مشہور بزرگ حضرت اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روحانیت میں ایک بلند درجہ رکھتے تھے مگر آپ کو کرامت دیکھنے اور دکھانے کا بہت شوق تھا جب بھی کوئی بزرگ آپ کی خانقاہ میں داخل ہوتا تو شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کرامت کا اظہار کرتے اور اس بزرگ کو بھی مجبور کرتے کہ وہ اپنی روحانی قوتوں کا مظاہرہ کرے۔

ایک دن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بزرگ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام بزرگوں سے اپنی اپنی کرامات دکھانے کی خواہش کا اظہار کیا پھر حاضرین کے جواب کا انتظار کیے بغیر خود ہی اہل مجلس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔

''یہاں کا حاکم میری بہت دل آزاری کرتا ہے۔ آج وہ چوگان کھیلنے کے لئے گیا ہوا ہے اب اللہ ہی ہے کہ وہ حاکم صحیح وسلامت واپس آجائے۔''

ابھی مجلس میں حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کی گونج باقی تھی کہ کسی شخص نے باہر سے آکر اطلاع دی کہ وہ حاکم گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ مجلس میں موجود تمام بزرگ شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس کے بعد دوسرے بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کرامات کا اظہار کیا آخر میں شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا۔

''فرید! تم بھی اپنی کوئی کرامت دکھاؤ۔''

بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا۔ ''میں تو ایک طالب علم ہوں اور بزرگوں سے کچھ سیکھنے اور ان کی خدمت کرنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی عاجزی کا اظہار کرتے رہے مگر حضرت شیخ

Marfat.com

اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے کسی عذر کو تسلیم نہیں کیا۔ بالآخر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مجبور ہو گئے۔ آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور دل ہی دل میں خداوند ذوالجلال سے درخواست گزار ہوئے۔

''اے اپنے بندوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے تجھ پر سب باطن و ظاہر روشن ہے تو خوب جانتا ہے کہ میں تیرا ایک گناہ گار بندہ ہوں مگر ان لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوں جو بے شمار کمالات روحانی رکھتے ہیں۔ میری ذات میں نہ کوئی کرامت پوشیدہ ہے اور نہ میں کرامت کے اظہار کو مناسب سمجھتا ہو پھر بھی میرے سر سے ان کڑے لمحات کو ٹال دے اور مجھ بے ہنر کو ان حضرات کے سامنے سرخرو فرما دے جو اہل علم بھی ہیں اور اہل کمال بھی۔''

ابھی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خیالوں ہی خیالوں میں اپنے رب کے حضور دست بہ دُعا تھے کہ یکا یک تصوّرات کے پردے پر آپ کے پیرو مرشد حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرۂ مبارک روشن ہو گیا حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے تھے۔

''بابا فرید! آزردہ کیوں ہوتے ہو؟ جس خدا نے تمہیں سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانۂ عالیہ تک پہنچایا ہے وہی ہر حال میں تمہاری مشکل کشائی کرے گا ان بزرگوں سے کہو کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پھر انہیں تمہاری کرامت نظر آجائے گی۔'' ان الفاظ کے ساتھ ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا پرنور چہرۂ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا آپ نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا۔

''فرید! خاموش کیوں ہو؟ کیا ابھی اس منزل تک نہیں پہنچے ہو؟''

''منزل تو میری بہت دور ہے مگر آپ حضرات اپنی آنکھیں بند کر لیں پھر

Marfat.com

دیکھیں کہ خدا کیا ظاہر کرتا ہے۔"

شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بزرگوں نے اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیں یکایک تمام بزرگوں نے دیکھا کہ وہ سیستان کے بجائے خانۂ کعبہ میں موجود ہیں خود بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان درویشوں کے ساتھ بیت اللہ میں موجود تھے کچھ دیر بعد جب تمام درویشوں نے آنکھیں کھولیں تو نظروں کے سامنے شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ تھی اور حاضرین مجلس خاموش بیٹھے نظر آ رہے تھے۔

حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے اختیار ہو کر فرمایا۔

"فرید! اس نو عمری میں تمہیں یہ اعلیٰ مقام مبارک ہو۔"

شیخ کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ دوسرے درویش بھی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی تصرف کا اعتراف کر رہے تھے مگر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپ کیسے بتاتے یہ سب کچھ کیا ہے کس کی دُعاؤں کا اثر تھا اور کس کے فضل و کرم کی کرشمہ سازی تھا۔

سیستان سے رخصت ہو کر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں تشریف لے گئے یہاں آپ کی ملاقات مشہور بزرگ حضرت شیخ الواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور صوفی حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عشق خداوندی سے اس قدر سرشار تھے کہ اہل دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ اسی بے نیازی اور قلندری کے سبب آپ شہری حدود سے نکل کر ایک غار میں مقیم ہو گئے تھے۔ جب کوئی دنیا پرست حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اپنے کسی کام کے لئے آپ سے دُعا کی درخواست کرتا تو حضرت شیخ نہایت تلخ لہجے میں فرماتے۔

Marfat.com

''تم کب تک اس مردار (دنیا) کے پیچھے بھاگتے رہو گے؟ کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے اور اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچنے کی کوشش کرے جس کا ایندھن انسان ہیں۔ تم میرے پاس اس لئے کیوں نہیں آتے کہ میں تمہارے حق میں اپنے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کروں؟ تم میرے پاس دنیا مانگنے کے لئے آتے ہو تو غور سے سن لو کہ دنیا سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے میں نے اس سیاہ کار اور کریہہ المنظر عورت کو طلاق دے دی ہے جاؤ کسی اور کے دروزے پر جاؤ تمہیں دینے کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جانتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملاقاتیوں سے بیزار رہتے ہیں پھر بھی ایک خدا رسیدہ بزرگ کا شوق دیدار آپ کو اس غار تک لے گیا جہاں سناٹے اور ویرانی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا جیسے ہی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈرتے ڈرتے غار کے دروازے پر قدم رکھا ایک تیز آواز گونجی۔

''اے جاں سوختہ عشق! ادھر آ کہ تجھ پر میرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اندازے سے پہچان لیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز تھی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ غار کے اندر پہنچے تو آپ نے ایک نحیف و نزار شخص کو دیکھا جو بظاہر ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آرہا تھا اور جس کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھتے رہے مگر جب غار کے درمیان میں پہنچے تو حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ آپ پرنہایت پر جلال لہجے میں فرما رہے تھے۔

''فرید! میرے قریب ہرگز نہ آنا کہ جل کر خاک ہو جائے گا...... اور مجھ سے دور بھی نہ رہنا کہ تجھ پر جادو کا اثر ہو جائے گا۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس مرد جاں سوختہ کی اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ ''وہیں خاک پر بیٹھ جا کہ تو میرا مہمان ہے اور میری

Marfat.com

میزبانی یہ ہے کہ میں اپنے مہمانوں کو خاک کے سوا کچھ نہیں دیتا...... اور میرے پاس خاک کے سوا ہے بھی کیا کہ میں خود ہی خاک ہو چکا ہو۔"

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مرد قلندر کی خدمت میں سلام پیش کیا اور بڑی خوش دلی کے ساتھ فرش خاک پر بیٹھ گئے۔ غار میں سناٹا چھا گیا کچھ دیر بعد بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا۔

"شیخ! عشق خداوندی کیا ہے؟"

"مجھے دیکھ کہ میں عشق کی ادنیٰ ترین مثال ہوں۔"

حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا۔

"میرے جسم پر نظر کر کہ یہ آتش فراق میں بوند بوند پگھل رہا ہے بس کچھ دنوں کی بات ہے کہ یہ پگھلتے پگھلتے خاک میں جذب ہو جائے گا میرے پیروں کی جانب دیکھ کہ میں ایک ٹانگ سے محروم ہوں مجھے دنیا کو طلاق دیئے ہوئے پون صدی گزر چکی ہے میں ستر سال سے اس گوشۂ تنہائی میں پڑا ہوں اور میں نے تمام اسباب ظاہری کی نفی کر دی ہے بہت دن پہلے اس غار میں ایک عورت آئی تھی اس کے حسن فریب کار کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی غار سے باہر چلا جاؤں مگر جیسے ہی قدم اٹھایا ایک غیبی آواز نے میرے پیروں میں ہمیشہ کے لے زنجیر ڈال دی۔"

کہنے والا کہہ رہا تھا۔ "کہاں جا رہے ہو؟ محبت کا دعویٰ تو ہم سے کیا تھا۔"

"میں واپس لوٹ آیا اور فوراً اپنی ایک ٹانگ کاٹ کر پھینک دی اب تیس سال سے شرم و ندامت کی آگ میں جھلس رہا ہوں کہ قیامت کے دن اپنے دوست کو یہ چہرہ کس طرح دکھاؤں گا۔"

حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی داستان حیات سن کر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں پھر خود کلامی کے انداز میں فرمانے لگے۔

"فرید! تجھے کیا پتا کہ اس سرزمین پر اس کے کیسے کیسے جاں نثار موجود ہیں۔"

Marfat.com

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک ہفتے تک اس غار میں مقیم رہے آپ کے لئے یہ بات شدید حیرت کا باعث تھی کہ بظاہر کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا مگر رات کے وقت کھانے کے لئے دودھ اور کھجوریں موجود ہوتی تھیں۔

کچھ دن بعد حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں سے رخصت ہونا چاہتے تھے آپ نے حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت طلب کی۔ جواباً حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سکونت اختیار کیا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ ابھی شیخ کی مرضی نہیں ہے پھر نصف شب گزر جانے کے بعد حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''فرید! تو بھی چلا جائے گا۔؟'' شیخ کے لہجے سے دل کا درد جھلک رہا تھا۔

''ہاں سب کچھ جانے ہی کے لئے کسی کو دوام نہیں' کسی کو قرار نہیں...... اور کسی کو بتاتے نہیں سب کے سب منزل دو منزل کے ساتھی ہیں بس جدائی اور تنہا ہی ہی اپنے ہم درد و غم گسار ہیں۔''

شیخ محترم! ''اگر آپ حکم دیں تو کچھ دن اور ٹھہر جاؤں۔'' بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤدبانہ عرض کیا۔

''چند روزہ قیام سے کیا ہوگا؟ جدائی کی منزل تو سر پر کھڑی ہے۔'' حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت اداس اور دل گرفتہ نظر آ رہے تھے۔

''ہر طرف الفراق الفراق کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ تجھے بھی جانا ہوگا تیرے سفر عشق کا تو ابھی آغاز ہوا ہے ابھی اس کا انجام کہاں؟ مجھ اسیر غم کی طرف نہ دیکھ کہ میں تو ازل سے قیدی ہوں یہی تاریک غار میرا مکان ہے یہی میری خلوت ہے اور یہی میری انجمن ہے تو ہرگز گوشہ نشینی اختیار نہ کرنا کہ بندگان خدا کا ہجوم تیرا منتظر ہے میں تجھے اپنی دعاؤں کے سائے میں رخصت کروں گا۔ بس ایک رات اور ٹھہر جا۔''

Marfat.com

اتنا کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مراقبے میں چلے گئے اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

صبح سورج طلوع ہوا تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت طلب کی حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نظر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا اور پھر غم زدہ لہجے میں فرمانے لگے۔

"فرید! تو مجھے بہت پسند ہے تجھے اپنا دوست بنا لیتا ہوں مگر کیا کروں کہ کسی اور کی دوستی کا دم بھر چکا ہوں۔ اپنے اس عہد کو توڑ نہیں سکتا۔ اگر عہد شکنی کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا پھر بھی تو میرے دل سے دور نہیں رہے گا جب تک زندہ رہوں گا اپنے اللہ سے تیرے لئے عافیت طلب کرتا رہوں گا۔" یہ کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سوز عشق تھا جو نزدیک آنے والوں کو بھڑکتے ہوئے شعلوں کے مانند محسوس ہوتا تھا۔

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عجیب حالت تھی۔ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو سینے سے لگائے ہوئے فرما رہے تھے "فرید! ہم تو خانماں برباد ہیں نہ ہماری کوئی ملکیت ہے اور نہ کوئی جاگیر بس سوز نہاں کی ایک میراث ہے جس نے ہمیں جلا کر خاکستر کر دیا ہے ایک چنگاری تیری نذر بھی کئے دیتا ہوں کہ اس چنگاری کے بغیر درویش، درویش نہیں ہوتا نیکیوں اور عبادتوں کا سوداگر بن جاتا ہے۔ بس اب جا کہ تیری منزل بہت دور ہے اللہ تعالیٰ تیرے قدموں کو استقامت بخشے اور تیرے سر پر ہمیشہ اس کی رحمت سایہ فگن رہے اگر کبھی تجھے یہ جاں سوختہ یاد آئے تو اس کے حق میں بھی دعائے خیر کرنا کہ یہ آگ بجھنے نہ پائے۔ یہاں تک کہ تمام اعضاء دل، دماغ اور روح جل کر خاک ہو جائیں ...... اور پھر یہ خاک کوچۂ یار میں بکھر جائے اور اسے تیز ہوائیں دربدر اڑاتی پھریں۔" اتنا کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زمین پر بیٹھ گئے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تاریک غار سے نکل آئے مگر اس طرح کہ آپ کے

Marfat.com

قدم تھکے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بچھڑنے کا بہت غم تھا مگر مجبور تھے کہ ابھی آپ کی منزل بہت دور تھی۔

بدخشاں سے رخصت ہوکر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ''چشت'' پہنچے اور مشہور بزرگ حضرت ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی۔

ایک دن کسی بزرگ کی مجلس میں دیگر صوفیاء کے ساتھ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ گفتگو کے دوران ایک درویش نے صاحب مجلس سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا۔

''کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری موت واقع ہو چکی ہے اور میری روح شدید اضطراب میں مبتلا ہے۔''

صاحب مجلس نے درویش کا خواب سنا اور اپنے علم کے مطابق تعبیر بیان کی۔

جب وہ بزرگ خاموش ہو گئے تو حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ادب کے ساتھ صاحب مجلس سے مخاطب ہوئے۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں اس خواب کے سلسلے میں کچھ عرض کروں۔؟'' صاحب مجلس نے نوجوان کے تابناک چہرے کی طرف دیکھا اور پھر شفقت آمیز لہجے میں کہا۔ ''علم کسی کی میراث نہیں۔ اگر تم اس خواب کو کسی اور زاویے سے سمجھ سکے ہو تو بے جھجک ہو کر اپنا مفہوم بیان کرو۔ مقصد تو یہ ہے کہ کسی طرح خواب کی تعبیر حاصل کی جائے۔ ممکن ہے اللہ نے تمہارے ذہن رسا پر خواب کی صحیح تعبیر منکشف کردی ہو۔'' اجازت پاتے ہی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان درویش سے مخاطب ہوئے جنہوں نے یہ خواب دیکھا۔

''اس خواب میں موت سے مراد حقیقی موت نہیں۔ اپنی کم علمی کے باوجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس کے مطابق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ سے فجر کی نماز قضاء ہوگئی ہے۔''

Marfat.com

تمام مجلس پر سکوت طاری تھا۔ جیسے ہی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہوئے ان بزرگ نے بے اختیار ہو کر کہا۔ ''نوجوان تمہاری پیش کردہ تعبیر بالکل درست ہے۔ واقعتہً آج میری فجر کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ جب میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میں مر چکا ہوں تو شدت خوف سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے گھبرا کر چاروں طرف نگاہ کی اس وقت مجھے احساس ہوا کہ نماز فجر کا وقت گزر چکا ہے اور سورج طلوع ہو رہا ہے۔''

جب درویش نے نماز فجر کی قضاء کا اعتراف کر لیا تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ '''نماز کا قضا ہو جانا بھی ایک مسلمان کے لئے موت کی حیثیت رکھتا ہے میرے نزدیک یہی آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس گفتگو سے حاضرین بہت خوش ہوئے پھر صاحب مجلس نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ نوجوان بہت جلد افق معرفت پر خورشید تابناک بن کر ابھرے گا۔''

چشت سے رخصت ہونے کے بعد بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق کی جانب روانہ ہوئے یہ تاریخی شہر بھی بزرگان دین اور اہل علم وفن کے بڑے مراکز میں شامل تھا۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ دن تک یہاں قیام کیا اور کئی نامور اولیائے کرام کی صحبتوں سے فیض یاب ہوئے۔

اس وقت دمشق کے مشہور بزرگوں میں حضرت شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام زیادہ نمایاں تھا۔ ایک دن بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں شریک تھے کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس میں معرفت کے طلب گاروں کے لئے بڑا سبق تھا۔

حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ روحانیت کے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اور سننے والوں پر ایک وجد سا طاری تھا۔ پھر جیسے جیسے حضرت شیخ کی تقریر ختم ہوئی تو حاضرین مجلس میں سے ایک شخص اپنی نشست پر اٹھ کھڑا

Marfat.com

ہوا اور عرض کرنے لگا۔

''شیخ آپ کا وہ مرید جسے آپ نے کچھ دن پہلے خرقہ عطا کیا ہے اہل دنیا سے بہت زیادہ میل جول رکھتا ہے۔''

حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے صبر وتحمل سے یہ ناخوش گوار خبر سنی جس پر مرید کے بارے میں اہل دنیا سے ربط وضبط رکھنے کی اطلاع دی جارہی تھی دراصل وہ شیخ زندوسی رحمتہ اللہ علیہ کا محبوب ترین مرید تھا جب آپ نے اسے خرقہ (معرفت کا لباس) عطا کیا تھا تو بڑے والہانہ انداز میں فرمایا تھا۔

''فرزند! اس درویش کے پاس جو کچھ تھا وہ سب تجھے بخش دیا' اپنی چاہتیں' اپنے جذبے' اپنی محبتیں اور اپنی دُعائیں سب تیرے دامن میں دال دیں۔ اپنی فغان نیم شبی' اپنی آہ سحر گاہی' اپنے قلب کا گداز اور اپنی روح کا سوز اس خرقے میں شامل کر دیا ہے اسے محض ایک زرد رنگ کا کپڑا نہ سمجھنا یہ تیرے شیوخ کی وہ نشانی ہے جس کے ایک ایک تار میں ان کا اپنا لہو شامل ہے دنیا کے گرد وغبار اور حرص و ہوس کی کثافتوں سے اسے محفوظ رکھنا۔''

آج اسی مرید کے بارے میں شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خبر ملی تھی کہ اس نے تمام خصلتوں کو فراموش کر کے اہل دنیا سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔

''اس کے مزید اعمال کیا ہیں؟'' حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہنے والے شخص سے دریافت کیا۔

''لوگ آپ کے بخشے ہوئے متبرک خرقے کے باعث خاموش رہتے ہیں لیکن وہ مسلسل اس پردے میں دنیاوی مفادات حاصل کر رہا ہے۔'' کہنے والے نے مزید وضاحت کی۔

پھر اہل مجلس نے دیکھا کہ حضرت شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور اذیت وکرب کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بڑا تکلیف دہ مرحلہ تھا ایک شخص جس نے اپنی زندگی کی ساری لذتوں کو ترک کر کے خانقاہ کا وقار

Marfat.com

قائم کیا تھا۔ اس کا ایک نمائندہ کوچہ در کوچہ روحانی نظام کو بدنام کرتا پھر رہا تھا۔ حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت دیر تک سوگوار بیٹھے رہے تھے جیسے ان کا کوئی محبوب عزیز دنیا سے گزر گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی پوری مجلس کا رنگ بھی بدل کر رہ گیا اور شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اضطراب دیکھ کر حاضرین بھی اداس نظر آنے لگے۔

پھر ایک طویل وقفۂ سکوت کے بعد حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خدمت گاروں سے فرمایا۔

''اسے تلاش کر کے میرے روبرو حاضر کرو۔''

پھر جب وہ نافرمان مرید حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجلس کے در و دیوار تک ساکت ہو گئے وہاں موجود ہر شخص خاموش تھا مگر اس کے ذہن میں کئی سوالات ابھر ابھر کر ڈوب رہے تھے کوئی نہیں جانتا تھا کہ حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس مرید کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حیران تھے۔ کبھی اس سرکش مرید کو دیکھتے اور کبھی حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نگاہ کرتے۔

مرید سر جھکائے کسی مجرم کی طرح بارگاہ شیخ میں کھڑا رہا۔ حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی چشم جلال اٹھی اور وہ عہد شکن کانپ کر رہ گیا۔ ''لوگ کہتے ہیں کہ تو نے میرے پہنائے ہوئے خرقے کو نیلام گاہ میں فروخت کر دیا ہے؟'' شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرید سے مخاطب ہوئے تو حاضرین کو محسوس ہوا جیسے آپ کی نوائے آتشیں سے پوری مجلس جل اٹھی ہو۔

مرید کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے بدستور خاموش کھڑا رہا۔

آخر تو نے ایسا کیوں کیا؟'' حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لہجے کا جلال مزید نمایاں ہو گیا۔

''شیخ محترم! میں اپنے دل سے مجبور ہو گیا تھا۔'' مرید کے جسم پر لرزہ طاری تھا

Marfat.com

اور اس کی آواز کانپ رہی تھی۔'' میں نے بہت کوشش کی کہ آخرت کے وعدے پر مطمئن ہو جاؤں مگر میرے دل میں دنیا کی محبت اس طرح موجزن تھی کہ میں اپنی ذات کو غرقاب ہونے سے نہیں بچا سکا۔ میری ظاہر پرست فطرت نے مجھے نام و نمود کے کوچہ و بازار میں لے گئی اور پھر صبر کا دامن میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا۔'' مرید بر سر مجلس اعتراف جرم کر رہا تھا اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کہ اس کا گناہ شیخ کی نگاہ کشف سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔

''وہ دن یاد کر جب تو اس خانقاہ میں داخل ہوا تھا اور تو نے مجھ سے دل کی دولت طلب کی تھی۔'' حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی پُر جلال آواز گونج رہی تھی اور اہل مجلس پر سکوت مرگ سا طاری تھا۔ ''کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ یہ زندگی کا مشکل ترین راستہ ہے؟ کیا میں نے تجھے خبردار نہیں کر دیا تھا کہ اس ریگزار میں تیرے پاؤں آبلوں سے بھر جائیں گے؟ کیا تجھ پر یہ راز فاش نہیں کیا گیا تھا کہ اس راستے میں لوگ مصلوب بھی کئے جاتے ہیں حوالۂ زنداں بھی ہوتے ہیں...... زنجیر ستم ہڈیوں پر اپنے نشانات بھی چھوڑ جاتی ہے اور جب قتل گاہ شوق ویران ہونے لگتی ہے تو اسے نذرانۂ جاں دے کر آباد کیا جاتا ہے۔ تجھ پر ایک ایک بات روشن تھی۔ پھر بھی تو روشنی کے حصار سے نکل کر اندھیروں کے سراغ میں چلا گیا۔ تو نے آداب سفر بھلا دیئے اور رہزن دنیا کی رہنمائی قبول کر لی۔ منزل سے برگشتہ ہو گیا۔ اپنے قول سے انحراف کیا اور سارے عہد و پیمان بھلا دیئے۔ پھر کیا باقی رہا؟ خدا کی قسم! اب غبار ہی غبار ہے گرد ہی گرد ہے اور خاک ہی خاک ہے۔ قبائے بے رنگ پہن کر کچھ دن اور جی لے۔ بہت جلد سانسوں کا شمار ختم ہونے والا ہے پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دنیا اور آخرت ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے۔'' حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بول رہے تھے اور خانقاہ میں موجود درویشوں کا یہ حال تھا کہ وہ پتھروں کے ستون کے مانند ہو کر رہ گئے تھے تو مرید کے لئے اب کوئی جائے اماں نہیں تھی کوئی پناہ گاہ نہیں تھی۔ وہ بحر ندامت میں ڈوبتا جا رہا تھا۔

Marfat.com

''تو نے اس رشتۂ اعتبار کو پامال کر ڈالا۔ جو اہل وفا کی پہچان ہے۔'' حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مختصر سی خاموشی کے بعد اپنے مرید سے دوبارہ مخاطب ہوئے۔ ''جب تیری پہچان ہی گم ہو گئی تو خود بھی میری بارگاہ سے چلا جا اور اپنی ذات کو سرکشی کے غبار میں گم کر دے۔ یہاں تک کہ وقت معلوم سر پر آ پہنچے اور پھر تیرے پاس کوئی دلیل باقی نہ رہے۔'' اتنا کہہ کر حضرت شیخ الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی نشست سے اٹھے اور آگے بڑھ کر مرید کے جسم سے وہ خرقہ اتار لیا جو خود ہی آپ نے اپنے ہاتھوں سے بڑے ناز و محبت کے ساتھ اسے پہنایا تھا۔

پھر جب وہ مرید خانقاہ سے نکل کر چلا گیا تو حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''جانے والا چلا گیا کہ اسے جانا ہی تھا۔ مقتول عشق کا مسافر تھا لیکن اہل دنیا اور ان کی تراشی ہوئی رسموں سے ڈرتا تھا۔ اسے ظاہر کے خوف نے کھا لیا۔ صد حیف! اس نے باطل کی طرف نہیں دیکھا۔''

''شیخ! وہ سرکش تھا پھر آپ اس کے لئے اتنے آرزدہ کیوں ہیں؟'' کسی درویش نے سوال کیا۔ ''جانے والے کو کیا معلوم کہ وہ میری ریاضت تھا۔ ایسی ریاضت جو رائیگاں گئی۔ وہ میری تمام زندگی کی دعاؤں کا ثمر تھا ایسی دعائیں جو باب اثر سے لوٹ آئیں۔'' کہتے کہتے حضرت شیخ شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سے رقت جھلکنے لگی تھی۔

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعہ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلی کیفیت کا اندازہ کر کے اداس نظر آنے لگے تھے۔

پھر گفتگو کے دوران ایک طویل لمحۂ سکوت حائل ہو گیا۔ حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ مبارک پر اذیت و کرب کے آثار اب تک نمایاں تھے۔

اہل مجلس بھی اس واقعہ سے غمزدہ نظر آ رہے تھے کہ یکایک حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عجیب سے لہجے میں فرمانے لگے۔

''مرید بھی پیر کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے اگر اسے اپنے کے اتنے قریب نہ

Marfat.com

سمجھا جائے تو پھر یہ نظام خانقاہی ایک کاروبار ہے۔ جانے والا بھی میرے بدن کا ایک حصہ تھا۔ جب تک وہ دنیا کے ناہموار راستوں پر بھٹکتا رہے گا میری روح بھی پریشان و مضطرب رہے گی وہ جس راہ سے بھی گزرے گا میری آنکھیں اس کی نگراں ہوگی۔ میں اس کے تنہا اور کمزور جسم کو وقت کی بے رحم آنکھوں کا ہدف بنتے ہوئے کس طرح دیکھ سکتا ہوں؟ شاید مجھے دیکھنا ہوگا...... مگر اللہ ہی جانتا ہے کہ لوح محفوظ پر کیا رقم ہے بس اسی کو خبر ہے کہ مجھے کیا دیکھنا ہوگا۔''

اہل مجلس حیران تھے کہ کہاں حضرت شیخ زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ قہر بے کنار وہ بے انداز حقیقت اور کہاں یہ سوز و فراق؟ دونوں میں کوئی تعلق نہیں تھا بڑا تضاد تھا جسے اہل مجلس سمجھنے سے قاصر تھے۔

پھر آپ نے اس کے جسم سے خرقۂ خلافت کیوں اتار لیا؟'' ایک دوسرے درویش نے ان متضاد کیفیات کا مفہوم سمجھنے کی غرض سے شیخ کے حضور عرض کیا۔

''یہ بھی ضروری تھا۔'' حضرت شہاب الدین زندوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ ''اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ اور بے راہ رو ہو جاتا۔''

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس وقت بڑی شدت سے اپنے پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یاد آرہے تھے۔ اب آپ کو اندازہ ہوا کہ پیر و مرشد نے سیاحت کا حکم کیوں دیا تھا؟ مجلس میں موجود دوسرے درویش حضرت شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمودات پر غور کرتے رہے اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نمناک آنکھوں کے ساتھ دل ہی دل میں اپنے اللہ کی پناہ مانگتے رہے۔

''اے کارساز عالم اپنے بندے فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دل کی دولت سے محروم نہ رکھ۔ چاہے غربت و افلاس کے سبب اس کا لباس ظاہری تار تار ہو جائے۔ اور کثرت فاقہ کشی سے اس کے چہرے کے نقش و نگار بگڑ کر رہ جائیں گے مگر اس کے دل کو قبرستان نہ بنا کہ ہلاکت کی اس منزل سے زیادہ خوفناک کوئی دوسری منزل نہیں ہے۔

Marfat.com

بابا فرید کچھ دن تک حضرت شہاب الدین ولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مہمان رہے اور پھر دمشق سے رخصت ہو کر شام تشریف لے گئے۔ یہاں بھی آپ مختلف بزرگوں کی صحبتوں سے فیض یاب ہوئے پھر آپ نے کچھ دنوں تک بیت المقدس میں قیام فرمایا۔

معتبر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پاکیزہ سرزمین پر چلہ بھی کیا تھا یہ جگہ اب تک ''زاویۂ فرید الدین ہندی'' کے نام سے مشہور ہے وقف کے طور پر یہاں ایک عمارت تعمیر کر دی گئی ہے جو کئی کمروں پر مشتمل ہے۔ جب زائرین ایک مرد عظیم کی ایک نشانی کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں تو انہی حجروں میں قیام کرتے ہیں اس سلسلے میں زائرین سے کوئی کرایہ وصول نہیں کیا جاتا۔

بعض مستند روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ طویل سیاحت کے دوران بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیشا پور میں بھی قیام فرمایا تھا۔ یہ تاریخی شہر جہاں اور کئی حوالوں سے مشہور ہے وہاں اس سرزمین کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہاں نامور بزرگ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی خانقاہ تعمیر کی تھی اور بے شمار بھٹکتے ہوئے مسافروں کو ان کی منزلوں کا پتہ دیا تھا جب حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت شیخ نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور شدت جذبات سے سرشار ہو کر فرمایا۔

''لوگو! غور سے دیکھو کہ کون آیا ہے؟ فرید ہندی آیا ہے میرا محبوب فرید ہندی۔'' حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس اخلاق کریمانہ سے بہت متاثر ہوئے اور جب تک نیشا پور میں آپ کا قیام رہا اس مرد جلیل کے فیض صحبت سے استفادہ کرتے رہے۔

پھر واپسی میں بغداد سے گزرتے ہوئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بخارا پہنچے یہاں آپ نے چند روز تک مشہور بزرگ حضرت شیخ یوسف الدین فردوسیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا خود حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جیسے ہی میں شیخ سیف الدین فردوسیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں داخل ہوا تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔

''یہ نوجوان مشائخ روزگار میں سے ہو گا۔ تمام دنیا اس کے مریدوں اور روحانی فرزندوں سے بھر جائے گی۔'' اتنا کہہ کر آپ نے مجھے ایک سیاہ خرقہ عطا فرمایا۔ حضرت شیخ سیف الدین فردوسیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ ہزاروں بھوکے آپ کے لنگر خانے سے اپنے شکم کی آگ بجھاتے تھے۔ ایک دن حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ ''میں ایک صاحب حیثیت تاجر ہوں مگر مجھے مسلسل نقصان ہو رہا ہے اس کے علاوہ مختلف بیماریاں بھی گھیرے رہتی ہیں۔''

اس شخص کی عرض داشت سن کر حضرت شیخ سیف الدین فردوسیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''مال و زر کا نقصان اس لئے ہوتا ہے کہ جب اپنے فرائض کے سلسلے میں کوتاہی سے کام لے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے رہی بیماری تو یہ قدرت کا ایک راز ہے ابن آدم پر بیماری اس لئے مسلط کی جاتی ہے کہ اس کا دل صحت مند ہو جائے۔ دل کی صحت اس طرح ممکن ہے کہ انسان بیماری میں اپنے اللہ کو یاد کرے اور گناہوں سے تائب ہو جائے۔ یہ ایک غیبی تنبیہ ہوتی ہے اگر انسان اس تنبیہ کا مفہوم سمجھ لے تو راہ راست پر آ جاتا ہے ورنہ مسلسل غفلت اسے مزید امراض میں مبتلا کر دیتی ہے یہاں تک کہ موت سر پر آ جاتی ہے اور انسان توبہ کئے بغیر جہنم کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔'' کچھ دن تک حضرت شیخ فردوسیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبتوں سے فیض یاب ہو کر بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وطن ملتان کی جانب روانہ ہو گئے۔

ملتان پہنچتے ہی حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی تشنہ لب دریا کے کنارے پہنچ کر پیاس کی شدت سے نڈھال ہو جائے۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی کیفیت سے دوچار تھے۔ جیسے ہی آپ نے والدہ محترمہ کے رخ روشن کو دیکھا بے اختیار آگے بڑھے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے۔

Marfat.com

مادر گرامی بھی فرزند کی جدائی سے بے حال تھیں مگر جب اپنے جسم کے گم شدہ حصے کو اتنے قریب پایا تو فرط جذبات سے اشکبار ہو گئیں۔ کچھ دیر تک عجیب سی رقت انگیز حالت سکوت طاری رہی۔ پھر جب دل بے قرار کی دھڑکنیں متوازن ہو گئیں تو قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سعادت مند بیٹے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور بے شمار دُعاؤں سے سرفراز کیا۔

چند روز آرام کرنے کے بعد حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مادر گرامی سے عرض کیا۔ ''اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے شیخ محترم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔''

جواباً قرسم خاتون نے فرمایا۔ ''فرید! تم ابھی اس قابل تو نہیں ہو کہ اس مرد پاکباز کی مجلس میں شریک ہو سکو پھر بھی میرے لئے یہ بات باعث طمانیت ہے کہ تم نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے اب یہ شیخ جانیں کہ وہ تمہیں قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ پھر بھی میری دُعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔''

جب بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے دل کی عجیب حالت تھی دوران سفر بے قرار ہو کر بار بار فرمایا کرتے تھے۔

''یہ راستہ کبھی تمام بھی ہو گا یا نہیں؟ فرید! تو اس قابل بھی ہے کہ اس مرد عظیم کی قدم بوسی سے شرف یاب ہو سکے گا؟ تو اپنی منزل تک پہنچ بھی سکے گا یا پھر راستے ہی میں مر جائے گا؟''

اہل شہر نے ایک نوجوان کو دیکھا جو نہایت آہستہ روی کے ساتھ چل رہا تھا اور وقفے وقفے سے رک کر راستہ چلنے والوں سے پوچھتا تھا کہ میرے شیخ کی خانقاہ کس طرف سے ہے؟ لوگ نوارد شوق کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانے کا پتا بتا دیتے اور یہ جاں سوختہ' حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلال روحانی سے لرزتا آگے بڑھ جاتا۔

پھر منزل طلب قریب آ گئی۔ کسی نے پکار کر کہا۔ ''وہ ہے حضرت قطب رحمتہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ کا دربار روحانی!''

خانقاہ عالیہ پر نظر پڑتے ہی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت غیر ہوگئی۔ وصال کا غم، ساعت فراق سے زیادہ تلاطم خیز ثابت ہوا۔ کچھ دیر کے لئے ہوش و حواس جاتے رہے مگر بے خودی میں بھی اتنا ہوش باقی رہا کہ سر عقیدت خم کر دیا اور خانقاہ کے دروازے کے سامنے اس طرح دست بستہ کھڑے رہے جیسے اس راستے سے کسی باجبروت شہنشاہ کا گزر ہونے والا ہو۔

پھر جب گمشدہ حواس لوٹ آئے تو کانپتے قدموں سے خانقاہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس روحانی آراستہ تھی اور دربار معرفت میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا شمس الدین ترک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ محمود، علاء الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت برہان الدین بلخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ضیاء الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگ صوفی موجود تھے۔

جب بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس مجلس روحانیت میں پہنچے تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ درس دے رہے تھے آپ نے ایک نظر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس نظر کا مفہوم نہ سمجھ سکے اگر کچھ سمجھے تو بس یہی کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ یہ تصور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے دنیا کی ہر اذیت سے بڑھ کر تھا جس کے حکم کی تعمیل میں کوچہ در کوچہ دامن پھیلایا۔ دروازے دروازے دستک دی قلب صحرا کو پامال کر ڈالا۔ خارزاروں میں اس وقت تک سفر جاری رکھا جب تک پیروں کے آبلے پھوٹ کر نہ بہے گئے جس کی ایک جنبش چشم نے گھر سے بے گھر کر رکھا، آج اسی کی نظروں میں شناسائی کا دھندلا سا عکس تک نہیں تھا۔ اس خیال نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذہن کو تہہ و بالا کر ڈالا۔

Marfat.com

''کیا سب کچھ رائیگاں گیا؟ کیا میں زندگی بھر اس قابل نہیں ہوسکوں گا کہ اس کی بزمِ لطف و کرم میں بیٹھنے کے لئے کوئی نشست حاصل کر سکوں؟'' بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذہن منتشر خیالات کی زد میں تھا اور دل میں ایک حسرت خوں گشتہ دم توڑتی محسوس ہو رہی تھی۔

اس دوران حاضرینِ مجلس میں سے ایک بزرگ حضرت شمس الدین تبرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آدابِ محفل کے مطابق بیٹھ جانے کا اشارہ بھی کیا مگر بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہاں ہوش تھا۔ آپ کی نظریں تو ایک ہی چہرے پر مرکوز تھیں اور آپ ایک ہی اشارے کے منتظر تھے۔ پھر جب اس چہرے پر آشنائی کا کوئی رنگ نہیں ابھرا اور اس جانب سے کوئی اشارہ نہیں ہوا تو پھر سب کچھ ہیچ تھا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا تک نہیں کہ حضرت شمس الدین تبرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا کہہ رہے ہیں اور آدابِ مجلس کا کیا تقاضا ہے؟

اپنے گرد و پیش سے بے نیاز حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل ایک ہی بات سوچ رہے تھے کہ حضور شیخ کس طرح اپنا تعارف پیش کریں؟ کبھی خیال آتا ہے کہ حضرت قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح ماضی کی یاد دلائیں کہ ''میں ہوں آپ کا غلام فرید الدین' جسے آپ نے ملتان کی مسجد میں شرف ملاقات بخشا تھا پھر سوچنے لگتے کہ اگر شیخ کو یہ واقعہ بھی یاد نہ آئے تو عرض کریں۔ ''میں وہی خادم ہوں جسے آپ نے پہلے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا تھا اور پھر فرمایا تھا کہ قدم بوسی کے لئے دہلی حاضر ہو جاؤں۔''

پھر اچانک ذہن میں یہ تصور ابھرتا کہ اگر اس کے بعد بھی شیخ نے نہ پہچانا تو کیا ہوگا؟ قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی؟ جس نے ایک ہی ذات سے وابستگی کا عہدہ کیا' وہ کہاں جائے گا؟ کیا مذہبِ عشق میں دوسرا سنگِ در تلاش کرنا جرم نہیں؟ اس خیال سے بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برگِ خزاں رسیدہ کے مانند لرزنے لگتے اور دل اس طرح ڈوبنے لگتا جیسے گرداب میں کوئی سفینہ غرق کر رہا ہو۔

Marfat.com

ہزار فکریں تھیں، ہزار اندیشے تھے جب بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مایوسی اپنی حدوں سے گزر گئی تو آپ نے ایک صدائے جاں نوازسنی چندلمحوں کے لئے کوچہ عشق کو اپنی سماعت پر شبہ سا ہوا مگر حقیقت اپنی تمام تر تابنا کیوں کے ساتھ روشن ہو چکی تھی۔

درس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے مخاطب تھے۔ ''بابا فرید! سب کام ختم کر کے آئے ہو؟''

یہ چند الفاظ کیا تھے زندگی کی وہ شدید لہر تھی جو تن مردہ میں بھی جان ڈال دیتی ہے حضرت بابا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ کا ارشاد سن کر جی اٹھے مرشد کی زبان پر آپ کا نام کیا آیا کہ ساری کائنات کا سرمایہ مل گیا۔ شیخ نے مزاج برسی کیا کی کہ دولت کونین قدموں میں ڈھیر ہوگئی۔

اس مزاج پرسی نے حضرت بابا کو وارفتہ کر دیا اور آپ آداب مجلس سے بے نیاز ہو کر حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے پھر اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ بار بار فرماتے تھے۔

''شیخ! اگر آپ مجھے نہ پہچانتے تو میں کہاں جاتا؟ آپ کی نگاہ کرم ہی میری پہچان ہے...... ورنہ فرید کیا اور اس کی حقیقت کیا؟'' حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز اس قدر پرسوز تھی کہ حاضرین مجلس بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دست مہربان بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر سایہ فگن تھا اور نوائے شیریں اس دل پر شبنم ریز تھی جو آتش فراق سے جل رہا تھا۔

اس کے بعد حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اٹھایا اور اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔

پھر اہل مجلس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ ''رسالت مآب ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اسی دوران یہ افواہ عام ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

Marfat.com

جب یہ جانگداز خبر مسلمانوں نے سنی تو ان کے جذبات بے قابو ہو گئے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے کفار کی بدعہدی کا جواب دینے کے لئے ایک درخت کے نیچے تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کیا۔ پھر ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہاتھ تصور کیا اور دوسرا ہاتھ اس پر رکھ کر مسلمانوں سے بیعت لی۔''

یہ مثال پیش کر کے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ ''صوفیائے کرام کے نزدیک تجدید بیعت کی بنیاد وہی بیعت رضوان ہے۔''

پھر تمام لوگوں کے سامنے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوبارہ مرید کیا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قیام ملتان کے دوران بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کر چکے تھے۔ صوفیاء کا خیال ہے کہ بظاہر وہ پہلی بیعت ہی کافی تھی ...... مگر دوبارہ اس لئے مرید کیا گیا کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد محبت کرتے تھے اور اسی محبت کا مظاہرہ تجدید بیعت تھی۔ اس وقت خانقاہ میں اکابر صوفیاء اور نامور بزرگ موجود تھے۔

اس موقع پر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ''طے کا روزہ'' رکھنے کا حکم دیا۔ اس روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ تیسرے دن مغرب کے وقت افطار کیا جاتا ہے یہ بھی ایک قسم کا ''چلہ'' تھا جس کے لئے گوشۂ تنہائی کی ضرورت تھی۔ روایت ہے کہ غزنی دروازے کے قریب ایک برج تھا۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی برج میں ٹھہرایا گیا تھا۔

پھر جب آپ نے روزہ رکھا تو تیسرے دن افطار کے لئے کچھ نہیں تھا۔ اتفاق سے ایک شخص کو معلوم ہو گیا کہ یہاں کوئی نوجوان درویش چلہ کش ہے۔ وہ صوفیاء کی خدمت اور حصول ثواب کی نیت سے شام کو کھانا لے کر برج میں داخل ہو گیا اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوشامد کرنے لگا کہ اس کے لائے ہوئے کھانے سے افطار کر کے اسے شرف یاب ہونے کا موقع فراہم کریں۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مسلک کے تقاضوں کے پیش نظر ایک اجنبی شخص کا دل توڑنا گوارہ نہیں کیا اور بغیر تحقیق کے کھانا لے لیا۔ اجنبی شخص خوشی خوشی واپس چلا گیا۔ پھر جب افطار کا وقت آیا تو حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کھانے سے افطار کر لیا ابھی مشکل سے چند لمحے گزرے ہوں گے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیٹ میں درد محسوس کیا اور فوراً ہی قے ہو گئی۔ غذا کا ایک ایک ذرہ نکل گیا۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانی پی کر ساری رات عبادت الٰہی میں گزار دی۔

جب نماز فجر کے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس درس آراستہ ہوئی تو بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا واقعہ حضور شیخ بیان کر دیا۔

جواب میں پیر و مرشد نے فرمایا۔ ''بابا فرید! میں جانتا ہوں کہ تین دن تک مسلسل روزے رکھنے کے بعد تمہارے جسم کی نقاہت کا کیا حال ہوگا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ قے کے بعد جسم کی باقی توانائی بھی سلب ہوتی محسوس ہو رہی ہوگی۔ تمہاری یہ تکلیف اپنی جگہ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ تم نہیں جانتے کہ جو شخص تمہارے لئے کھانا لے کر آیا تھا وہ ایک شراب نوش اور بدکار انسان ہے۔ بے شک! اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ تمہیں کھانا پیش کیا مگر اللہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک کثیف اور ناپسندیدہ غذا تمہارے شکم میں ٹھہرے اور پھر اس سے بننے والے خون کے قطرے تمہارے جسم میں فساد برپا کر دیں۔ تمہیں اپنے رب کا مزید شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ تمہیں شیطان کے کیسے کیسے حملوں سے بچاتا ہے۔''

حضرت قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس انکشاف نے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے درویشوں پر حیرت طاری کر دی تھی آج پہلی بار حاضرین مجلس کو اس نازک حقیقت کا اندازہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف حرام روزی ہی ناپسندیدہ نہیں بلکہ اس کا ایک ایک نوالہ بھی ناگوار ہے۔

پھر کچھ دیر بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید

Marfat.com

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مولانا تمہیں ''طے'' کا ایک اور روزہ رکھنا ہوگا۔ شراب نوش کی لائی ہوئی غذا نے تمہاری اس روحانی عبادت کے اثرات زائل کر دیئے۔ اب کی بار کسی انسان کے لائے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ نہ ہونا بلکہ جو کچھ غیب سے میسر آجائے تو اسی سے افطار کر لینا۔''

اگرچہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شدید جسمانی نقاہت محسوس کر رہے تھے مگر مرشد کے حکم نے آپ کو دوبارہ تازہ دم کر دیا حاضرین مجلس ایک نوجوان کی جرأت و ہمت دیکھ کر حیرت زدہ تھے اور یہ بات واضح طور پر نظر آنے لگی تھی کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس نو وارد شوق کی تربیت پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق ''طے'' کا دوسرا روزہ رکھ لیا۔ پھر جب تیسرے روز افطار کا وقت آیا تو آپ غیب سے بھیجے جانے والے سامان خورد نوش کا انتظار کرنے لگے...... مگر ایسی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی آخر جب وقت تنگ ہونے لگا تو آپ نے پانی سے روزہ افطار کر لیا اور نماز مغرب میں انتہائی ذوق وشوق سے مشغول ہو گئے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ انتظار کرنے لگے کہ غیب سے کھانے کا کوئی انتظام ہو جائے مگر اس بار کسی غیبی مدد کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ مدت انتظار طویل ہوئی تو عشاء کی نماز کا وقت آ گیا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رب کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ نقاہت کا یہ عالم تھا کہ پاؤں کانپ رہے تھے اور کھڑا ہونا مشکل نظر آ رہا تھا پھر بھی تمام قوت ارادی کو ایک نقطے پر مرتکز کر کے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایستادہ رہے اور نماز کے تمام ارکان پوری صحت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔

نماز عشاء کے بعد بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے ...... مگر جب بھی شکم کی آگ ستاتی تو آپ آنکھیں کھول کر دیکھ لیتے کہ شاید اب غیب

Marfat.com

سے کچھ ظاہر ہوا ہو...... مگر وہاں سناٹے اور ویرانی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ آزمائش کی عجیب منزل تھی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی پورا یقین تھا کہ وہ اس مرحلے میں بندے کو تنہا اور بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا اور مرشد کی بات پر بھی مکمل اعتبار تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ظہور پذیر ہوگا۔

غرض اسی کشمکش انتظار میں آدھی رات گزر گئی اب یہ کیفیت تھی کہ بھوک کی شدت سے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شکم جل اٹھا تھا اور آپ اس تکلیف کو کم کرنے کے لئے بار بار پہلو بدل رہے تھے بالآخر جب شکم کا درد اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے قرار ہو کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ اچانک آپ کو اپنی ہتھیلیوں میں چبھن محسوس ہوئی غور سے دیکھا تو وہ چند سنگریزے تھے جو ہاتھوں میں چپک کر رہ گئے تھے۔

اہل نظر اندازہ کریں کہ چھ دن کے مسلسل فاقے کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایک بشر تھے۔ جب قوت برداشت جواب دے گئی تو اضطراری طور پر آپ نے ان ہی سنگریزوں کو منہ میں رکھ لیا۔ اچانک بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو محسوس ہوا کہ کوئی میٹھی چیز آپ کے دہن میں موجود ہے۔ فوراً ہی خیال گزرا کہ سنگریزوں کی شیرینی بھی کہیں شرابی کے کھانے کی طرح فریب نہ ہو۔ اس احساس کے پیدا ہوتے ہی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے منہ کے تمام سنگریزے زمین پر تھوک دیئے۔

کچھ دیر بعد آپ پر دوبارہ وہی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے شدید عالم اضطراب میں زمین پر ہاتھ مارے۔ اس مرتبہ بھی وہی واقعہ پیش آیا اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنگریزوں کو اس طرح اگل دیا جیسے کوئی لقمۂ حرام منہ میں پہنچ گیا ہو۔

پھر جب تیسری بار یہی واقعہ پیش آیا کہ سنگریزے شکر محسوس ہونے لگے تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے تحفۂ عیب سمجھا اور اس کے ساتھ ہی آپ کو حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ یاد آنے لگے۔

Marfat.com

''مولانا فرید! جو کچھ بھی غیب سے ظاہر ہو اسی سے روزہ افطار کر لینا۔''

جیسے ہی حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی سماعت میں پیر و مرشد کے یہ کلمات گونجے آپ نے سنگریزے حلق سے اتار لئے یہاں تک کہ آپ کی بھوک بھی مٹ گئی اور آپ کو جسمانی طور پر بھی نئی طاقت کا احساس ہونے لگا۔

دوسرے دن بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے ہی پیر و مرشد نے فرمایا۔

''مولانا فرید! روزہ مکمل ہو گیا؟''

جواب میں بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ عجیب و غریب واقعہ سنایا اور انتظار کرنے لگے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعہ کی کیا توجیہ پیش کرتے ہیں۔

پیر و مرشد نے محبت آمیز نظروں سے اپنے مرید جاں نثار کی طرف دیکھا اور پھر زیر لب تبسم کے ساتھ فرمایا۔

''فرزند! اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کو ایسی ہی نشانیاں دکھاتا ہے وہ سنگریزے حقیقت میں سنگریزے ہی تھے مگر تمہارے لبوں کو چھو کر اپنی فطرت بدل دیتے تھے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظہور پذیر ہو رہا تھا جب روح کثافت کا لباس اتار کر لطافت کی قبا پہن لیتی ہے اور مسلسل ریاضت سے نفس کی سرکشی ختم ہو جاتی ہے تو انسان دائمی حلاوت (ابدی مٹھاس) حاصل کر لیتا ہے سنگریزوں کا شکر بن جانا اسی شیرینی کے سبب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہاری روح میں شامل کر دیا ہے فرید! تمہیں قدرت کا یہ خاص انعام مبارک ہو کہ آج سے تم ''گنج شکر'' بن گئے۔

ایک بار پیر و مرشد کی زبان مبارک سے یہ لفظ ادا ہوا تو پھر قیامت تک حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بن گئے۔ اس ذیل میں دیگر روایتیں بھی مشہور ہیں مگر تحقیق کرنے والوں نے اسی روایت کو سب سے معتبر قرار دیا ہے۔

Marfat.com

"طے" کے روزے کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر کئی چلے کئے۔ پھر جب چلہ ختم ہوجاتا تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً ہی کوئی دوسرا وظیفہ بتا دیتے۔
کئی بار بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شکایت آمیز لہجے میں عرض کیا۔
"سیدی! اب مجھ سے یہ دوری برداشت نہیں ہوتی۔ میں ہمہ وقت خدمت شیخ میں حاضر رہنا چاہتا ہوں۔"

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت شفقت کے ساتھ فرماتے۔ "بابا! یہ دوری کب ہے؟ یہ تو حضوری ہے؟"

اسی چلہ کشی کے دوران صوفیائے ہند کی تاریخ کا وہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا جو وقت کی پیشانی پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو کر رہ گیا ہے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مخصوص برج میں چلہ کش تھے کہ 612ھ میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خلیفہ اکبر حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے دہلی تشریف لائے۔ جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی تو پورا شہر زیارت و قدم بوسی کے لئے اٹھ آیا۔ یہاں تک کہ والی ہندوستان شمس الدین التمش بھی عام نیاز مندوں کی طرح حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر جب تمام لوگ دیدار کی سعادت سے شرف یاب ہو کر واپس چلے گئے تو حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا۔
"قطب! تم نے خطوط میں اپنے ایک نئے مرید فرید الدین مسعود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق اطلاع دی تھی مگر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید میں نے ملاقاتیوں کے درمیان اسے نہیں دیکھا۔ کیا وہ حاضر ہوا تھا؟"
"بابا فرید بھی آپ کی قدم بوسی کو حاضر ہوتا وہ چلہ کشی کے سبب اس نعمت عظیم سے سرفراز نہ ہوسکا۔"

Marfat.com

حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید کی طرف سے معذرت پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

حضرت قطب کی وضاحت سن کر سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر سوچتے رہے پھر آپ نے فرمایا۔''اگر وہ یہاں آنے سے قاصر ہے تو ہمیں خود وہاں جانا چاہیئے۔ ہم تو اس حجرے تک جانے سے عاجز نہیں۔''

حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے پر کیف و مسرت کا عجیب سا رنگ ابھر آیا اور آپ بے اختیار ہو کر عرض کرنے لگے۔''فرید بھی کیا خوش نصیب ہے کہ اولیائے ہند کا شہنشاہ خود ایک غلام کی خاطر تشریف لے جا رہا ہے۔''

''نہیں قطب! فرید اس کا مستحق ہے۔'' حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔''تم میرے ہو۔ اس لئے تمہارا ہر تعلق ہر رشتہ میری ذات کا حوالہ ہے۔ تمہاری نسبت سے فرید بھی میرا ہے یہاں تک کہ تمہارے کوچے سے گزرنے والا ہر شخص میرا ہے۔'' اس کے بعد حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خلیفۂ اکبر کے ہمراہ اس برج کی طرف روانہ ہو گئے جہاں بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کئی ہفتوں سے چلہ کش تھے۔

حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے میں کھڑے اس جاں سوختہ کو دیکھ رہے تھے جس نے اپنی جوانی سخت ریاضتوں کی نذر کر دی تھی۔ یکایک بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محسوس کیا کہ ایک مسحور کن خوشبو حجرے میں چاروں طرف پھیل گئی ہے آپ کے حواس دنیا کی بہترین خوشبوں سے آشنا تھے مگر آج جو خوشبو حجرے میں بکھری ہوئی تھی وہ سب سے منفرد اور جدا تھی بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

''مولانا فرید! اپنی خوش بختی پر ناز کرو کہ تم سے ملنے کے لئے میرے پیر و مرشد حضرت سلطان الہند تشریف لائے ہیں۔'' حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ پیر و مرشد کی زبان سے

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم گرامی سن کر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت غیر ہو گئی۔ احتراماً کھڑا ہونے کی کوشش کی تو پاؤں لڑکھڑائے اور آپ زمین پر گر پڑے۔ دوبارہ پوری طاقت کے ساتھ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی لرزتے قدموں نے آپ کا ساتھ نہیں دیا عاجز ہو کر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین پر سر رکھ دیا اور بے اختیار رونے لگے۔

سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلی کیفیات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ جب اپنی بے کسی پر نوجوان سالک کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے تو آپ نے حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''قطب! آخر کب تک اس نوجوان کو مجاہدات کی آگ میں جلاتے رہو گے۔؟ آؤ ہم دونوں مل کر بارگاہ خداوندی میں عرض کریں کہ ہمارے اس فرزند کو شرف قبولیت بخش دیا جائے۔''

یہ کہہ کر حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھے۔ اور فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدستور زمین پر اپنا سر رکھے رو رہے تھے کے قریب پہنچ کر پہلے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خم ہوئے اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دایاں بازو پکڑ لیا۔ پھر اشارے سے حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ دوسرے بازو کو سہارا دیں پھر جیسے ہی حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کو ہلکی سی جنبش دی آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

پھر سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ ذوالجلال میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ ''اے سلسلۂ چشتیہ کو عظمت و بزرگی عطا کرنے والے! تیرے سامنے یہ فقیر اس امید پر دامن پھیلاتا ہے کہ تو اسے کبھی مایوس نہیں کرتا۔ آج بھی تیرے سامنے دست سوال دراز ہے کہ ہمارے خاندان کے اس وارث کو اپنی بے مثال رحمت سے محروم نہ رکھ! اس کی کوتاہیوں سے چشم پوشی فرما کہ تیرے فضل کے بغیر اس کی تکمیل ممکن

Marfat.com

نہیں۔ یہ سراسر عاجز ہے اور تو اول و آخر قادر...... اپنی اس قدرت لازوال کے صدقے میں فرید کی دستگیری کر اور اسے درویشی کے کامل درجے تک پہنچا دے۔''

اس دُعا کے بعد حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سینے سے لگالیا۔ آپ کو محسوس ہوا کہ پورا جسم آگ کے شعلوں میں جل اٹھا ہو۔ پھر یہی تپش آہستہ آہستہ گل و شبنم کی ٹھنڈک میں تبدیل ہو گئی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محسوس کیا کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے کئی حجابات اٹھ گئے ہیں اور معرفت کے کئی پوشیدہ راز سورج کی طرح روشن نظر آ رہے ہیں۔ طویل سیاحت اور سخت ریاضت کے بعد جو دولت عرفان حاصل نہ ہو سکی تھی وہ سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک نظر کرم نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامن میں ڈال دی۔

ایک روایت کے مطابق اسی سال حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خاندان چشتیہ کی خلافت بھی بخشی گئی۔ یہ واقعہ 612ھ میں پیش آیا۔ اس وقت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عین عالم شباب میں بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بزرگی کا وہ اعزاز حاصل کر لیا جو بہت سے لوگوں کو عمر تمام ہونے کے بعد بھی میسر نہیں آتا۔

حصول خلافت کے بعد حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دس سال تک دہلی میں اور پھر بارہ سال تک شہر ہانسی میں طویل مجاہدات کئے۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلافت کے بعد سالک مطمئن ہو جاتا ہے...... لیکن وہ درویش جو کسی منزل کو منزل آخر نہیں سمجھتا۔ اس کا روحانی سفر آخری سانس تک جاری رہتا ہے یہی کیفیت فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی تھی۔ حضرت سلطان الہند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہونے کے باوجود آپ کے کئی مجاہدات جاری رہے۔ ان مجاہدات کا ایک ہی مقصد تھا کہ انسانی کردار میں استقامت پیدا ہو اور معرفت کے ان مقامات بلند کا مشاہدہ کیا جا سکے جو عام انسانی آنکھ سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی الاطلاق، قطب باتفاق، منبع اسرار، مطلع انوار، شمع عالم، بادشاہ نبی آدم، شیخ الاسلام، نامدار قطب الحق والدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے خلیفہ تھے اور اکابر اولیا اور جلیل القدر اصفیا میں تھے آپ کے زمانے میں تمام آپ کے مطیع و فرماں بردار اور معتقد تھے۔ ہمہ گیر مقبولیت رکھتے تھے۔ آپ کا ہر سانس ''لی مع اللہ'' کے ساتھ مخصوص تھا۔ ترک اور تجرید سے متصف تھے۔

آپ ماہ رجب ۵۲۲ھ (۱۱۲۸ء) میں بغداد میں مسجد امام ابواللیث سمرقندی میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد اصفہانی کے سامنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے یاروں میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت قطب الحق و الدین بختیار اوشی کیا چینی کے پیالے اور انبار خانے رکھتے تھے؟ فرمایا نہیں۔ ان کی زندگی نہایت تنگ دستی کی تھی۔ ایک مسلمان پرچونی آپ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ حضرت خواجہ قطب الدین ہمیشہ اس سے اُدھار لیتے تھے اور انھوں نے اُس پرچونی سے فرما دیا تھا کہ جب تمہاری

Marfat.com

رقم تین سو درہم ہو جائے تو پھر اس سے زیادہ ادھار نہ دو۔ جب کوئی نذر آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تو اُس پر چوئی کی رقم اس سے ادا کرتے۔

بعد میں خواجہ صاحب نے عہد کرلیا تھا کہ وہ قرض نہ لیں گے۔ چنانچہ اس عہد کے بعد خدائے عزوجل کے فضل سے ہر روز ایک ٹکیا آپ کو اپنے مصلیٰ کے نیچے سے ملتی، جو آپ کے گھر بھر کے لیے کافی ہوجاتی۔ پرچوئی کو خیال ہوا کہ شاید شیخ نے ناراض ہو کر قرض لینا چھوڑ دیا ہے چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو شیخ کے گھر بھجوایا تا کہ وہ شیخ کے گھر کے حالات معلوم کرے۔ حضرت شیخ کی بیوی نے پرچوئی کی بیوی کے پوچھنے پر بتلایا کہ ہر روز شیخ کے مصلیٰ کے نیچے سے ایک ٹکیا ملتی ہے جو سارے گھر کے لیے کافی ہوجاتی ہے لیکن شیخ کی بیوی کے یہ بیان کردینے کے بعد وہ ٹکیا شیخ کی جانماز کے نیچے سے ملنا بند ہوگئی۔ حضرت شیخ نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا تم نے ٹکیا کے ملنے کا واقعہ کسی سے بیان کیا ہے؟ شیخ کی بیوی نے جواب دیا۔ ہاں، میں نے پرچوئی کی بیوی سے یہ بات کہی تھی۔

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ معین الدین سنجری نے حضرت شیخ قطب الدین کو اجازت دی تھی کہ وہ پانچ سو درہم کی حد تک قرض لے سکتے ہیں، لیکن جب وہ کمال کی انتہا پر پہنچے تو انھوں نے یہ قرض لینا چھوڑ دیا۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت قطب الدین بختیار کی مشغولیت (ذکر الٰہی) کی جو علامت ظاہر ہوئی وہ یہ کہ آپ نے سونا چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ آپ کبھی بھی بستر نہ بچھاتے تھے۔ ابتدائی زمانے میں جب نیند زیادہ غالب آجاتی تو کچھ دیر سو رہتے۔ لیکن آخر عمر میں یہ نیند بھی بیداری سے بدل گئی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں ذرا سی دیر بھی سو لیتا ہوں تو تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ شغلِ حق کا ذوق اس حد تک پہنچ چکا تھا اور استغراق کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی آپ کی زیارت کے لیے آتا تو اس کو دیر تک انتظار کرنا پڑتا یہاں تک کہ ہوش میں آتے، اس وقت آنے والے

Marfat.com

سے گفتگو کرتے' اس کا حال پوچھتے' اپنا حال کہتے پھر آنے والے سے معذرت کر کے اسے رخصت کر دیتے اور ذکر حق میں مشغول ہو جاتے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام قطب الدین کے ایک چھوٹا لڑکا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ لوگ اس بچے کو دفن کر کے آپ کی خدمت میں واپس آئے تو شیخ کے کان میں بچے کی ماں کے رونے کی آواز پہنچی۔ شیخ نے حضرت بدرالدین غزنوی سے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کیسی ہے؟ شیخ بدرالدین غزنوی نے آپ کو بچے کی وفات کی خبر دی اور بتایا کہ بچے کی ماں اس کے غم میں رو رہی ہیں۔ یہ سن کر آپ افسوس کرتے رہے۔ شیخ بدرالدین غزنوی نے پوچھا کہ یہ افسوس کیسا؟ شیخ نے فرمایا' مجھے اب یاد آتا ہے کہ میں نے کیوں اس بچے کی بقا کی التجا حق تعالیٰ سے نہیں کی۔ اگر میں التجا کرتا تو ضرور اپنی مراد کو پالیتا۔

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا دیکھو کہ آپ کو دوست کی یاد میں کس درجے کا استغراق تھا کہ اپنے بیٹے کی زندگی اور موت کی بھی خبر نہ تھی۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ رئیس نامی ایک شخص نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک قبہ ہے اور لوگوں کا ایک ہجوم اس قبے کے گرد جمع ہے۔ ان میں سے ایک چھوٹے قد کا آدمی بار بار اس قبے کے اندر آتا جاتا ہے اور لوگوں کے سوالوں کا جواب لا کر انھیں بتاتا ہے۔ رئیس نے پوچھا کہ اس قبے میں کون ہے؟ اور یہ چھوٹے سے قد کا آدمی کون ہے جو قبے کے باہر آتا جاتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس قبے میں حضرت رسالت مآب ﷺ تشریف فرما ہیں اور وہ مرد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو قبے کے اندر آتے جاتے ہیں۔

رئیس کہتا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجیے کہ میری تمنا ہے کہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور باہر آ کر فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ابھی تجھ میں اس کی اہلیت نہیں کہ تو مجھے

Marfat.com

دیکھ سکے، لیکن جا اور میرا اسلام بختیار کاکی کو پہنچا اور ان سے کہہ کہ ہر رات جو تحفہ تم مجھ کو بھیجتے ہو وہ پہنچتا ہے، لیکن تین راتیں ایسی گزریں کہ وہ تحفہ نہیں پہنچا، اس رکاوٹ کا باعث خدا کرے کہ خیر ہو۔

رئیس کہتا ہے کہ جب میں بیدار ہوا تو میں فوراً شیخ قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اُن سے عرض کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام بھیجا ہے وہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے پوچھا کہ اور پیغمبر علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا اور ان سے عرض کیا کہ وہ تحفہ جو ہر رات تم مجھ کو بھیجتے ہو وہ مجھے پہنچتا ہے مگر تین راتوں سے تمہارا تحفہ نہیں پہنچا۔ یہ سن کر شیخ قطب الدین نے اس عورت کو (جس سے تین دن پہلے نکاح کیا تھا) بلایا اور اس کا مہر ادا کر کے اُسے رخصت کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ آپ تین راتیں شادی میں مشغول رہے، جس کی وجہ سے وہ تحفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچ سکا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ وہ تحفہ یہ تھا کہ ہر رات تین ہزار مرتبہ آپ درود شریف پڑھتے، اس کے بعد سوتے تھے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک زمانے میں شیخ قطب الدین، شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرھم ملتان میں تھے کہ اچانک کافروں کا لشکر ملتان کے قلعے کی دیوار کے نیچے پہنچ گیا۔ ملتان کا والی (ناصر الدین) قباچہ اُن کی خدمت میں آیا اور ان ملاعنہ کے دفعیے کے لیے عرض کیا۔ حضرت شیخ قطب الدین بختیار نے ایک تیر قباچہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اسے دشمن کے لشکر کی جانب رات میں اندھا دھند پھینک دینا۔ چنانچہ قباچہ نے ایسا ہی کیا جب دن نکلا تو ایک بھی کافر وہاں نہ رہا تھا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے گیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ

Marfat.com

اتنے کثیر لوگ ان کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ ان کے آنے کی ان کو اطلاع ہوتی ہے یا نہیں۔ میرے دل میں یہ خیال گزرا تھا اور میں روضۂ مبارک کے قریب مراقبے میں مشغول تھا کہ میں نے روضۂ مبارک سے یہ شعر سنا۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ابتدا میں شیخ قطب الدین بختیار اوش میں رہتے تھے۔ اس شہر میں ایک ویران مسجد تھی۔ اس مسجد میں ایک منارہ ہے۔ جسے ہفت منارہ کہتے ہیں۔ آپ کو اپنے بزرگوں سے ایک دُعا پہنچی تھی۔ وہ ایک دُعا تھی جس کو ہفت دُعا کہتے تھے۔

جو کوئی اس منارے پر چڑھ کر اس دُعا کو پڑھتا' ضرور اس کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوتی۔ الغرض حضرت شیخ قطب الدین پر بھی یہ شوق غالب ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کریں۔ چنانچہ وہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات کو اس مسجد میں گئے۔ دوگانہ پڑھا اور منارے پر چڑھ کر اس دُعا کو پڑھا اور نیچے اُتر آئے۔ جب آپ مسجد سے باہر نکلے تو آپ نے ایک آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا کہ جو آپ کو آواز دے کر کہہ رہا تھا کہ ایسے بے وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ شیخ قطب الدین نے جواب دیا کہ میں یہاں اس لیے آیا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں۔ لیکن اُن کی ملاقات کی دولت حاصل نہ ہو سکی' اب میں اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔

اس آدمی نے کہا کہ تم خضر علیہ السلام سے مل کر کیا کرو گے' وہ خود سرگرداں ہیں' اُن کی ملاقات سے کیا ہوگا۔ اسی بات چیت کے دوران اس نے پوچھا کہ کیا تم ان سے دنیا طلب کرنا چاہتے ہو؟ شیخ نے کہا کہ میں اس سے بہتر چاہتا ہوں۔ اس آدمی نے پوچھا کہ کیا تم کو کسی کا قرض دینا ہے؟ شیخ نے کہا کہ میں اس سے بھی بہتر بات چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس آدمی نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

Marfat.com

پھر اس نے کہا کہ اس شہر میں ایک مرد ہے کہ خضر علیہ السلام دس بار اس کے دروازے پر گئے ہیں مگر بار نہیں پا سکے۔ یہ دونوں ابھی بات چیت کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک نورانی شکل کے انسان پاکیزہ لباس پہنے ہوئے وہاں آئے۔ جیسے ہی وہ بزرگ تشریف لائے۔ یہ آدمی ان کی انتہائی تعظیم و تکریم بجالایا اور ان کے قدموں میں گرا۔

حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ جب نورانی صورت بزرگ میرے پاس پہنچے تو اس آدمی نے میری طرف رخ کر کے ان آنے والے بزرگ سے کہا کہ یہ درویش کسی کا قرض دار بھی نہیں اور نہ دنیا کا طالب ہے' صرف آپ کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے۔ حضرت شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اذان کی آواز آئی۔ ہر طرف سے صوفی اور درویش آنا شروع ہوئے اور جماعت ہونے لگی۔ تکبیرِ اقامت کہی گئی۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور نماز پڑھانے لگا۔ تراویح میں اس نے بارہ پارے پڑھے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ شخص زیادہ پڑھتا تو اچھا ہوتا جب نماز ختم ہوگئی تو ہر ایک نے اپنی راہ لی۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دن جلال الدین تبریزی' حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے گھر آئے۔ شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ ان کے استقبال کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلے۔ وہ جس راستے سے باہر نکلے وہ شاہراہ عام نہ تھی بلکہ ایک تنگ گلی تھی۔ شیخ جلال الدین بھی شاہراہ عام سے نہیں آئے۔ بلکہ اسی تنگ گلی سے آئے۔ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ملے۔ قدس اللہ سرہما۔

دوسری مرتبہ ان دونوں بزرگوں کی ملاقات مسجد ملک اعز الدین میں ہوئی جو اس کے حمام کے پاس ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دن ایک شخص نے شیخ قطب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں اپنے افلاس اور بے نوائی کی شکایت کی۔ شیخ نے اس سے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میری نگاہ خدا کے عرش تک پہنچتی ہے تو کیا تو اس کا یقین کرے گا؟ اس شخص نے کہا ہاں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ آپ نے فرمایا اچھا جب تو مجھ پر

Marfat.com

اس قدر یقین رکھتا ہے تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ وہ اسی ٹنکے چاندی کے جو تو نے اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہیں پہلے اسے خرچ کر، پھر شکایت کرنا۔ وہ شخص آپ کی یہ بات سن کر سخت شرمندہ ہوا اور شرم سے نیچی نگاہیں کیے ہوئے واپس لوٹ گیا۔

منقول ہے کہ شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ ایک وقت میں اور قاضی حمید الدین ناگوری ہم سفر تھے جب ہم دریا کے گھاٹ پر پہنچے تو مجھے بھوک معلوم ہوئی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک بکری دو جو کی روٹیاں منہ میں لے کر آئی پھر اس نے وہ روٹیاں ہمارے سامنے رکھیں اور لوٹ گئی۔ ہم دونوں نے وہ روٹیاں کھائیں اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ بکری غیب سے بھیجی گئی تھی۔

اسی اثنا میں ایک بچھو دریا کے کنارے آیا اور اس نے محمد آپ کو پانی میں گرا لیا اور گزر گیا۔ ہم اس بچھو کے متعلق سوچنے لگے اور ہم نے کہا کہ اس میں بھی خدا کی کوئی حکمت ہوگی۔ آؤ ہم بھی اس کے پیچھے چلیں۔ ہم نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ خدائے تعالیٰ کے حکم سے دریا شق ہوگیا اور دریا میں خشک زمین پیدا ہوگئی۔ ہم نے اُسی راستے سے دریا کو پار کیا پھر ہم نے ایک درخت کے نیچے ایک آدمی کو سوئے ہوئے دیکھا، اچانک ایک سانپ آیا تاکہ اس آدمی کو کاٹ کر ہلاک کر دے، یہ بچھو جو اس کی تاک میں تھا اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے قبل اُس کے کہ وہ آدمی کو ہلاک کرے اس بچھو نے اس سانپ کو ہلاک کر دیا اور ہماری نظروں سے غائب ہوگیا۔ ہم اس آدمی کے قریب گئے تاکہ معلوم کریں کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ایک مست شراب لیے ہوئے اور قے میں سنا ہوا پڑا ہے۔ ہم شرمندہ اور متعجب ہوئے کہ ایسے نافرمان مرد کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس قدر حفاظت کی جا رہی ہے یکایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اگر ہم بھی صرف مصلحین اور پارساؤں کی حفاظت کریں تو مفسدی اور گنہگاروں کی کون حفاظت کرے گا۔ ہم اسی غور و فکر میں تھے کہ وہ آدمی بیدار ہوا ہم نے اس کی ساری کیفیت اس سے بیان کی، وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا اور اس نے اُسی وقت بُرے افعال سے توبہ کی اور اصلاحِ حق سے ہوگیا۔

Marfat.com

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد شیخ الاسلام قطب الدین نے فرمایا کہ اے درویش! جب (ہدایت کا) وقت آجاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے لطف و مرحمت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں تو اس وقت ایک لاکھ خراباتی صاحب سجادہ ہو جاتے ہیں' اگر خدا نخواستہ اس کے قہر کی ہوائیں چلتی ہیں تو وہ سو ہزار سجادہ نشینوں کو بہکا کر خرابات میں لے جاتی ہیں۔

منقول ہے کہ ملک اختیار الدین ایک حاجب نے کچھ نقد رقم بطور نذرانہ حضرت شیخ الاسلام قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کی لیکن شیخ الاسلام نے قبول نہیں کی اس کے بعد آپ نے اس بورے کو جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اٹھایا اور ملک اختیار الدین کو دکھایا کہ بوریے کے نیچے ایک ندی چاندی کی بہہ رہی ہے پھر فرمایا کہ اب تمہیں اندازہ ہو گیا میں اس تمہاری لائی ہوئی رقم کی حاجت نہیں رکھتا۔

منقول ہے کہ شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری کے صاحبزادوں کو ایک گاؤں اجمیر کے قریب بطور جاگیر ملا تھا لیکن بعد میں قطع داروں نے انھیں بے دخل کر دیا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ کوئی شخص بادشاہ کے پاس جا کر اس کی بحالی کا حکم لائے۔ اس لیے ان کی اولاد میں سے ایک شخص اجمیر سے دہلی حضرت شیخ قطب الدین کے پاس آیا شیخ صاحب نے کہا تمہیں بادشاہ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں' میں خود جا کر بحالی کا حکم لاتا ہوں۔ چنانچہ شیخ خود بادشاہ شمس الدین التمش کے پاس گئے۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جن سے باوجود التجا کے ملاقات کی اجازت حاصل نہ ہوتی تھی۔ آج یہ خود تشریف لائے ہیں۔ جب ملاقات ہوئی تو آپ نے التمش سے اپنی آمد کا مدعا بیان کیا۔ التمش نے اسی مجلس میں گاؤں کی بحالی کا فرمان اشرفیوں کے توڑوں کے ساتھ آپ کے حوالے کیا۔ اس مجلس میں علاقہ اودھ کا حاکم رکن الدین حلوائی حضرت شیخ سے اونچے مقام پر بیٹھا ہوا تھا' یہ امر سلطان التمش کو ناگوار گزرا۔ آپ نے نور باطنی سے بادشاہ کی اس ناگواری کو معلوم کر کے فرمایا کہ جب حلوا اور کاک (روٹی) موجود ہوں تو حلوا کاک کے اوپر ہوتا ہے اگر حلوائی کاک سے اوپر بیٹھ گیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

Marfat.com

غرض یہ کہ جب آپ بحالی کا فرمان لے کر حضرت شیخ معین الدین کی خدمت میں آئے اور لوگوں کی عقیدت اور شہرت شیخ قطب الدین کے حق میں پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو نے کیا کیا۔ خلوت میں پوشیدہ رہنا بہتر تھا۔ آپ نے عرض کیا کہ بندے کی طرف سے کچھ وقوع میں نہیں آیا۔

سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ جب حضرت شیخ معین الدین اجمیر سے دہلی تشریف لائے اس وقت شیخ نجم الدین صغرا دہلی کے شیخ الاسلام تھے۔ شیخ معین الدین اور شیخ نجم الدین میں نہایت محبت تھی۔ شیخ معین الدین، شیخ نجم الدین سے ملنے کے لیے گئے۔ جس وقت معین الدین ان کے گھر گئے تو وہ اپنے صحن میں ایک چبوترہ بنوا رہے تھے۔ جب شیخ معین الدین کی نظر ان پر پڑی تو جیسا کہ انھیں پیش آنا چاہیے تھا گرم جوشی سے پیش نہیں آئے۔ ان کی سرد مہری کو دیکھ کر حضرت خواجہ معین الدین نے ان سے فرمایا شاید شیخ الاسلامی نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔

شیخ نجم الدین نے جواب دیا کہ میں تو آپ کا وہی مخلص اور قدیم نیاز مند ہوں۔ لیکن آپ نے شہر میں اپنا ایک ایسا مرید چھوڑا ہے جو میری شیخ الاسلامی کو کسی درجے میں بھی شمار نہیں کرتا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت شیخ معین الدین نے تبسم فرمایا اور کہا اچھا تم پریشان مت ہو بابا! قطب الدین کو میں اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شیخ قطب الدین کے کمال کی شہرت کی دھوم مچی ہوئی تھی اور تمام اہل شہر ان کے بے حد معتقد تھے۔ جب شیخ معین الدین گھر واپس آئے تو آپ نے شیخ قطب الدین سے فرمایا بابا بختیار! تم ایک دم اس قدر مشہور ہو گئے ہو کہ لوگ تمہاری شکایت کرنے لگے ہیں، لہٰذا تم یہاں سے چلو اور اجمیر میں رہو میں تمہارے سامنے کھڑا رہوں گا۔ شیخ قطب الدین نے عرض کیا کہ مخدوم! میری کیا مجال کہ آپ میرے سامنے کھڑے رہیں اور میں بیٹھا رہوں۔ پس آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت شیخ قطب الدین اپنے شیخ کے ہمراہ اجمیر روانہ ہوئے۔ جب اس کی شہرت ہوئی کہ شیخ قطب الدین دہلی سے جا رہے ہیں تو تمام دہلی میں کہرام مچ گیا۔ تمام اہلِ شہر سلطان شمس

Marfat.com

الدین (التمش) کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ جہاں کہیں شیخ قطب الدین کے قدم مبارک پڑتے تھے' مخلوق اس زمین کی خاک کو تبرک سمجھ کر اٹھا لیتی تھی اور سب لوگ نہایت آہ وزاری کر رہے تھے۔

حضرت شیخ معین الدین نے جب لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا' بابا بختیار! تم اسی مقام پر رہو کہ لوگ تمہارے لیے پریشان اور بے چین ہیں۔ مجھے یہ گوارہ نہیں کہ اتنے دل تمہارے لیے خراب اور کباب ہوں۔ میں نے اس شہر کو تمہاری پناہ میں چھوڑا ہے۔ آپ کے اس حکم کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے حضرت خواجہ معین الدین کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور حضرت شیخ قطب الدین کے ہمراہ خوشی خوشی شہر لوٹا اور شیخ معین الدین اجمیر کی طرف روانہ ہوئے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ عید کا دن تھا کہ حضرت شیخ قطب الدین عید گاہ سے واپس لوٹ کر اس جگہ آئے' جہاں آج آپ کا روضہ مبارک ہے یہ زمین اس وقت جنگل تھی' یہاں کوئی گنبد اور قبر نہ تھی شیخ اس جگہ آئے اور وہاں کھڑے ہو کر کچھ سوچنے لگے جو عزیز آپ کے ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے اور مخلوق آپ کی منتظر ہوگی کہ مخدوم گھر تشریف لائیں اور کچھ تناول فرمائیں۔ آپ یہاں کیوں دیر کر رہے ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ مجھے اس زمین سے اہل دل کی بو آتی ہے اسی زمانے میں آپ نے اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور اپنے خاص پیسے سے قیمت دے کر اس زمین کو خرید لیا اور وصیت فرمائی کہ مجھے اسی جگہ دفن کیا جائے۔

یہ فرمانے کے بعد سلطان المشائخ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ شیخ نے جو فرمایا تھا کہ مجھے اس زمین سے اہل دل کی بو آتی ہے دیکھو کہ اس جگہ کیسے کیسے لوگ سو رہے ہیں۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز چارشبانہ روز عالم تحیر میں تھے آپ کی وفات کا واقعہ اس طرح ہے کہ شیخ علی سکری کی خانقاہ میں محفل سماع تھی۔ شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ بھی اسی محفل میں حاضر تھے قوال نے یہ شعر گایا۔

Marfat.com

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز پر اس شعر نے اس قدر اثر کیا کہ آپ خانقاہ سے گھر تک مدہوش و متحیر لائے گئے۔ بار بار قوالوں سے فرماتے کہ یہی شعر پڑھو۔ قوال یہی شعر پڑھتے۔ وہ اسی عالم تحیر اور مدہوشی میں رہے' یہاں تک کہ چار شبانہ روز اسی عالم میں گزرے پانچویں شب آپ نے رحلت فرمائی۔

شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے کہ میں اس رات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر تھا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی طاری تھی۔ اسی عالم میں میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ اپنے مقام سے اٹھ کر اوپر کی جانب جا رہے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں بدر الدین! خدا کے دوستوں کو موت نہیں آتی۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ شیخ دارالبقا کو کوچ فرما چکے تھے۔ اس وقت شیخ احمد نہر والی بھی موجود تھے رحمتہ اللہ علیہ۔

''رسالہ سماع'' میں جو مولانا فخر الدین زرادی کی تالیف ہے' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ پر اس سماع کی محفل میں عالم تحیر طاری ہوا۔ اس زمانے میں ایک حاذق طبیب تھا۔ جس کا لقب شمس الدین دلیل تھا۔ شیخ قطب الدین کو اس کے پاس لے گئے تاکہ وہ ان کے مرض کو سمجھے۔ جب شمس الدین دلیل نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ یہ علالت اس مرد کی ہے جس نے اپنے آپ کو آتشِ محبت میں جلایا ہے اور جس کا جگر پگھل گیا ہے۔

بے شک طبیب مذکور اپنے قول میں صادق تھا اور اس استدلال میں کتنی صحبت ہے جو رسول اللہ صلعم کی مجلس میں پیش ہوا تھا۔

قد لسعت حیۃ الھوی کبدی ولا طبیب لہ ولا راق الا الحبیب الذی قد شغفت بہ فعندہ رقیتی و تریاق

بے شک محبت کے سانپ نے میرے جگر کو ڈس لیا اس کے لیے نہ کوئی طبیب ہے

Marfat.com

اور نہ کوئی افسوں مگر دوست جس پر میں فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے کاٹے کا منتر ہے۔

الغرض قاضی محی الدین کاشانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان المشائخ سے بیان کیا کہ جس سال سلطان شمس الدین التمش نے وفات پائی، اسی سال شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ العزیز اور مولانا قطب الدین کاشانی نے وفات پائی۔

یہ بات سن کر سلطان المشائخ نے سلطان شمس الدین کی تاریخِ وفات یاد کر کے یہ شعر پڑھا۔

بسال ششصد وسی وسہ بود کہ از ہجرت
نماند شاہجاں شمسِ دین عالم گیر

لیکن شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کی تاریخِ وفات ۱۴ ماہ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ (۱۲۳۵ء) ہے۔

ایک بزرگ سے سنا روایت ہے کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ کی وفات کے بعد دس سال تک قاضی حمید الدین ناگوری زندہ رہے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ مجھے شیخ قطب الدین کے پائیں دفن کیا جائے۔ قاضی حمید الدین ناگوری کے صاحبزادے اس وصیت پر عمل کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن چونکہ قاضی حمید الدین کی وصیت تھی، اس لیے انھوں نے مجبوراً وہاں دفن کیا لیکن ان کا چبوترہ شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے روضۂ متبرکہ سے بلند تعمیر کرایا بعد میں قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اپنے فرزندوں سے کہا کہ تم نے چبوترہ بلند کر کے مجھے شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے سخت شرمندہ کیا ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ میں نے بارہا ان دونوں بزرگوں کی تربتوں کے درمیان نماز ادا کی ہے اور نہایت ذوق اور سکون پایا ہے۔ یہ جگہ کا اثر نہیں، جگہ میں کیا رکھا ہے بلکہ یہ ان دونوں بزرگوں کا اثر ہے ایک طرف ایک بادشاہ سو رہا ہے اور دوسری طرف دوسرا بادشاہ محوِ استراحت ہے۔

Marfat.com

حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الاولیاء فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہٗ العزیز جب ملتان سے دہلی آرہے تھے اور کھتوالا پہنچے تو انھوں نے پوچھا یہاں درویشوں میں سے کوئی ایسا شخص ہے، جس سے ملاقات کی جائے؟ لوگوں نے کہا ایک قاضی بچہ ہے، جو شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہے۔ کھتوال کی نمازگاہ کے پیچھے عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ شیخ جلال الدین آپکی ملاقات کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص ایک انار لے کر ان کی خدمت میں آیا شیخ جلالی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ انار لے لیا اور وہ انار لیے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے۔ ملاقات کے بعد جب بیٹھے تو شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس انار کو توڑ کر کھانا شروع کیا۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ روزے سے تھے اس لیے آپ نے نہیں کھایا۔ آپ کا پاجامہ پھٹا ہوا تھا۔ دوران گفتگو جب ہوا ان پھٹے ہوئے سوراخوں میں داخل ہوئی تو بار بار آپ اپنے دامن سے اس کو ڈھانپتے۔ شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی اس کیفیت کو محسوس کر کے فرمایا کہ بخارا میں ایک درویش تھا جو تعلیم میں مشغول تھا۔ سات سال تک اس کے پاس پاجامہ نہ تھا اور ایک لنگوٹا باندھے ہوئے رہتا تھا دل کو اس واقعہ سے تسلی دو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

Marfat.com

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس درویش سے مراد خود اپنی ذات تھی۔ غرض یہ کہ جب شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ انار کھا لیا اور آپ نے افطار نہیں کیا شیخ جلال اٹھے اور روانہ ہو گئے ان کے جانے کے بعد آپ کو افسوس ہوا کہ کیوں نہ میں نے افطار کیا۔ اتفاق سے اس انار کا ایک دانہ زمین پر گر پڑا تھا آپ نے اسے اپنی دستار کے کپڑے میں اس نیت سے باندھ لیا کہ رات کو اس دانے سے افطار کریں گے۔ جب رات ہو گئی تو آپ نے اس دانے سے افطار کیا اس دانے کے کھاتے ہی آپ نے اپنے قلب میں ایک روشنی محسوس کی آپ کے دل میں خیال گزرا کہ کیوں نہ میں اس انار کے دانے زیادہ کھائے۔

جب بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی آئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملے تو انھوں نے فرمایا مسعود! تسلی رکھو انار کا دانہ جو مقصود تھا تمہیں مل گیا۔

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''اس وقت حضرت نور الدین غزنوی سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی کے قاضی تھے اور انہیں ''شیخ السلام'' کا لقب حاصل تھا۔ فرمانروائے ہند سلطان شمس الدین بھی حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت احترام کرتا تھا۔ خود نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ عالم تھا کہ بعض مواقع پر آپ سلطان کو بھی سخت جواب دے دیا کرتے تھے اتفاق سے ایک دن حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور سلطان العارفین حضرت شیخ شاہی بدایوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا پھر صورت حال یہاں تک بگڑی کہ دونوں بزرگوں میں گفتگو تک بند ہو گئی۔ دہلی کے صوفیاء اور معززین شہر نے بہت کوشش کی کہ آپس میں مصالحت ہو جائے مگر کسی طرح بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا پھر کسی شخص نے اس فقیر کو اطلاع دی کہ حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ شاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان کشیدگی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ دونوں کے درمیان گفتگو بھی بند ہے مجھے یہ سن کر شدید صدمہ پہنچا بالآخر میں نے دونوں درویشوں

Marfat.com

میں صلح کرانے کے لئے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا۔ میں نے حضرت نور الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے کمبل میں چھپایا اور حضرت شیخ شاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان پر پہنچ گیا۔ شیخ شاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو جیسے ہی میری آمد کی خبر ہوئی وہ والہانہ انداز میں گھر سے باہر نکل آئے اور آتے ہی میری طرف مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا رات کا وقت تھا۔ اس لئے حضرت شیخ شاہی بدایونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صورتحال کو نہیں سمجھ سکے..... مگر جیسے ہی مصافحے کی رسم ادا ہوئی میں نے شیخ شاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صاف صاف کہہ دیا۔ ''آپ نے جس شخص سے مصافحہ کیا ہے وہ میں نہیں ہوں بلکہ حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔'' ''نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ؟'' حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شدید حیرت و استعجاب کے عالم میں کہا۔ ''نور الدین کہاں ہیں۔'' ''شیخ میرے کمبل میں موجود ہیں۔'' میں نے کہا اور حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر سے کمبل کھینچ لیا۔

حضرت شیخ شاہی بدایوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر تک بڑے تعجب سے حضرت نور الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے رہے اور پھر آگے بڑھ کر ان سے لپٹ گئے اس طرح ایک لطیفے کے ذریعے دونوں بزرگوں کے درمیان کشیدگی ختم ہوگئی۔

جناب خان صاحبؒ اپنی کتاب میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ 618ھ کا واقعہ ہے جب مشہور بزرگ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں میں مقیم تھے اور بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے ملنے کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے ایک دن بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت شیخ اچانک اٹھے اور مکان سے نکل کر اپنے دروازے پر بیٹھ گئے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ کی تقلید کی پھر حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے اور حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی گفتگو نہایت غور سے سنتے رہے۔

Marfat.com

بات کرتے کرتے یکایک حضرت شیخ تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہو گئے اور سامنے کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی طرف دیکھنا شروع کر دیا جدھر حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی خاص چیز کا مشاہدہ کر رہے ہوں مگر وہاں کوئی موجود نہیں تھا بس ایک دہی بیچنے والا دیہاتی نما انسان تھا جو آوازیں لگا لگا کر اپنا دہی بھیج رہا تھا۔

پھر جب وہ دہی بیچنے والا حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب سے گزرا تو آپ نے بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ ''کیا بیچ رہے ہو؟'' ''دہی بیچ رہا ہوں' خریدو گے؟'' اس شخص نے بڑی بے نیازی کے ساتھ تلخ لہجے میں کہا۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس دیہاتی انسان کا یہ گستاخانہ لہجہ بہت ناگوار گزرا مگر آپ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے احترام میں خاموش رہے۔

دراصل دہی فروخت کرنے والا وہ شخص بدایوں کا مشہور ڈاکو'مولا' تھا اس نے چوروں کی ایک جماعت بنائی تھی جو دن کے وقت مزدور پیشہ لوگوں کے لباس میں محلہ درمحلہ مختلف چیزیں بیچتے پھرتے تھے اور رات کے اندھیرے میں ڈاکے ڈالتے تھے اگرچہ ''مولا'' ان کا سردار تھا لیکن اس نے بھی ایک دہی فروش کا روپ دھار رکھا تھا اور اس وقت حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے سے آوازیں لگاتا ہوا گزر رہا تھا۔ ڈاکوؤں کا سردار ہونے کی وجہ سے ''مولا'' کے لہجے میں تلخی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کا مخاطب بدایوں کی گلیوں میں گھومنے والا کوئی عام فقیر ہے۔ اس لئے اس کے طرز گفتار سے اکھڑپن جھلکنے لگا تھا۔

''ہاں! ہاں! خریدیں گے۔'' حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''تیرا سب کچھ خرید لیں گے۔''

مولانا جیسا ڈاکو اور جابر انسان ان الفاظ کا تحمل کس طرح ہو سکتا تھا حضرت شیخ تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سنکر اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور اس نے

Marfat.com

سر پر رکھے ہوئے دہی کے مٹکے کو ذرا سا ترچھا کر کے یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ اس سے اس لہجے میں بات کرنے والا آخر کون شخص ہے؟ مگر جیسے ہی ''مولا'' کی نظر حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے رخ روشن پر پڑی وہ کانپ کر رہ گیا۔ اس کے جسم کی لرزش اتنی تیز تھی کہ ''مولا'' اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور مٹکا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ سارا دہی مٹی میں مل چکا ہے اور ٹھیکرے ادھر ادھر بکھر گئے ہیں۔

''اب کیا بیچو گے؟'' حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی تبسم کے ساتھ فرمایا۔ ''اپنی ساری متاع خاک میں ملا دی۔ اب تمہارے پاس فروخت کرنے کو کیا باقی بچا ہے۔''

''مولا'' شدید عالم تحیر میں کسی بے جان مجسمے کی مانند کھڑا تھا۔ پھر جب اس کی حیرت کا طلسم ٹوٹا تو بے اختیار کہنے لگا۔ ''دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔''

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مولا'' کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس خاموشی سے اس کی بدلتی ہوئی حالت کو دیکھتے رہے۔

چند لمحوں کے بعد مولا نا دوبارہ کہنے لگا۔ ''ابھی میرے پاس بیچنے کو بہت کچھ ہے میں اپنے رسم و رواج بیچوں گا' مذہب بیچوں گا' یہاں تک کہ تمہارے ہاتھ اپنے دل و جان بھی بیچ ڈالوں گا خدا کے لئے واپس نہ لوٹاؤ۔ مجھے خرید لو بے مول خرید لو۔'' یہ کہہ کر مولا آگے بڑھا اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر سر رکھ کر رونے لگا۔

حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدایوں کے سنگدل ڈاکو کے لرزتے ہوئے جسم پر ایک نظر ڈالی اور پھر نہایت محبت آمیز لہجے میں فرمایا۔

''اٹھو! تم نے سب کچھ بیچ دیا اور ہم نے سب کچھ خرید لیا۔''

پھر اہل بدایوں نے دیکھا کہ ایک سفاک ہندو اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو رہا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد مولا لوٹا ہوا تمام سرمایہ حضرت شیخ

Marfat.com

جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ روایت ہے کہ مولا کے پاس ایک لاکھ چیتل موجود تھے چیتل ہندوستان کا قدیم سکہ تھا۔

جب مولا نے اپنا تمام دولت حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو نذر کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا۔

''اسے اپنے پاس رکھو۔ جس طرح ہم کہیں اسے خرچ کرتے رہنا۔''

قبول اسلام کے بعد حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مولا'' کا ہندوانی نام بدل کر ''علی'' رکھ دیا تھا۔ علی کا بیان ہے کہ جب بھی کوئی ضرورت مند شخص حضرت شیخ کے پاس آتا تو آپ اسے میرے پاس بھیج دیتے اور میں حکم کے مطابق اتنی ہی رقم سائل کو دے دیتا۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی کسی سوالی کو علی کے پاس بھیجتے تو پانچ چیتل سے کم نہیں دیتے تھے اور موجودہ صورتحال یہ تھی کہ علی کے پاس ایک ہی چیتل بچا تھا۔

ابھی علی ذہنی انتشار میں مبتلا تھا کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز گونجی۔

''علی! خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ یہ صاحب آرہے ہیں۔'' انہیں ایک چیتل دے دو۔''

علی نے وہ آخری سکہ تو دے دیا مگر اسے اس بات پر شدید حیرت تھی کہ شیخ عجیب وغریب حساب داں ہیں ایک ایک کوڑی کا حساب دل میں رکھتے ہیں۔

جب حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدایوں سے بنگال جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو علی کو تصور فراق نے مضطرب کر دیا ''شیخ! مجھے یہاں کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہیں؟ میں نے تو اپنا سب کچھ آپ کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔ کیا میں دوبارہ اس دنیا کے بازار میں بکوں گا؟ میرا نیلام ہوگا اور لوگ میری بولیاں لگائیں؟'' شیخ کی جدائی کے خیال سے علی زار وقطار رو رہا تھا۔

''نہیں علی! دنیا میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ تمہاری قیمت لگا سکے۔ تم اللہ کے

Marfat.com

بندے ہو اور تم نے اللہ ہی کے ہاتھوں اپنی جان فروخت کی ہے۔ میں تو ایک ظاہری سبب ہوں اور درمیان کا کچھ حصہ ہوں۔ اسی نے تمہیں ہدایت بخشی ہے اور وہی تمہاری کفالت کرے گا۔'' حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ علی کو سمجھا رہے تھے۔'' بدایوں میں میرا کام ختم ہو چکا تم ان آوازوں کو نہیں سن سکتے ارض بنگال ہمیں پکار رہی ہے۔ مجھے جانا ہی ہو گا لوح محفوظ پر یہی رقم ہو چکا ہے آسمانی تحریریں مٹائی نہیں جاسکتیں جس طرح سرزمین بنگال میرا مقدر ہے اسی طرح خاک بدایوں تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے میں بحکم خدا یہ علاقہ تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تم اس بت کدے میں اذان دو اتنی پر جلال آواز میں اذان دو کہ مندروں کے ناقوس ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیں اور برہمن اپنے گلے سے زنار توڑ کر پھینک دیں اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے۔'' یہ آخری الفاظ تھے جو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے اور پھر آپ بنگال کی جانب روانہ ہو گئے۔

بعد میں یہی علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ درجہ ولایت تک پہنچے اور تاریخ میں علی مولا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ وہی علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جنہوں نے بدایوں میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر دستار فضیلت باندھی تھی۔

بعض تذکرہ نگار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے ایک اور اہم واقعے کا ذکر بھی کرتے ہیں یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نوعمر تھے اور ملتان کی مسجد میں علم ظاہری حاصل کر رہے تھے اسی مسجد میں ایک دن حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف لائے تھے۔ ملتان کی اس تاریخی عبادت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل شہر سے دریافت کیا تھا۔

''یہاں کون کون اللہ کے دوست ہیں؟''

جواب میں مقامی لوگوں نے تمام بزرگوں کے نام بتا دیئے تھے اور پھر یوں

Marfat.com

ہی سرسری انداز میں کہہ دیا تھا۔

"یہاں ایک قاضی بچہ بھی ہے مگر دیوانہ ہے۔" حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی شعیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسل سے تھے اس لئے بچہ قاضی کہلاتے تھے دیوانہ مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ دن رات کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے اور کسی بات نہیں کرتے تھے اس لئے اہل دنیا نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی خلل دماغی کا شکار ہیں پھر اپنی اسی غیر معمولی محویت کے سبب آپ دیوانے مشہور ہو گئے۔

جب حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سنا تو بے اختیار فرمایا۔ "ہم اس دیوانے بچے سے ضرور ملیں گے۔" پھر جب حضرت شیخ اسی مسجد میں تشریف لے گئے جہاں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب پہنچے تو آپ احتراماً کھڑے ہو گئے۔

حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت مشفقانہ لہجے میں فرمایا۔ "بیٹھ جاؤ فرزند اور اپنا کام جاری رکھو۔"

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے مسجد کے فرش پر بیٹھ گئے مگر کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا آپ کچھ عجیب سے اضطراب میں مبتلا تھے۔ نتیجۃً دوبارہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا سبب پوچھا تو عرض کرنے لگے۔ "آپ کی موجودگی میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔"

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب سن کر بہت مسرور ہوئے پھر آپ نے ایک انار نکال کر نوجوان طالب علم کو دیا اور فرمایا۔

"بچے اسے رکھ لو اور درویش کے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ اور نہیں ہے۔"

Marfat.com

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس دن روزے سے تھے اس لئے انار توڑ کر اس کے سارے دانے حاضرین مسجد میں تقسیم کر دیئے۔

''فرزند تم نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا؟'' حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا۔

''بس! مجھے یہ کافی ہے۔'' حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انار کے اس دانے کو اٹھاتے ہوئے کہا جو تقسیم کے دوران مسجد کے فرش پر گر پڑا تھا۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب سنا عجیب نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور پھر مسجد سے تشریف لے گئے۔

جب بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے پیرومرشد کے پاس دہلی پہنچے اور ایک دن گفتگو کے دوران آپ کو اپنے لڑکپن کا وہ واقعہ یاد آیا تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام روداد سنانے کے بعد عرض کرنے لگے۔

''پتا نہیں وہ کون درویش تھے؟ پھر بھی میں نے انار کے اسی دانے سے روزہ افطار کیا تھا۔''

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورا واقعہ سننے کے بعد فرمایا۔ ''بابا وہ بزرگ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ تم بہت خوش نصیب ہو فرید! حضرت شیخ تمہیں انار دینے کے لئے مسجد تشریف لائے تھے۔''

''مگر میں نے تو سارا انار حاضرین مسجد میں تقسیم کر دیا تھا۔'' حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے انکشاف کے بعد بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات پر افسوس ہونے لگا تھا کہ آپ نے پورا انار خود کیوں نہیں کھایا۔

''مولانا فرید! اداس نہ ہو۔ تمہاری یہی ادا تو شیخ کو پسند آئی تھی وہ تمہارے دل

Marfat.com

کی کشادگی دیکھنا چاہتے تھے تم نے حاضرین مسجد میں انار تقسیم کر کے شیخ کو خوش کر دیا پھر جب تم نے زمین پر گرا ہوا دانہ اٹھایا اور حضرت جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ظاہر کیا کہ تمہارے لئے یہی دانہ کافی ہے تو شیخ تمہارے انکسار اور قناعت سے راضی ہو گئے یہ دل کی باتیں ہیں شیخ نے تمہیں سب کچھ دے دیا اسی ایک دانے میں تمہارے لئے تمام نعمتیں موجود تھیں باقی سارے دانے خالی تھے۔"

اس کے بعد حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی تشریف لائے تو بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس عظیم بزرگ کے ساتھ آپ کی ملاقاتیں بہت طویل ہوئیں مگر شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کی مسلسل سازشوں نے دہلی کی روحانی مجلسوں کو درہم برہم کر دیا اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خفا ہو کر بدایوں تشریف لے گئے۔

618ھ میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نیاز حاصل کرنے کے لئے بدایوں میں حاضر ہوئے۔ بعض تاریخی حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم و بیش ایک سال بدایوں میں قیام کیا تھا اور آپ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طویل صحبتوں سے فیض یاب ہوئے تھے۔ قیام دہلی کے دوران جو تشنگی اور خلل باقی رہ گئی تھی' اس کی تکمیل کسی حد تک بدایوں میں ہوئی۔

619ھ میں جب حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ دہلی تشریف لائے ایک دن بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حاضرین مجلس کو درویشی کے آداب سمجھا رہے تھے گفتگو کے دوران آپ نے فرمایا۔

"ایک بار میں پیرو مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس عرفانی میں حاضر تھا حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے علم معرفت سے تشنہ لبوں کو سیراب کر رہے تھے اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی جگہ کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر بعد دوبارہ بیٹھ کر درس دینے لگے یہ

Marfat.com

واقعہ کئی بار پیش آیا تو لوگ حیرت زدہ ہوئے مگر احترام شیخ کے پیش نظر کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس عمل کا سبب دریافت کرتا۔

پھر جب مجلس درس تمام ہوئی تو حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی دوست نے پوچھا۔ ''شیخ! آپ درس کے دوران کئی بار کھڑے ہوئے اور کئی مرتبہ بیٹھے۔ آخر اس کا سبب کیا تھا؟'' جواب میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ ''خانقاہ کے دروازے پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا ہوا تھا جب بھی میری نظر اس کے سفید بالوں پر پڑتی تھی تو میں برائے تعظیم کھڑا ہو جاتا تھا۔''

''آپ اسے بلا کر خانقاہ کے اندر بھی بٹھا سکتے تھے۔ پھر اسی طرح آپ کو بار بار زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔'' دوست نے حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وضاحت سن کر عرض کیا۔ ''مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں اپنے آرام کی خاطر کسی دوسرے انسان کو زحمت دوں۔''

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ ''شاید بوڑھا شخص یہ سمجھتا ہو کہ وہ خانقاہ کے اندر آنے کے لائق نہیں تھا۔ اس لئے میزبان کی حیثیت سے میرا یہ فرض تھا کہ میں اسے بھی دوسرے مہمانوں کی طرح اہمیت دوں اور اپنے قریب تصور کروں۔'' یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا۔ ''درویشی بہت نازک شے ہے اس راستے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے ایک عام شخص ان مناظرے سے چشم پوشی کر سکتا ہے مگر درویش کسی بھی حال میں انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

شادی مبارک

اپنی شادی کے سلسلے میں خود بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر تھے دیگر خدمت گار، عقیدت مند اور مرید بھی موجود تھے۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کے سامنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''مولانا فرید! اب تمہیں شادی کر لینی چاہیئے۔ جب تک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت مبارکہ پر عمل نہ کیا جائے اس وقت تک درویشی کی تکمیل نہیں ہوتی۔''

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ کا حکم سن کر فرط حیاء سے سر جھکا لیا۔

پھر یہ واقعہ کئی بار پیش آیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وقفے وقفے سے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو شادی کی تلقین فرماتے رہے مگر آپ ہر مرتبہ شرم کی وجہ سے خاموش رہتے۔

بالآخر ایک دن تنہائی میں حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے دریافت کیا۔ ''بابا فرید! میں تم سے کتنی بار شادی کے متعلق کہہ چکا ہوں مگر تم ہر مرتبہ خاموشی اختیار کر لیتے ہو۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''

اب حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ حضور شیخ اپنے دل کی بات کہہ ڈالیں۔ ''سیدی! میں اس تصور سے خائف رہتا ہوں

Marfat.com

اگر اولاد غیر سعادت مند نکلی تو سر محشر اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔"

"مولانا! تم نے اپنے اللہ سے حسن ظن کیوں نہیں رکھا؟" حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تنبیہ کے لہجے میں فرمایا۔ "کسی کو نہیں معلوم کہ کسی آغاز کا انجام کیا ہوگا؟ ایک مسلمان کو ہر حال میں اپنے اللہ سے خیر کی توقع رکھنی چاہیئے پھر بھی آخر تمہیں اپنی ہونے والی اولاد کی طرف سے فکر لاحق ہے تو ہم سے ایک معاہدہ کرلو۔"

بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت شیخ کی زبان مبارک سے معاہدے کا لفظ سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور اس طرح پیر و مرشد کی طرف دیکھنے لگے جیسے آپ بات کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہوں۔

"وہ معاہدہ یہ ہے کہ جو اولاد سعادت مند ہو وہ تمہاری...... اور جو نالائق نکلے اسے ہمارے نام پر چھوڑ دو۔ پھر اللہ جانے اور ہم جانیں۔" حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس معاہدے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا جسے سن کر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان سے نظر آنے لگے تھے۔

اب گریز کے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ بالآخر حضرت شیخ کے حکم سے مجبور ہو کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نجیب النساء نامی ایک خاتون سے شادی کر لی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی کے سلسلے میں بعض بڑی عجیب روایات مشہور ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام انسان کا ذہن بری طرح الجھ جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس اہم موضوع پر معتبر تاریخی شہادتیں جمع کی جائیں۔ یہ بات بہت زیادہ شہرت پا گئی ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی 634ھ میں ہوئی۔

یہ وہ زمانہ ہے جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اگر ہم اس روایت کو درست تسلیم کر لیں تو پھر یہ بات بھی

Marfat.com

ثابت ہو جاتی ہے کہ پیر و مرشد کے بے حد اصرار کے باوجود حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شادی سے دامن بچاتے رہے اور پھر جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا تو آپ نے خود کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کرلیا۔ اس روایت کی درستگی کا سب سے خوف ناک پہلو یہ ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کو کوئی اہمیت نہیں دی ممکن ہے کہ اہل دنیا اس سلسلے میں کوئی عذر تراش لیں مگر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حکم شیخ سے سرتابی نہیں کر سکتے تھے اس لئے ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ کی شادی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارک میں ہوئی تھی اور وہ 621ھ کا سال تھا۔

634ھ کی روایت کے مطابق حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتون بیگم نامی ایک دوشیزہ سے شادی کی تھی اور وہ لڑکی والی ہندوستان سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی تھی۔ اس روایت کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبلن کی اولادوں میں اس نام کی کسی لڑکی کا ذکر نہیں ملتا۔ بالفرض ہم یہ تسلیم کرلیں کہ تذکرہ نویسوں سے نام کے سلسلے میں غلطی سرزد ہوگئی ہوگی تب بھی تاریخی حقائق کی روشنی میں اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر سلطان غیاث الدین بلبن کے بارے میں تحقیق کی جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے اسے بخارا کے تاجروں سے 628ھ کے بعد خریدا تھا......اور خریداری کے وقت وہ غیر شادی شدہ تھا ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ التمش نے مرنے سے پہلے اپنی ایک لڑکی کی شادی بلبن کے ساتھ کردی تھی۔ اگر شادی کی اس تقریب کو جلد از جلد صورت پذیر کیا جائے تو وہ 629ھ کا زمانہ ہوسکتا ہے۔ اس قیاس آرائی کے بعد اگر بلبن کے کوئی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ 634ھ میں شادی کے قابل نہیں ہوسکتی تھی اس طرح حضرت بابافرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بلبن کی لڑکی کا نکاح تحقیق کے کسی زاویے سے بھی درست نہیں۔ یہ محض ایک افسانہ ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ

Marfat.com

لوگوں نے ایسا بے سر وپا افسانہ کیوں تراشا؟

اس روایت کا دوسرا تاریخی پہلو یہ ہے کہ غیاث الدین بلبن 643ھ میں اوچ جاتے ہوئے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اجودھن (پاک پتن) حاضر ہوا تھا اس وقت تک خاتون بیگم کے بطن سے کئی اولادیں پیدا ہو چکی تھیں اگر خاتون بیگم، غیاث الدین بلبن کی صاحب زادی ہوتیں تو اس ملاقات میں ضرور کوئی اشارہ ملتا۔ اگرچہ اس زمانے میں بلبن براہ راست ہندوستان کا حکمران نہیں تھا لیکن تمام مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ در پردہ مملکت ہند پر بلبن ہی کی حکومت تھی۔ کہنے کو سلطان ناصر الدین محمود ایک نیک سیرت بادشاہ تھا لیکن سیاست کی بسطا پر بلبن کی گرفت مضبوط تھی۔ اس طرح جب غیاث الدین بلبن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت وہ ہندوستان کا طاقتور ترین آدمی تھا۔

پھر اگر خاتون بیگم اس کی صاحب زادی ہوتیں تو بلبن ایک اجنبی کی طرح اجودھن میں حاضر نہ ہوتا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی خسر کی حیثیت سے ضرور اس کا احترام کرتے اور بلبن خود بھی اپنی بیٹی نواسوں سے ملنے کے لئے بہت زیادہ پرجوش نظر آتا پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ تاریخ اس اہم ترین رشتے کے سلسلے میں خاموش رہتی...... مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ نے اس بات میں مکمل سکوت اختیار کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ غیاث الدین بلبن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک بزرگ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک سوالی کا لباس پہن کر حاضر ہوا تھا۔

اس حاضری کی باقی تفصیلات یہ ہیں کہ سلطان ناصر الدین محمود بذات خود حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں سلسلۂ چشتیہ کے عظیم بزرگ کے دیدار سے شرف یاب ہونا چاہتا تھا مگر الغ خان نے اسے مختلف بہانوں سے باز رکھا (اس وقت بلبن کا نام الغ خان تھا۔ تخت ہندوستان پر متمکن ہونے

Marfat.com

کے بعد اس نے سلطان غیاث الدین بلبن کا لقب اختیار کیا۔)

الغ خان نے سلطان ناصر الدین محمود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفۂ اکبر ہیں۔ اس لئے ان کی خدمت میں کسی اہتمام کے بغیر حاضر ہونا گستاخی تصور کیا جائے گا۔ الغ خان نے سلطان کو یہ بات بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ پہلے خود بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور پھر سلطان کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کر دے گا ناصر الدین محمود الغ خان (بلبن) کی باتوں سے مطمئن ہو گیا اور پھر والی ہند نے اسے اجودھن جانے کی اجازت دے دی۔

الغ خان اسی موقع کا منتظر تھا۔ سلطان ناصر الدین محمود کی طرف سے اجازت پاتے ہی اس نے سب سے پہلے اجودھن اور اس کے گرد و نواح کے دیہاتوں کی معافی کا پروانہ حاصل کیا پھر دیگر قیمتی تحائف اور زرِ کثیر لے کر ایک لشکر کے ہمراہ اجودھن کی جانب روانہ ہوا۔

جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو الغ خان اور ہزاروں عقیدت مند فوجیوں کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔

''درویش کو ان لوگوں سے ملاقات کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ان سے کہو کہ وہ واپس جائیں۔ فقیر آنے والوں کے حق میں دُعائے خیر کرتا رہے گا۔''

جب الغ خان (بلبن) کو معلوم ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تمام لشکر سے ملنے سے گریزاں ہیں تو اس نے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں سے عرض کیا۔

''یہ سپاہی اپنے دل میں حضرت شیخ کے دیدار کی تمنا لے کر آئے ہیں اور ان لوگوں نے اس بارگاہ تک پہنچنے کے لئے راستے کی بڑی صعوبتیں برداشت کی ہیں حضرت شیخ کی خدمت میں میری طرف سے ایک بار اور درخواست کی جائے کہ یہ طالبانِ دیدار چہرۂ مبارک دیکھے بغیر واپس جانا نہیں چاہتے۔''

Marfat.com

مریدوں نے اپنے شیخ کے حضور میں الغ خان کی درخواست پیش کر دی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر تک غور کرتے رہے اسی دوران ایک مرید نے عرض کیا کہ ہزاروں سپاہیوں کو شرف باریابی عطا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ حضرت شیخ خانقاہ کے ایک بلند مقام پر جلوہ افروز ہوں اور اپنی چادر گلی کی طرف لٹکا دیں اس طرح ہر سپاہی باری باری اس چادر کو بوسہ دیتا ہوا گزر جائے گا اور خانقاہ کے اندر کوئی انتشار پیدا نہیں ہوگا۔

پھر جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں نے الغ خان کو اس تجویز سے آگاہ کیا تو تمام لشکری بے ساختہ پکار اٹھے۔

''ہمارے لئے یہی سعادت کافی ہے کہ ہم حضرت شیخ کی متبرک چادر کو بوسہ دیتے ہوئے گزر جائیں۔''

پھر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خانقاہ کے ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اپنی چادر گلی کی طرف لٹکا دی سپاہی ایک ایک کر کے آتے رہے اور حضرت شیخ کی چادر کو بوسہ دیتے ہوئے گزرتے رہے۔ عقیدت کے مظاہرے میں ہر شخص کا مختلف انداز ہوتا ہے کوئی شخص زیادہ پرجوش نظر آتا ہے اور کوئی اعتدال کی منزل میں رہتا ہے مگر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلے میں ہر شخص کی عقیدت اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی تھی یہاں تک کہ کچھ دیر بعد چادر کی دھجیاں اڑ گئیں اور پھر جس کے حصے میں چادر کا جو ٹکڑا آیا اس نے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

کئی گھنٹے تک مسلسل ایک جگہ بیٹھے رہنے سے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھکن محسوس کرنے لگے تھے مجبوراً آپ خانقاہ سے نکل کر ملحقہ مسجد میں تشریف لے آئے اور خدمت گاروں سے فرمانے لگے۔

''میرے گرد حلقہ باندھ لو اور کسی سپاہی کو قریب نہ آنے دو پھر بھی اگر کوئی شخص اس فقیر کو دیکھنا چاہتا ہے تو دور سے سلام کرتا ہوا گزر جائے۔''

Marfat.com

الغ خان کے سپاہی اس پر رضا مند ہو چکے تھے مگر اچانک ایک بوڑھے شخص نے حلقہ توڑ دیا اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر گر پڑا۔ پھر جوش عقیدت میں اس نے بوسہ دینے کے لئے پائے مبارک کھینچا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بوڑھے کا یہ عمل نہایت ناگوار گزرا جواباً اس نے نہایت پرسوز لہجے میں عرض کیا۔

''شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کیوں تنگ آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اس سے بھی اچھا شکر ادا کرو۔''

بوڑھے کی بات سن کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نعرہ مارا۔ پھر بوڑھے کے حال پر نوازش فرمائی اور اس سے معافی مانگی۔

بوڑھے شخص کے طفیل الغ خان کے سپاہیوں کو بھی اجازت مل گئی ایک ایک لشکری نظم وضبط کے دائرے میں آ کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب آتا اور اس مرد جلیل کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آگے بڑھ جاتا۔

جب تمام سپاہی دست بوسی سے شرف یاب ہو گئے تو الغ خان دست بستہ کھڑا ہوا اور اس نے نقد رقم کے ساتھ جاگیر کا پروانہ پیش کیا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقد رقم اور تحائف قبول کر لئے اور فوراً ہی اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ یہ تمام چیزیں اسی وقت ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی جائیں اس کے بعد آپ الغ خان کے لائے ہوئے پروانہ جاگیر کو بہت غور سے دیکھنے لگے۔

الغ خان درمیان ہی میں بول اٹھا۔ ''حضور! جاگیر کا یہ حکم نامہ صرف آپ کے لئے ہے۔'' جیسے ہی الگ خان کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تمام کاغذات واپس کرتے ہوئے فرمایا۔

''مجھے ان کی حاجت نہیں تمہاری سلطنت میں بے شمار ضرورت مند ہیں یہ کاغذ کے ٹکڑے ان لوگوں میں تقسیم کر دو۔''

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جاگیر کا پروانہ واپس کیا تو الغ خان کے چہرے کا رنگ اتر گیا اجودھن آنے سے پہلے الغ خان نے اپنے ذہن میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جاگیر کے کاغذات قبول کر لیں گے تو پھر وہ اپنے اقتدار کے لئے دُعا کی درخواست کرے گا۔ اس کے سینے میں برسوں سے یہ آرزو دفن تھی کہ وہ کسی طرح حکومت ہند کا مطلق العنان فرمانروا بن جائے۔ سلطان ناصر الدین محمود کے دور میں یہ خواہش اس قدر شدت سے بیدار ہوئی تھی کہ الغ خان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے در تک آپہنچا تھا۔ نذر قبول کرنے کے بعد اسے یقین ہو چکا تھا کہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جاگیر کا پروانہ بھی قبول کر لیں گے اور پھر اس کی منزل آسان ہو جائے گی...... مگر جب ایک درویش خدامست نے شاہی عطیے کو ٹھکرا دیا تو الغ خان کو اپنا منصوبہ ناکام ہوتا ہوا نظر آیا پھر بھی وہ دل ہی دل میں یہ دُعا مانگتا رہا کہ کاش بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے اقتدار کے لئے دُعا فرما دیں۔

ابھی الغ خان کی آرزوؤں کا سفینہ ڈوب کر ابھر رہا تھا کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فارسی زبان کی ایک رباعی پڑھی جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

''شہنشاہ ایران فریدوں'' کوئی آسمانی فرشتہ نہیں تھا اور نہ اسے آرام و آسائش کی کوئی نسبت تھی...... مگر جب اس نے سخاوت سے کام لیا تو اس درجے تک پہنچ گیا تو بھی داد و دہش (سخاوت و بخشش) سے کام لے تو بھی ایک دن فریدوں ہو جائے گا۔''

الغ خان کچھ دیر تک سناٹے میں بیٹھا رہا اس نے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی قوتوں کے بے شمار تذکرے سنے تھے لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اجودھن کا یہ درویش کتنا بڑا روشن ضمیر ہے جو تمنائیں الغ خان کے دل کی گہرائیوں میں کروٹیں لے رہی تھیں وہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اس طرح بے نقاب تھیں جیسے آسمان پر چمکتا ہوا سورج۔ الغ خان، حضرت

Marfat.com

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس روحانی جلال کو برداشت نہ کر سکا اور اپنے ہزاروں سپاہیوں کی موجودگی میں اس نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر سر رکھدیا۔ پھر بڑے عاجزانہ انداز میں کہنے لگا۔

"شیخ! میں کیا کروں؟ اپنے دل سے مجبور ہوں ہر شخص سینے میں آرزوئے اقتدار رکھتا ہے اور میں بھی اپنے نفس کا اسیر ہوں کاش! ایسا ہو کہ یہ غلام زادہ ایک دن تخت ہندوستان پر جلوہ افروز ہو...... اور یہ کار عظیم آپ کی دُعاؤں کے بغیر ممکن نہیں بس یہی التجا ہے کہ میری جانب ایک بار نگاہ خاص سے دیکھ لیجئے کہ آپ کی ایک نظر میرا مقدر سنوار دے گی۔"

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ الغ خان! اٹھو دنیا کا کوئی درویش کسی انسان کے مقدر پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر کوئی فقیر کسی وجہ سے یہ دعویٰ کر بیٹھتا ہے تو وہ ہذیان کا شکار ہے میں بھی تمہارے لئے دُعا تو کر سکتا ہوں مگر اقتدار کی خوش خبری نہیں سنا سکتا۔ پھر بھی سخاوت اور رحم سے کام لو۔ عجب نہیں کہ یہ فیاضی تمہارے کام آجائے۔"

الغ خان حضرت شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔ اس لئے خاموشی کے ساتھ بارگاہ فریدی سے اٹھا اور اجودھن کے درویش کے ہاتھوں کو طویل بوسہ دے کر واپس چلا گیا۔

حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات سے فیض یاب ہونے کے بعد الغ خان میں ایک خاص تبدیلی آگئی تھی۔ دوسرے وزیر و امیر اس کی اس بدلی ہوئی عادت کو بہت حیرت سے دیکھتے تھے مگر الغ خان اپنے امرائے سلطنت کے اس ردعمل سے بے نیاز محتاجوں اور ضرورت مندوں میں دولت تقسیم کرتا رہتا تھا۔ جب بھی کوئی حاجت مند اس کے سامنے آکر دست سوال دراز کرتا اور الغ خان کی یہ خواہش ہوتی کہ کسی بہانے سے اسے ٹال دے تو اسی وقت حیرت انگیز طور پر اجودھن کا واقعہ یاد آجاتا اور ایسا محسوس ہوتا جیسے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ سرگوشی میں کہہ رہے ہوں۔

"شہنشاہ ایران فریدوں بادشاہ بن کر آسمان سے نہیں اترا تھا۔"

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کی بازگشت الغ خان کو پر جوش بنا

Marfat.com

دیتی اور پھر وہ جی کھول کر سرکاری خزانہ لٹاتا رہتا۔

غرض اس طرح حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کیے ہوئے تقریباً پچیس سال گزر گئے مگر ابھی الغ خان کی خواہش اقتدار تکمیل تک نہیں پہنچی تھی۔ کبھی کبھی وہ شدید مایوس ہو جاتا اور مطلق العنان حکمرانی کے خواب بکھرنے لگتے مگر یہ عجیب بات تھی کہ جب بھی الغ خان ناامیدی کا شکار ہوتا' حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ اس کی سماعت میں گونجنے لگتے۔

"سخاوت وکرم سے کام لے۔ تو بھی فریدوں ہو جائے گا۔"

ان الفاظ کے یاد آتے ہی الغ خان ایک بار پھر پرامید نظر آنے لگتا اور ضرورت مندوں کی جماعت سے نہایت فراخدالانہ سلوک کرتا۔

پھر وہ وقت معلوم آ پہنچا۔ 664ھ میں سلطان ناصر الدین محمود نے انتقال کیا اور متفقہ طور پر الغ خان کو ہندوستان کا فرماں روا منتخب کر لیا گیا۔ خواہش اقتدار ایک طویل انتظار کے بعد تکمیل کے مراحل تک پہنچی۔

الغ خان سرعام کہا کرتا تھا کہ میرے اس منصب عظیم پر فائز ہونے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعاؤں کا بہت زیادہ دخل ہے۔ آپ مجھے فریدوں ہونے کی دُعا دیتے تھے اور میں فریدوں شہنشاہ ہو گیا۔ رسم تاج پوشی کے بعد الغ خان نے سلطان غیاث الدین بلبن کا لقب اختیار کیا اور نہایت جاہ و جلال کے ساتھ طویل وعریض ہندوستان پر حکومت کرنے لگا۔

سلطان غیاث الدین بلبن کی داستان اقتدار بیان کرنے کے بعد اب ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں بے شک! خاتون بیگم نام کی ایک دوشیزہ سے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے 634ھ میں شادی کی تھی مگر وہ مانروائے ہندوستان بلبن کی صاحب زادی نہیں تھی۔ خاتون بیگم خاندان سادات سے تعلق رکھنے والی ایک پاک باز عورت تھیں۔ اللہ نے انہیں یہ شرف بخشا تھا کہ ان کے بطن سے پیدا ہونے والی اولادیں نہ صرف زندہ رہیں بلکہ ان ہی کے ذریعے حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ کی نسل کو فروغ حاصل ہوا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت قطب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصرار مسلسل کے بعد حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عملی طور پر کیا قدم اٹھایا تھا؟ عام تاریخ نویس یہی لکھتے ہیں کہ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد 634ھ میں خاتون بیگم سے شادی کی تھی مگر اہل دل اس تاریخی روایت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ کی وفات کے بعد شادی کرتے تو معرفت کے قانون میں آپ کا یہ عمل حکم عدولی کے مترادف قرار پاتا اور حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ بزرگ تھے جو حکم شیخ پر جان تو دے سکتے تھے مگر سرتابی نہیں کر سکتے تھے۔

ان حقائق کی روشنی میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم شیخ کے مطابق 621ھ یا 622ھ میں نجیب النساء سے شادی کی۔ ان خاتون کے بارے میں زیادہ تفصیلات تو موجود نہیں پھر بھی اتنا ضرور ہے کہ نجیب النساء ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور یہ خاندان غالباً ہانسی میں آباد تھا اپنی ان ہی زوجہ محترمہ کی وجہ سے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر ہانسی میں طویل قیام کیا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً بارہ سال تک ہانسی میں مقیم رہے یہیں بی بی نجیب النساء سے آپ کی سات اولادیں ہوئیں۔ چھ بچے صغیر سنی میں انتقال کر گئے۔ صرف ایک صاحب زادی شرف النساء زندہ رہیں جنہیں حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حقیقی بھانجے اور مشہور بزرگ حضرت علاء الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ربیع الاول کا مہینہ تھا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دہلی میں چار روزہ قیام کیا۔ پھر محفل سماع میں شرکت کے بعد ہانسی جانے کی اجازت طلب کی۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی محبت سے آپ کو گلے لگایا پھر نہایت پرسوز لہجے میں فرمایا۔ ''مولانا فرید دنیا اور آخرت میں تم ہی میرے

Marfat.com

رفیق ہو۔ اور میرا مقام درحقیقت تمہارا ہی مقام ہے۔"

اس عنایت خاص پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ پھر جب آپ ہانسی کی طرف روانہ ہوئے تو دل و دماغ پر ایک عجیب سا بوجھ تھا۔

آخر اسی اضطراب میں کئی دن گزر گئے پھر ایک روز آپ کو پیر و مرشد کے وہ الفاظ یاد آئے جو حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دہلی سے رخصت کرتے وقت ادا فرمائے تھے۔ "مولانا! میں تمہاری امانت قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا۔"

اسی رات حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ پیر و مرشد یاد فرما رہے ہیں وہ رات کا پچھلا پہر تھا آپ کی آنکھ کھلی تو بے چین ہو گئے بی بی نجیب النساء سے فرمایا کہ سفر کا سامان تیار کریں۔

"آپ کہاں تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔" بی بی نجیب النساء نے عرض کیا جب آپ نے دہلی جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو زوجہ محترمہ بے اختیار بول اٹھیں۔ "ابھی تو دہلی سے آئے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہے۔"

"پیر و مرشد کا یہی حکم ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

"کم سے کم صبح ہونے کا انتظار کر لیجئے۔" بی بی نجیب النساء نے آپ کی عجلت پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے ایک ایک لمحہ گراں ہے۔" حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ مضطرب نظر آرہے تھے۔ "جب تک پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں اس وقت تک مجھے قرار نہیں آئے گا۔"

پھر رات کے اندھیرے میں آپ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔

چوتھے دن دہلی پہنچے تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ پورا شہر ایک ماتم کدہ نظر آرہا تھا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

Marfat.com

مجاہدات

صوم داؤدی

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ علی جو میرٹھ کے رہنے والے تھے اور ان کا مزار بھی وہیں ہے وہ ہانسی پہنچے۔ اس زمانے میں جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صوم داؤدی رکھ رہے تھے۔ افطار کے وقت شیخ علی آپ کے مہمان تھے۔ جب یہ دونوں بزرگ کھانا کھا رہے تھے تو شیخ علی کے دل میں خیال گزرا کہ کیا اچھا ہوتا کہ اگر آپ صوم دوام رکھتے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف باطنی سے ان کے اس خطرے کو معلوم کر لیا اور فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جو خاصانِ خدا کے دل میں خیال گزرا میں اسے پورا کرتا ہوں آپ کو صوم دہر کا خیال ان ہی بزرگ کی وجہ سے پیدا ہوا۔

سلطان المشائخ سے کسی نے پوچھا کہ کیا شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صوم دہر رکھتے تھے؟ فرمایا اس کی تحقیق نہیں۔ اگر وہ رکھتے تو ان کی پیروی میں شیخ فرید الدین بھی صوم دہر رکھتے۔

سلطان المشائخ نے ایک موقع پر جب کہ شیخ بدر الدین غزنوی کا ذکر چل رہا تھا فرمایا کہ شیخ العالم فرید الحق والدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کام ہی اور تھا۔ انھوں نے مخلوق سے ترکِ تعلق کر کے جنگل اور بیابان کو اختیار کر لیا تھا۔ یعنی اجودھن میں مقیم ہو گئے تھے اور درویشانہ روئی اور ان چیزوں پر جو وہاں کے جنگل میں اگتی ہیں مثلاً پیلو اور

Marfat.com

اس جیسی دوسری چیزیں ان پر قناعت فرماتے تھے لیکن اس کے باوجود لوگوں کی آمد ورفت کی کوئی حد نہ تھی' پھر بھی آپ کے گھر کا دروازہ تقریباً آدھی رات تک کھلا رہتا اور خدا کے فضل وکرم سے کھانا ہر وقت تیار رہتا' ہر آنے جانے والا کھانا کھاتا' کوئی شخص بھی آپ کی خدمت میں آتا' جو چیز بھی اس کا مقدر ہوتی اسے حاصل کرتا' عجیب رزق اور عجیب زندگی تھی جو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتی۔

ایسا شخص جو آپ کی خدمت میں کبھی نہ آیا تھا وہ آتا' یا وہ شخص آتا کہ جس سے آپ کئی سال سے آشنا تھے تو دونوں ہم نشینی میں برابر ہوتے اور دونوں کی طرف آپ برابر توجہ فرماتے۔ دونوں سے ملاقات میں کوئی فرق نہ ہوتا تھا۔

پھر فرمایا کہ میں نے مولانا بدر الدین اسحاق سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں خادم تھا اور آپ مخدوم' جو کام ہوتا مجھ سے فرماتے' مجھے جس کام کے لیے روانہ فرماتے تو خلوت وجلوت میں آپ کی یکساں بات ہوتی' خلوت میں کوئی ایسی بات نہ کہتے اور کسی ایسے کام کا حکم نہ دیتے کہ آپ جلوت میں ہمیشہ وہ نہ کہہ سکیں یعنی آپ ظاہر و باطن میں ایک روش رکھتے تھے اور یہ زمانے کے عجائبات میں سے ہے۔

افطار کی کیفیت

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ فرید الدین کا اکثر افطار شربت سے ہوتا تھا ایک پیالا شربت کا آپ کے لیے لایا جاتا اور کبھی کچھ منقہ اس میں ڈال دیے جاتے آپ اس میں سے نصف بلکہ تین تہائی حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور ایک تہائی جو باقی رہ جاتا اسے خود نوش فرماتے' اس میں سے بھی اگر کچھ باقی رہ جاتا تو آپ حاضرین میں سے جس کو چاہتے عطا فرماتے' جس خوش نصیب کی قسمت میں یہ دولت ہوتی اسے مل جاتی۔ بعدہ نماز سے پہلے دو روٹیاں گھی میں چرب کر کے لائی جاتیں۔ یہ دو روٹیاں ایک سیر سے کچھ کم ہوتی تھیں آپ ایک روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور دوسری روٹی خود تناول فرماتے اور اس ایک روٹی میں سے بھی جس کو چاہتے عطا فرماتے۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ذکر و شغل میں مشغول ہو

Marfat.com

جاتے۔ ذکر و اوراد کی مشغولی ختم ہونے کے بعد آپ کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا جس پر قسم قسم کے کھانے چنے جاتے آپ سب کا سب تقسیم کر دیتے اور اس میں کچھ نہ کھاتے' پھر دوسرے دن افطار کے وقت اسی معمول کے مطابق کھاتے۔

پھر فرمایا کہ ایک رات آرام فرمانے کے وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک دہقانی وضع کی کھاٹ آپ کے لیے بچھائی گئی اور وہی کمبل جس پر آپ دن کو بیٹھتے تھے اسے کھاٹ پر بچھایا گیا وہ کمبل اس قدر چھوٹا تھا کہ بچھنے کے بعد پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا۔ یعنی پاؤں کھری چارپائی پر رہتے تھے آپ کے پائے مبارک کے لیے دوسرا ٹکڑا لایا جاتا اور وہ آپ کے پیروں کے نیچے رکھ دیا جاتا جب وہ ٹکڑا بستر سے ہٹا لیا جاتا تو وہ حصہ بستر سے خالی ہو جاتا۔

اور ایک عصا تھا جو آپ کو شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے عنایت فرمایا تھا وہ عصا لایا جاتا اور آپ کے پلنگ کے سرہانے رکھ دیا جاتا۔ آپ اس کا سہارا لے کر آرام فرماتے اور اس پر ہاتھ پھیرتے اسے بوسہ دیتے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہ زیادہ تر زنبیل کی روٹی کھاتے۔ البتہ افطار کے وقت زنبیل کی روتی کے ایک دو ٹکڑے زیادہ ہوتے۔ جب آپ کے گھر میں دو مرتبہ زنبیل پھرتی تو دن کے وقت اکثر یاروں کو زنبیل کا کھانا ملتا' اگر بچ رہتا تو وہ رات کے وقت دستر خوان پر رکھا جاتا۔

منقول ہے کہ آپ کے خادم نے ایک دمڑی کا نمک قرض لیا۔ جب افطار کے وقت آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپ نے نورِ باطن سے معلوم کر لیا۔ فرمایا کہ اس کھانے میں اسراف کی بو آتی ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ گھر میں نمک نہ تھا اس لیے ہانڈی میں نمک قرض لے کر ڈالا گیا۔ فرمایا کہ تم نے اسراف سے کام لیا ہے تمہیں چاہے تھا کہ اس پر اکتفا کرتے یہ مناسب نہیں ہوگا کہ میں اس کھانے میں سے کھاؤں۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ آخر عمر میں شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا ہاتھ تنگ ہو گیا تھا یہ آپ کی وفات کے قریب کا زمانہ تھا۔ یہاں

Marfat.com

تک کہ رمضان میں میں وہاں تھا۔ افطار کے وقت اس قدر تھوڑا کھانا لایا جاتا کہ حاضرین کو کافی نہ ہوتا تھا اس زمانے میں میں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا' آپ کی آمدنی کے وسائل نہایت محدود تھے جو کچھ آپ کو اجودھن سے وصول ہوتا تو آپ اس کی ایک ایک پائی خرچ کر ڈالتے۔ جب میں اجودھن سے رخصت ہونے لگا تو مجھے مولانا بدر الدین اسحاق کے ذریعہ سے آپ کا حکم ملا کہ آج اور رہو' کل روانہ ہونا۔ جب افطار کا وقت آیا تو آپ کے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ اس سے افطار کیا جائے' جب میں نے یہ حال دیکھا تو وہ سفر خرچ جو مجھے ملا تھا' میں آپ کی خدمت میں لے گیا اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے ایک سلطانی' خرچ ملا ہے' حکم ہو تو اس سے کوئی چیز افطار کے لیے منگوالی جائے۔ شیخ شیوخ عالم میری یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور مجھے دعائیں دیں۔

شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان المشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ شیوخ عالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے اہل و عیال بہت تھے۔ آپ کے گھر کے خادم آتے اور عرض کرتے کہ حضرت! آج فلاں بیٹے پر ایک فاقہ گزر چکا ہے یا فلاں بیٹی پر دو فاقے ہو چکے ہیں' لیکن آپ یادِ حق تعالیٰ میں اس قدر مستغرق رہتے کہ ان کی باتیں آپ کے لیے ہوا کی طرح ہوتی تھیں یعنی آپ ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔

ایک دن ایک حرم نے آ کر عرض کیا کہ آج فلاں بیٹا شدتِ بھوک سے ہلاکت کے قریب ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے سر مراقبے سے اٹھا کر فرمایا مسعود بندہ کیا کرے' اگر حق تعالیٰ کی تقدیر یہی ہے اور وہ اس جہان سے سفر کر جائے تو اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر باہر پھینک کر چلے آنا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا' جو شیخ عمدہ کھائے اور خوب سوئے ساتھ ہی خدا کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

Marfat.com

چِلّہ معکوس

پھر آپ نے مزید مجاہدے کے لیے اپنے شیخ سے عرض کیا اور کہا' اگر حکم ہو تو چلہ کھینچوں۔ آپ کی یہ بات شیخ کو پسند نہ آئی۔ فرمایا اس کی ضرورت نہیں۔ یہ چیزیں شہرت کا باعث ہوتی ہیں آپ نے جواب میں کہا کہ شیخ خوب جانتے ہیں کہ بندے کو شہرت مطلوب نہیں۔

شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری عمر اس کا افسوس رہا کہ میں نے اپنے شیخ کو یہ جواب کیوں دیا کہ جوان کے مزاج کے مطابق نہ تھا۔

الغرض اس کے بعد شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا' اچھا جاؤ اور ''چلّہ معکوس'' کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ ''چلّہ معکوس'' کیا ہوتا ہے۔ میں نے شیخ بدر الدین غزنوی سے کہا کہ شیخ نے مجھے ''چلّہ معکوس'' کا حکم دیا ہے' میں شیخ کے رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ ''چلّہ معکوس'' کس طرح ہوتا ہے' یا تو آپ خود میری رہبری فرمائیں یا شیخ سے دریافت کر کے اس کا طریقہ مجھ پر واضح کریں۔

چنانچہ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ شہاب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے چلّہ معکوس کی کیفیت پوچھی۔ شیخ نے فرمایا کہ چلّہ معکوس یہ ہے کہ چالیس روز یا چالیس شب پاؤں میں رسی باندھ کر اور کنویں میں الٹا لٹک کر خدائے تعالیٰ کی عبادت کرے۔

جب آپ نے چلّہ معکوس کی کیفیت سنی تو آپ نے چلّہ معکوس کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا' لیکن آپ کی خواہش یہ تھی کہ یہ چلّہ اس طرح پورا کیا جائے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ آپ ایسے مقام کے متلاشی ہوئے کہ کوئی ایسی مسجد ہو کہ اس میں کنواں ہو اور کنویں کے نزدیک ایک درخت ہو کہ جس کی شاخوں کا سایہ کنویں پر پڑتا ہوں اور اس مسجد میں ایسا متدین مؤذن ہو' جو درویشوں کی صحبت کے قابل ہو' آپ ایسے مقام کی

Marfat.com

تلاش کرتے رہے' لیکن کوئی مقام ایسا نہ ملا آخر ہانسی تشریف لے گئے اور ایک مدت تک وہاں بھی ایک ایسی جگہ تلاش کرتے رہے لیکن وہاں بھی کوئی ایسی جگہ نہ ملی۔ اسی تلاش وجستجو میں آپ اُچ پہنچے۔ وہاں آپ کو ایک ایسی مسجد ملی جو نہایت پُر فضا تھی۔ اس مسجد کو ''مسجد حاج'' کہتے تھے۔ اس مسجد میں ایک کنواں تھا۔ اس کے پاس ایک درخت تھا' جس کی شاخوں کا سایہ کنویں پر پڑتا تھا۔ اس مسجد کا مؤذن خواجہ رشید الدین مینائی تھا۔ جو ہانسی کا رہنے والا تھا اور آپ سے نہایت عقیدت رکھتا تھا شیخ شیوخ العالم چند روز اس مسجد میں رہے' جب آپ کو مؤذن کی صدقِ عقیدت اور اسرار کی محافظت کا پورا یقین ہوگیا کہ وہ کسی سے کچھ بیان نہیں کرے گا تو آپ نے اپنے آنے کا مقصد مؤذن سے بیان کیا اور تاکید کی کہ وہ کسی سے آپ کی آمد کی غرض بیان نہ کرے۔

الغرض آپ نے مؤذن سے فرمایا کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد ایک رسی لائے' چنانچہ جب مؤذن رسی لے آیا تو آپ نے وضو کے بعد اس رسی کا ایک سرا اپنے پیروں میں باندھا جو اولیا کے سر کا تاج ہیں اور دوسرا اس درخت کی شاخ سے باندھا جو کنویں کے اوپر تھی۔

اور آپ کنویں میں نماز معکوس میں مشغول ہو گئے۔ صبح کو جب مؤذن آیا تو اس نے دیکھا کہ آپ اسی طرح نماز معکوس میں مشغول ہیں۔ مؤذن نے کہا کہ حضور! اب کیا حکم ہے؟ آپ نے مؤذن سے پوچھا کہ صبح ہوگئی؟ اس نے عرض کیا کہ پو بھٹ رہی ہے اور صبح قریب ہے آپ نے فرمایا کہ رسی کو اوپر کھینچو چنانچہ آپ کنویں سے باہر آئے اور مسجد میں قبلہ رخ بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

غرضیکہ آپ نے اس طرح متواتر چالیس راتیں چلّہ معکوس میں گزاریں اور اپنے مرشد کے ارشاد کی اس طرح تعمیل کی کہ کسی تیسرے کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

یہ مسجد ابھی تک اُچ میں موجود و برقرار ہے اور یہ متبرک مقام خلق کی حاجت روائی کا ذریعہ بن گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رشید الدین مینائی مؤذن نے آپ سے کہا کہ میں ایک

Marfat.com

درویش انسان ہوں اور کئی لڑکیوں کا باپ ہوں، مجھ پر بھی کرم فرمایئے اور دُعا کیجئے کہ میرے رزق میں بھی وسعت ہو۔ فرمایا جاؤ اور وعظ کیا کرو۔ مؤذن نے عرض کیا کہ میں پڑھنے لکھنے سے نابلد ہوں۔ میں کیا وعظ کہہ سکتا ہوں۔ فرمایا منبر پر قدم رکھنا تمہارا کام ہے اور تم پر کرم فرمانا حق تعالیٰ جل وعلیٰ کا کام ہے تم اپنے کام میں لگو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے وہ علم عطا فرمایا کہ وہ ایک مشہور واعظ ہو گیا اور مال بھی بکثرت سے اس کے پاس جمع ہو گیا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہے میں نے وہی کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ ایک وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز معکوس بھی پڑھی تھی تو میں بھی گیا اور اپنے پاؤں کو رسی میں باندھ کر اور کنویں میں سرنگوں ہو کر نماز معکوس ادا کی۔

Marfat.com

گنج شکر کا لقب

شیخ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ ''طے'' کرو' چنانچہ آپ نے تین روز تک کچھ نہ کھایا۔ تیسرے دن افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیاں لایا آپ نے یہ سمجھ کر کہ وہ غیب سے آئی ہیں انھیں تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک کوا درخت پر بیٹھا ہوا ایک مردار کی آنتوں کے ٹکڑے کھا رہا ہے' جیسے ہی آپ کی نظر اس کوے پر پڑی' اس منظر کو دیکھ کر آپ کا جی متلایا اور جو کچھ کھایا تھا' وہ قے کے راستے باہر نکل گیا اور آپ کا پاک معدہ اس کھانے سے خالی ہو گیا۔ جب آپ نے یہ بات اپنے پیر سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا مسعود! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم نے تین روز کے بعد جو افطار کیا تھا وہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت تم پر تھی کہ تمہارے معدے نے وہ کھانا قبول نہیں کیا اب جاؤ اور پھر ''طے'' کرو۔ تین روز کے بعد جو تمہیں غیب سے ملے اس سے افطار کرنا۔ چنانچہ پھر آپ نے تین روز کا ''طے'' کیا لیکن چھ روز گزر گئے اور کوئی کھانا آپ کو نہ پہنچا۔ انتہا درجے کا ضعف پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ ایک پہر رات گزر گئی ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور زمین سے چند سنگ ریزے اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیے۔ آپ کے دہن مبارک کی برکت سے یہ سنگ ریزے شکر ہو گئے۔

جب آپ نے یہ کرامت دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بھی شیطان کا مکر ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے سنگ ریزے فوراً تھوک دیے اور پھر

Marfat.com

یادالٰہی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی ضعف اور بھی غالب ہوا۔ پھر آپ نے چند سنگ ریزے زمین سے اٹھائے اور منہ میں ڈالے تو وہ بھی شکر ہو گئے۔ لیکن پھر بھی آپ کو خیال ہوا کہ شاید یہ بھی مکر ہو۔ آپ نے اس شکر کو بھی تھوک دیا اور اسی طرح یادِ الٰہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ رات آخر ہو گئی۔ آپ کو خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ضعف اس قدر بڑھ جائے کہ میں ذکر الٰہی سے بھی قاصر ہو جاؤں۔ پھر آپ نے چند سنگ ریزے اٹھائے اور منہ میں ڈال لیے۔ وہ بھی شکر ہو گئے۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال ہوا کہ یہ یقیناً حق تعالیٰ کی جانب سے ہے کہ تیسری مرتبہ بھی مجھے یہ روزی حاصل ہوئی۔ پھر (میرے) شیخ نے بھی فرمایا تھا جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کرو۔ یہی طیب ہوگا۔ جب صبح ہو گئی تو آپ اپنے پیر شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ بیان کیا انھوں نیف رمایا کہ تم نے اچھا کیا کہ اس سے افطار کیا۔ جو کچھ غیب سے تمہیں روزی میسر آئی وہ طیب ہے' جاؤ تم ہمیشہ شکر کی طرح شیریں رہو گے۔

شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز اس واقعہ کے بعد سے ہی ''پیر شکر بار گنج شکر'' مشہور ہو گئے۔

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو شکر گنج کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے یہ آپ کا لقب ہے مگر اس طرح کہ آپ کے اسم گرامی کا ایک حصہ بن کر رہ گیا ہے۔ بعض کتابوں میں ''شکر گنج'' کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جب پہلی بار قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے کو نماز کی تلقین کی تو فرمایا۔

''فرزند! نماز ادا کیا کرو۔ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اپنے عبادت گزار بندوں کو بے شمار انعامات سے نوازتا ہے۔''

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت بہت کم سن تھے۔ اس لئے مادر گرامی سے پوچھنے لگے۔

''جو بچے نماز پڑھتے ہیں انہیں اللہ کی طرف سے کیا انعام ملتا ہے۔''

Marfat.com

مادر گرامی نے فرمایا۔

''نمازی بچوں کو پہلے شکر ملتی ہے پھر جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو اللہ انہیں دوسرے انعامات سے نوازتا ہے۔''

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ والدہ محترمہ کی بات سن کر مطمئن ہو گئے۔ پھر جب وہ ادھر ادھر چلے جاتے تو قرسم خاتون خاموشی سے مصلے کے نیچے پڑیا رکھ دیتیں۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ادا کرتے اور شکر کی صورت میں اپنا انعام پا لیتے۔

یہ سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ پھر ایک روز قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا گھریلو مصروفیات میں اپنا روزانہ کا عمل بھول گئیں۔ دوسرے دن یاد آیا تو آپ نے اپنے فرزند کو بلا کر پوچھا۔

''فرید! کیا کل تمہیں مصلے کے نیچے سے شکر ملی تھی؟'' قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کے لہجے سے اضطراب نمایاں تھا۔

''جی ہاں! مجھے ہر نماز کے بعد شکر مل جاتی ہے۔'' حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بصد احترام عرض کیا۔

بیٹے کی بات سنتے ہی قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے اللہ کا شکر ادا کر رہی تھیں۔

''تو نے مجھے فرید کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچا لیا۔ اگر تیرا دست غیب اسے شکر فراہم نہ کرتا تو وہ میرے بارے میں کیا سوچتا۔''

پھر قرسم خاتون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا نے بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے سے لگایا اور نہایت محبت آمیز لہجے میں فرمایا۔

''میرا بیٹا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ گنج شکر ہے۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''اخبار الاخیار'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک بار چند سوداگر اونٹوں پر شکر لادے جا رہے تھے

Marfat.com

اتفاق سے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے شکر کے سوداگروں سے دریافت کیا۔

''ان اونٹوں پر کیا ہے؟''

سادہ لباس کی وجہ سے سوداگروں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی ضرورت مند انسان سمجھا اس لئے ازراہ مذاق کہا۔

''یہ نمک کی بوریاں ہیں تمہیں کیا چاہئے؟''

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوداگروں کی اس طنزیہ گفتگو کا کوئی تاثر قبول نہیں کیا اور نہایت خوش دلی کے ساتھ فرمایا۔ ''تم کہتے ہو تو پھر نمک ہی ہوگا۔''

شکر کے سوداگر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خانقاہ واپس تشریف لائے۔

پھر جب وہ سوداگر اپنی شکر فروخت کرنے کے لئے بازار پہنچے اور بوریاں کھولی گئیں تو سب کے سب حیرت زدہ رہ گئے بوریوں میں شکر کے بجائے نمک بھرا ہوا تھا۔ تمام خریدار ان سوداگروں کو برا بھلا کہنے لگے۔

''شکر کہتے ہو اور نمک بیچتے ہو؟ کیسا فریب ہے اور کیسا اندھیرا ہے؟''

سوداگر بھرے بازار میں تماشا بن کر رہ گئے کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ شکر نمک میں کیسے تبدیل ہوگئی۔ آخر بہت غور وفکر کے بعد ایک سوداگر کو راستے کا واقعہ یاد آگیا۔

''یقیناً وہ کوئی مرد نیک تھا جس کے ساتھ ہم نے شرارت کی تھی۔'' ایک سوداگر نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اسی کی بددعا سے ہماری ساری شکر نمک کا ڈھیر بن گئی ہے۔''

اس خیال کے آتے ہی تمام سوداگر واپس لوٹے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

Marfat.com

''ہمیں معاف کر دیا جائے۔'' شکر کے سوداگر بڑی عاجزی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

''تم لوگوں نے کیا کیا ہے۔''؟

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حیران ہو کر پوچھا۔'' آخر تم کس جرم کی معافی مانگ رہے ہو؟''

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعے کو فراموش کر چکے تھے اس لئے آپ کو اجنبی لوگوں کی معافی پر حیرت ہو رہی تھی۔

''آپ کی بددُعا سے ہماری شکر کا سارا ذخیرہ نمک میں تبدیل ہو گیا۔'' سوداگروں نے بے زبان عرض کیا۔

''مسلمان کسی کو بددُعا نہیں دیتا۔''

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

''تم نے اپنے دینی بھائی سے مذاق کیا تھا۔ اللہ نے تمہیں اس کی سزا دے دی ہمیشہ اپنی زبان سے کلمۂ خیر ادا کیا کرو۔ کوئی نہیں جانتا کہ کب قبولیت کی ساعت آ جائے۔''

شکر کے سوداگر اپنی اس حرکت پر سخت نادم تھے۔ آخر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں معاف کر دیا۔

''جاؤ! دوبارہ اپنے اسباب تجارت کو دیکھو اللہ فضل کرے گا۔''

جب سوداگر واپس آئے اور ڈرتے ڈرتے بوریوں کے منہ کھولے تو حیرت زدہ رہ گئے تمام بوریاں شکر سے بھری ہوئی تھیں۔

Marfat.com

چند کرامات

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو کرامت کے طور پر حاصل ہوتی ہیں۔ ایک علم بغیر تعلم کے، جیسا کہ خواجہ ابو حفظ نیشا پوری جب سفر حج کے دوران بغداد پہنچے تو انھوں نے خواجہ جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں گفتگو کی۔

دوسرے جو کچھ عوام خواب مین دیکھتے ہیں، اولیاء اللہ بیداری میں دیکھتے ہیں۔

تیسرے عوام کے تصور کا اثر جو ان کی ذات پر پڑتا ہے، وہ اولیاء اللہ دوسرے پر ڈال سکتے ہیں، مثلاً اگر وہ حوض کا تصور کرتے ہیں تو اسی وقت ان کا منہ پانی سے بھر جاتا ہے، اور ہی تاثیر تصور کی ہے اسی طرح اگر صاحب کرامت دوسرے کی ذات کے متعلق تصور کرتا ہے تو اس کے تصور کا اثر دوسرے کی ذات پر ظاہر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے مرنے کا تصور کرے تو وہ شخص مر جاتا ہے اگر کسی شخص کے دیکھنے کا تصور کرے تو وہ شخص فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خرق عادات کی چار قسمیں ہیں معجزہ، کرامت معونت اور استدراج

معجزہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے کہ ان کا علم و عمل کامل ہوتا ہے لیکن وہ اہلِ صحو میں سے ہیں۔

کرامت اولیاء کو نصیب ہوتی ہے لیکن انبیاء اور اولیاء میں فرق یہ ہے کہ انبیاء غائب الحال ہیں اور اولیاء مغلوب الحال۔

Marfat.com

معونت وہ ہے کہ جو بعض مجنونوں کو ہوتی ہے جو نہ علم رکھتے ہین اور نہ عمل؛ لیکن انسے بعض خرق عادات دیکھنے میں آتے ہیں۔

استدراج اس گروہ سے صادر ہوتا ہے جو صاحبِ ایمان نہیں ہوتے جیسا کہ جادوگر وغیرہ۔ خلافِ عادت جب ان سے کوئی چیز دیکھنے میں آتی ہے تو وہ استدراج ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ''طریقہ الٰہی یہ چلا آرہا ہے کہ وہ عالم غیب کی کسی بات کو عالم غیب سے عالم شہادت میں بغیر واسطہ کے نہیں بھیجتا' جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پینے کے لئے دودھ مانگا۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ اُس وقت ان کے گھر میں دودھ نہ تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوعمر بکری جو ابھی گابھن نہ ہوئی تھی منگوائی' اسے دوہا اور دودھ پیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو بغیر نتھنوں کے بھی دودھ پیدا کرسکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بہت ہی اچھے زمانے میں ایمان لائے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین سال تک حاضر خدمت رہے اور انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے زیادہ روایتیں بیان کیں جو تمام عمر حاضر رہے اور اپنی چادر کو پھیلائے رہے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتیں بہت زیادہ ہیں جو معلوم و مشہور ہیں۔ پس اس کا کسی طرح انکار ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امانتوں کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر میں محفوظ رکھا۔''

اور اسرارِ الٰہی اُس خرقے میں محفوظ رکھے گئے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز صبح کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

آئے تو رسولِ اکرم ﷺ نے انھیں اپنی چادر میں لے لیا۔ اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ آپ نے ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ تم سے (ہر قسم کی) گندگی دور کرے اور تمہیں پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ خدائے تعالیٰ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے سنتِ الٰہیہ دیکھیے کہ رجس کے دور کرنے میں حضور اکرم ﷺ کو چادر میں داخل کر کے وسیلہ بنایا۔

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر ہر کرامت کا چھپانا اس طرح فرض کیا ہے، جس طرح انبیاء پر معجزے کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے۔ پس اگر کوئی ولی کرامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ ترک فرض کرتا ہے اور کتنا برا کرتا ہے۔

سلوک کے سو مرتبے ہیں ان میں سے جو مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اگر سالک اسی کشف و کرامات کے چکر میں رہے تو تر اسی درجے کب طے کرے گا پھر فرمایا کہ۔

شیخ عثمان حرب آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ ان کی ایک تفسیر ہے جو نہایت صحیح اور معتبر ہے غزنی میں رہتے تھے اور سبزی پکا کر بیچا کرتے تھے انھوں نے عنایت غیبی کے بارے میں یہ شعر فرمایا۔

حق بہ شباں تاجِ نبوت دید
ورنہ نبوت چہ شناسد شباں

اگر کوئی ان کے پاس کھوٹے سکے لے کر آتا اور وہ ان کو دیتا کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ کھوٹے سکے ہیں اس سے لے لیتے اور اس کے عوض میں ترکاری اس کو دے دیتے اور خریدار کے منہ پر کچھ نہ کہتے۔ لوگ یہ سمجھتے کہ یہ کھوٹے اور کھرے سکوں

Marfat.com

کو نہیں پہچانتے۔ چنانچہ بہت سے لوگ ان کے پاس آئے۔ کھوٹے سکے انھیں دے جاتے اور ان سے پکی ہوئی سبزی لے جاتے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے خدا! تجھے معلوم ہے کہ لوگ مجھے کھوٹے سکے دے کر جاتے تھے اور میں ان کو کھرے سکوں کی بجائے قبول کرتا تھا اور کبھی میں نے ان سکوں کو انھیں نہیں لوٹایا۔ اگر مجھ سے بھی تیری عبادت میں کھوٹ ہوا ہے تو اے مولیٰ! مجھے اپنے کرم سے بخش دے اور اسے میرے منہ پر نہ مار۔

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک صاحب دل درویش شیخ عثمان حرب آبادی کے پاس آئے اور ان کی دیگ سے سبزی طلب کی۔ شیخ عثمان نے کف گیر دیگ سے نکالا تو اس میں بجائے ترکاری کے موتی تھے۔ درویش نے کہا' میں ان کو کیا کروں گا؟ شیخ عثمان نے دوبارہ کف گیر دیگ میں ڈال کر نکالا تو اس مرتبہ کف گیر میں سونا تھا۔ درویش نے کہا کہ اگر وہ سنگ ریزے ہیں تو یہ پتھر ہیں۔ مجھے تو وہ چیز چاہیے جسے میں کھا سکوں۔ تیسری مرتبہ شیخ نے کف گیر کو دیگ میں ڈال کر نکالا اب کی مرتبہ سبزی نکلی جو انھوں نے پکائی تھی۔ اس درویش کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ اس نے شیخ عثمان سے کہا۔ اب تمہیں یہاں زیادہ مدت نہیں رہنا چاہیئے۔ اس واقعہ کے چند دن بعد شیخ عثمان نے وفات پائی۔

اس کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس قسم کی باتیں جب درویش پر منکشف ہونے لگتی ہیں تو پھر اسے دنیا میں زیادہ نہیں رکھا جاتا۔

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا جو ولی کامل ہوتا ہے' وہ کسی منزل میں بھی اسرار ظاہر نہیں کرتا۔ فرمایا کہ اسرار کے ضبط کرنے کے لیے بھی بڑے عزم و حوصلے کی ضرورت ہے۔ اس کام کے اہل اہل صحو ہیں۔

نیز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ انسان کی راہ میں کشف و کرامت حجاب راہ ہیں اصل کام تو استقامت ہے کرامت کا ظاہر کرنا بڑی بات نہیں۔ یہ تو گداؤں کا کام ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا خواجہ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے ایک مچھیرے کے ہاتھ میں یہ جال دیکھ کر فرمایا۔ جال کو پانی میں ڈالو اور مچھلیاں پکڑو۔ اگر میں صاحب ولایت ہوں گا تو تمہارے جال میں ایسی مچھلی آئے گی جو ڈھائی من کی ہوگی۔ مچھیرے نے جال پانی میں ڈالا۔ جو مچھلی اس کے جال میں آئی تو وزن کرنے کے بعد اس کا وزن معلوم ہوا کہ پورا ڈھائی من ہے۔ یہ خبر شیخ جنید کو پہنچائی گئی حضرت جنید نے اس خبر کو سن کر فرمایا کہ کاش کہ اس کے جال میں سیاہ سانپ آتا۔ تاکہ وہ ابوالحسن کو ڈس لیتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں ایسا فرماتے ہیں فرمایا اس لیے کہ اگر سانپ اس کو کاٹ لیتا اور وہ ہلاک ہو جاتا تو شہید ہوتا' لیکن اب میں نہیں جانتا کہ کرامت کے اس غرور کی وجہ سے اس کا کیا انجام ہوگا۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حمویہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت باعظمت بوڑھے بزرگ تھے لیکن شہر کا بادشاہ ان کا معتقد نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ بادشاہ ان کی خانقاہ کے پاس سے گزرا اور اپنے ایک دربان کو خانقاہ میں بھیج کر اس سے یہ لفظ کہے کہ اس صوفی کو باہر بلا۔ دربان خانقاہ میں آیا اور بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔ شیخ سعد الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ دربان نے باہر آکر بادشاہ سے ساری کیفیت بیان کر دی۔ یہ سن کر بادشاہ کا غصہ ایک دم فرو ہو گیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ دونوں یک جا بیٹھے جہاں یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے وہیں قریب ایک باغیچہ تھا شیخ نے حکم دیا کہ کچھ سیب لے کر آؤ۔ کچھ سیب ایک طبق میں لائے گئے شیخ اور بادشاہ دونوں سیب کھاتے جا رہے تھے ایک بڑا سیب اس طبق میں تھا بادشاہ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر شیخ کا دل مجھ سے صاف ہو چکا ہو تو مجھ کو یہ بڑا سیب عنایت فرمائیں گے۔

جیسے ہی یہ خطرہ بادشاہ کے قلب میں گزرا شیخ نے اس خطرے کو کشف سے

Marfat.com

معلوم کر لیا۔ فوراً ہاتھ لمبا کر کے اس سیب کو طبق سے اٹھایا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا سفر کرتے کرتے ایک شہر میں پہنچا۔ میں نے شہر پناہ کے دروزے پر دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہے اور ایک مداری تماشا دکھا رہا ہے۔ اس کے پاس ایک گدھا تھا۔ اس نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنے تماشائیوں میں سے ایک کو انگشتری دے کر کہا میرا یہ گدھا اس شخص کو ڈھونڈ لے گا جس کے پاس یہ انگشتری ہوگی۔ چنانچہ تماشائیوں کے دائرے میں اس گدھے نے پٹی بندھے ہوئے گھومنا شروع کیا۔ وہ ہر آدمی کو سونگھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس شخص کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا جس کے پاس انگوٹھی تھی۔ مداری آیا اور اس نے اس شخص سے وہ انگوٹھی لے لی۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد شیخ سعد الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی کرامت دکھاتا ہے تو گویا اس نے اپنے آپ کو اس گدھے کے برابر کیا ہے اور اگر وہ کرامت نہ دکھلائے تو تمہارے دل میں یہ خیال گزرتا کہ میرا قلب صاف نہیں ہے۔ یہ فرما کر شیخ نے وہ سیب جوان کے ہاتھ میں تھا بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔

☆☆☆

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم پاک پتن شریف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سرسی کے جنگل میں ایک سانپ نے مجھے ڈس لیا ہمارے ایک ساتھی ہم سفر نے اس جگہ پر جہاں پر کہ سانپ نے ڈسا تھا مضبوطی سے کپڑا باندھ دیا۔ اس سے زہر کا اثر زائل ہو گیا اور میں ٹھیک ہو گیا جب ہم پاک پتن شریف کے نزدیک پہنچے تو رات کا وقت ہو چکا تھا اور شہر کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے ساتھیوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ حصار کی دیوار کود کر دوسری طرف چلے جائیں ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ حصار میں ہر طرف سوراخ پیدا ہو گئے ہیں میرے تمام ساتھی اوپر چڑھ گئے جبکہ میں ڈر رہا تھا۔ ساتھیوں نے میرا ہاتھ

Marfat.com

پکڑا اور اوپر چڑھا لیا فجر کے وقت ہم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سب کی خیریت دریافت فرمائی لیکن مجھ سے کچھ نہیں پوچھا پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا' سانپ کا ڈسنا تو ایک بات ہے لیکن دیوار کا کودنا کہاں آیا ہے۔

☆☆☆

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں سر منڈا کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے ہو کر دہلی میں آیا تو آپ کی طرف سے عطا کردہ کمل کا خرقہ میں نے پہن رکھا تھا یہ خرقہ پہنے میں جامع مسجد کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے شرف الدین قیامی نے بلایا۔ میں نے اس کو اپنے مرید ہونے اور خرقہ سے نوازے جانے کے بارے میں بتایا تو بڑا سیخ پا ہوا اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں نازیبا کلمات کہے مجھے بھی برا بھلا کہا۔ حالانکہ مجھ میں اتنی طاقت و صلاحیت تھی کہ میں اس کو جواب دیتا لیکن میں نے صبر و برداشت سے کام لیا پھر جب میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سے تمام واقعہ عرض کیا آپ نے سنا تو قلب پر رقت طاری ہو گئی اور رونے لگے میرے صبر و برداشت کرنے پر میری تعریف فرمائی۔ آپ کی حالت جلالی ہو گئی اسی حال میں فرمایا' میرا خیال تھا کہ شرف الدین اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ چنانچہ جب میں دہلی واپس پہنچا تو پتہ چلا کہ شرف الدین قیامی کی وفات ہو چکی تھی۔

☆☆☆

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک باکمال مرید حضرت خواجہ سیوستانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت باباجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اپنے کپڑے دھونے کے لئے دیئے میں ان بابرکت کپڑوں کو لے کر ندی کے کنارے پر آیا اور ان کو خوب اچھی طرح

Marfat.com

دھو دیا پھر وہ دھلے ہوئے کپڑے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے کپڑوں کو دیکھے بغیر مجھ سے فرمایا کہ جاؤ ان کپڑوں کو دوبارہ دھو کر لاؤ میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ آپ کے اس ارشاد میں بھی ضرور کوئی حکمت اور مصلحت ہوگئی اور ہوسکتا ہے کہ ان کپڑوں کے دھونے میں مجھ سے کوئی کمی رہ گئی ہو چنانچہ جب میں نے غور کیا تو مجھے یاد آیا کہ میں نے پہلے کپڑے دھوئے ہیں اور بعد میں وضو کیا ہے حالانکہ ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں پہلے وضو کرتا۔ چنانچہ میں نے وضو کیا اور پھر دو رکعت نفل نماز ادا کی اس کے بعد کپڑوں کو بڑی احتیاط اور توجہ سے خوب اچھی طرح دھویا اور ان کپڑوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ ان کپڑوں کو لے کر جاؤ اور ایک مرتبہ پھر دھو لاؤ۔ آپ کا یہ فرمان سن کر اب تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ دوسری مرتبہ کپڑے دھونے میں میں وہ تمام احتیاطیں اختیار کر چکا تھا جو کہ مجھے کرنی چاہیے تھیں لیکن اس کے باوجود جب میں نے آپ کا ارشاد سنا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ضرور اس مرتبہ بھی مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے چنانچہ جب میں نے اس بات پر غور کیا تو مجھے یاد آیا کہ اس مرتبہ کپڑے دھونے کے بعد خشک ہونے کی غرض سے میں نے درخت کی ایک شاخ پر پھیلا دیئے تھے اس شاخ کے اوپر ایک اور شاخ ہے اس پر پرندے بیٹھے ہوئے تھے ممکن ہے کہ ان پرندوں میں سے کسی پرندے نے کپڑوں پر بیٹ کر دی ہو اور وہ ان کپڑوں پر گری ہو چنانچہ میں نے اس مرتبہ کپڑے دھو کر خشک کرنے کے لیے جنگل میں پھیلا دیئے اور خشک ہونے پر جب میں کپڑے لے کر واپس آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے ان کپڑوں کو قبول فرما لیا۔

☆☆☆

حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باکمال مرید حضرت خواجہ احمد سیوستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے وضو اور غسل کا پانی مشک میں بھر کر لایا کرتا تھا ایک دن میری کمر میں شدید درد لاحق ہو

Marfat.com

گیا آپ نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ پانی بھر کر لاؤ۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ حضور! میری کمر میں درد ہے مجھ سے مشک نہیں اٹھائی جاتی۔ آپ نے بڑے پیار سے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے جھکنے کے لیے فرمایا' میں نے آپ کے فرمان کے مطابق اپنی کمر کو خم کیا تو آپ نے میری کمر پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اور اب پانی لے کر آؤ۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں جوان تھا اور اب جبکہ میں سو برس کے قریب ہو چکا ہوں میری کمر میں کبھی درد نہیں ہوئی حالانکہ میں پانی کی بہت سی مشکیں بھر کر اپنی کمر پر لاتا تھا۔

☆☆☆

ایک مرتبہ کا ذکر ہے پانچ درویش حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ درویش بڑے منہ پھٹ قسم کے تھے جب یہ آپ کے پاس سے واپس جانے لگے تو کہنے لگے کہ ہم بہت سی جگہوں پر گئے ہیں مگر کوئی درویش ہمیں نہیں ملا۔ آپ نے ان کی یہ بات سنی تو ان سے فرمایا کہ تم ٹھہرو میں تم لوگوں کو درویش دکھاتا ہوں انہوں نے آپ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور اسی طرح باتیں بناتے ہوئے چلے گئے جب وہ روانہ ہونے لگے تو حضرت بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا کہ تم جا تو رہے ہو مگر بیابان کے راستے سے ہرگز نہ جانا انہوں نے آپ کی اس بات کو بھی کوئی اہمیت نہ دی اور بیابان کی راہ میں ہی ہو لیے۔ حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ نے ان کے جانے کے بعد ان کے پیچھے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ دیکھے کہ یہ کس راستے سے گئے ہیں اس شخص نے واپس آکر بتایا کہ وہ بیابان کے راستے سے گئے ہیں۔ آپ نے یہ بات سنی تو ایک دم رونے لگے جیسے کوئی انتقال کر گیا ہو بعد میں اطلاع آئی کہ ان پانچوں کو بادِ سموم لگی اور وہ اس کے باعث مر گئے ہیں ان میں سے ایک پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کے پاس پہنچ تو گیا مگر اس نے اس قدر زیادہ پانی پی لیا کہ وہ بھی مر گیا۔

☆☆☆

Marfat.com

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دہلی سے ایک شخص اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ وہ پاک پتن شریف پہنچ کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کرے گا۔ اثنائے راہ میں ایک گانے والی اس کے ساتھ ہوگئی۔ اس گانے والی نے بڑی کوشش کی کہ وہ شخص کسی طرح اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کر لے مگر چونہ یہ شخص پختہ نیت اور سچے دل کے ساتھ مضبوط ارادہ لے کر چلا تھا اس لیے اس نے اس زانیہ عورت کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی حتیٰ کہ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ وہ دونوں ایک جگہ ایک سواری میں سوار ہوئے گانے والی عورت بالکل پاس آ کر بیٹھ گئی اس وقت کوئی تیسرا فرد موجود نہ تھا۔ عورت نے اس جگہ پر بھی اس شخص کو اکسایا اور اس کی طرف مائل ہوئی اس خلوت کی حالت میں اس شخص کے دل میں بھی اس کی خواہش ابھری کہ وہ اس سے کچھ باتیں کریں یا اس کے ساتھ دست درازی کرے ابھی اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا ہی تھا کہ عین اسی لمحہ اس نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ آیا اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہنے لگا' کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس توبہ کی نیت سے جا رہے ہو اور حرکتیں تمہاری یہ ہیں۔ وہ شخص اسی وقت ہوشیار ہو گیا اور اپنے خیال کو دل سے جھٹک دیا اور دل کو مضبوط کر کے بیٹھ گیا۔ پھر جب وہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے جو بات سب سے پہلے اس سے فرمائی وہ یہ تھی کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے تمہاری بڑی حفاظت کی تھی۔

☆☆☆

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ حضور بابا جی رحمتہ اللہ علیہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ آپ نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھا ہوا تھا اور یاد الٰہی میں مستغرق تھے۔ اسی حالت میں کافی دیر گزر گئی۔ شدید سردی کے دن تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ چنانچہ

Marfat.com

آپ کی پوستین لا کر آپ کے جسم مبارک پر ڈال دی گئی۔ اتفاق سے اس وقت وہاں پر کوئی خادم موجود نہ تھا۔ صرف میں آپ کے پاس تھا۔ اسی اثناء میں وہاں پر ایک شخص آیا تو اس نے بلند آواز سے سلام کیا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدستور اپنا سر مبارک سجدے میں رکھے پڑے رہے۔ پوستین بھی اسی طرح آپ کے اوپر ڈالی پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا' کوئی یہاں پر ہے؟ میں نے کہا' جی میں ہوں۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس وقت آیا ہے وہ بڑے پیٹ والا' چھوٹی گردن' تنگ دہن اور زرد رنگ والا ہے۔ میں نے آپ کی بات سن کر اس شخص کی طرف دیکھا تو وہ بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا' میں نے عرض کی جی وہ ایسا ہی ہے۔ ارشاد فرمایا اس نے زنجیر لپٹی ہوئی ہے میں نے پھر دیکھا کہ وہ زنجیر لپیٹے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا اس نے کان میں کوئی چیز ڈالی ہوئی ہے میں نے دیکھا تو واقعی اس کے کان میں کوئی چیز تھی۔ میں نے عرض کیا' بابا جی اس کے کان میں ایک بالا ہے۔ ارشاد فرمایا جاؤ اس سے کہہ دو کہ وہ یہاں سے چلا جائے اس سے پہلے کہ رسوائی ہو۔ جب میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تو وہ خود ہی جا چکا تھا۔

☆☆☆

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ پاک پتن شریف کی جامع مسجد میں قاضی کی طرف سے تعینات کیے گئے خطیب نے نماز جمعہ کے دوران کچھ غلط پڑھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام سے فرمایا کہ نماز فاسد ہوگئی ہے اس لیے اس کا اعادہ لازمی ہے آپ کا یہ ارشاد سن کر سب لوگوں نے نماز دوبارہ پڑھی قاضی عبداللہ جو کہ قاضی محمد ابوالفضل کے نام سے بھی مشہور تھا بڑا ضدی اور بد دماغ قسم کا شخص تھا یہ پاک پتن شریف کا قاضی تھا اس نے آپ کی یہ بات سن کر آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اول فول بکنے لگا کہا کہ' اللہ جانے فضول قسم کے لوگ کہاں کہاں سے آکر یہاں پر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاموشی اختیار کی اور اپنے آستانہ عالیہ پر واپس آگئے اپنے مریدین سے ارشاد فرمایا

Marfat.com

کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا ہے اور وہ اس کو برداشت کر لیتا ہے پھر اگر وہ بھی اپنی آن پر آ جائے تو اس کے لیے جائز ہے ابھی آپ نے یہ بات فرمائی ہی تھی کہ ادھر قاضی عبداللہ پر فالج کا زبردست حملہ ہو گیا اور جس منہ سے اس نے بکواس کی تھی اس کا وہ منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ قاضی عبداللہ اسی حالت میں شکر' آٹا اور ایک بکری نذرانہ کے طور پر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؒ کے قدموں پر گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا کہ جو کچھ لوگوں نے اٹھارہ برس کے عرصے میں تمہارے بارے میں مجھے پہنچایا ہے میں اس پر صبر کرتا رہا ہوں مگر اب میں تمہارے متعلق قرآن پاک سے فال لیتا ہوں اب قرآن پاک سے جو کچھ فال نکلے گی وہی اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا چنانچہ آپؒ نے قرآن پاک کھولا اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ والی آیت مبارکہ نکلی جو یہ تھی۔

''ترجمہ! فرمایا: اے نوحؑ! (علیہ السلام) یہ تیرے اہل وعیال میں سے نہیں' اس کے عمل غیر صالح ہیں۔'' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ قاضی عبداللہ نے معافی حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی مگر آپ نے التفات نہ فرمایا اور وہ ناکام اپنی چیزیں لے کر واپس چلا گیا جب گھر پہنچا تو انتقال کر گیا۔

☆☆☆

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی اور خلیفہ تھے۔ دہلی کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے یہ مسجد ایک بزرگ اتیم نامی نے تعمیر کروائی تھی۔ ان بزرگ کی بیٹی کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی بزرگ نے اپنی بیٹی کی شادی پر تقریباً ایک لاکھ جیتل خرچ کیے۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بزرگ سے گفتگو کے دوران یہ بات کہہ دی کہ کامل مومن وہ ہوتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ کی محبت بچوں کی محبت پر غالب ہو اگر آپ اللہ کے رستے میں اس سے دوگنا خرچ کریں جتنا آپ نے اپنی بیٹی کی شادی پر خرچ کیا ہے تو پھر آپ مومن کامل ہو سکتے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ بزرگ خفا ہو گئے اور آپ کو اپنی مسجد کی امامت سے فارغ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا احوال بیان کیا۔ حضور بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کر دیتے ہیں اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا' نجیب الدین! اگر ابتری گیا ہے تو ابتکری آجائے گا چنانچہ وہی ہوا جو آپ کی زبان حق سے نکلا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد ابتکر نام کا ایک بادشاہ اس ملک میں آیا اور اس نے خانوادہ فریدیہ کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

☆☆☆

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی اور خلیفہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال آپ کی زیارت کرنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے پاک پتن شریف جایا کرتے تھے۔ جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضور بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فاتحہ کی درخواست کرتے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جس طرح اس بار آیا ہوں پھر دوبارہ آنے کی توفیق ہو۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فاتحہ پڑھتے اور پھر فرماتے کہ تم انشاء اللہ بار بار آؤ گے۔ چنانچہ اس طرح وہ انیس بار آپ کی خدمت میں پاک پتن شریف حاضر ہوئے جب انیسویں مرتبہ حاضری کے بعد واپس جانے لگے تو حضور بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ میں جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہمیشہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تم بار بار آؤ گے مگر اس مرتبہ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اور حاضری دوں تاکہ میرے بیس پھیرے پورے ہو جائیں۔

Marfat.com

ان کے التجا کرنے کے باوجود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو فاتحہ پڑھی اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم بار بار آؤ گے چنانچہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب دہلی پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا۔

☆☆☆

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ میری ایک التجا ہے اگر آپ اسے قبولیت کا شرف بخشیں تو میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہو گی۔ آپ نے فرمایا' کہو کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی ریش مبارک کا ایک بال گر گیا ہے اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اسے تعویز کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا' ٹھیک ہے' تمہیں اجازت ہے۔

چنانچہ میں نے وہ بال مبارک نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ اٹھا کر ایک کپڑے میں لپیٹا اور اسے اپنے ساتھ شہر میں لے آیا۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے تو دل میں رقت کے باعث آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ فرمایا' اس ایک بال سے میں نے بہت سی کرامات دیکھیں ہیں جب کوئی بیمار مجھ سے آکر تعویز مانگتا تھا تو مین اسے وہی بال تعویز کے طور پر دے دیا کرتا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے اسے شفائے کاملہ ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میرے دوست تاج الدین مینائی کا چھوٹا بیٹا بیمار ہو گیا وہ میرے پاس تعویز مانگنے کے لیے آئے میں نے اس جگہ پر جہاں کہ میں نے تعویز رکھا ہوا تھا بہت تلاش کیا مگر مجھے وہ بال مبارک کہیں نہ ملا چنانچہ جب اس لڑکے کا انتقال ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تعویز وہیں پر پڑا ہوا ہے جہاں پر کہ میں رکھا کرتا تھا چونہ اس لڑکے کی موت کا وقت قریب آچکا تھا اس لیے وہ تعویز مجھے نہ مل سکا۔

☆☆☆

Marfat.com

نامور خلفائے عظام

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جمال الملت والدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے خلیفہ تھے اور آپ کی مریدی کی بدولت اکابر شیوخ کے مرتبے پر پہنچے۔ شیخ شیوخ العالم بارہ سال ان کی محبت کی وجہ سے ہانسی میں سکونت پذیر رہے ان کے متعلق شیخ شیوخ العالم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جمال! ہمارا جمال ہے کبھی فرماتے کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے سر کے گرد گھوموں۔ شیخ شیوخ العالم کے یہ الفاظ ان بزرگ کی عظمت اور ان کے قرب ومنزلت پر دلیل ہیں۔

شیخ شیوخ العالم کی نظر میں شیخ جمال کی قدر ومنزلت اس قدر تھی کہ ایک شخص کو خلافت نامہ دے کر ارشاد فرمایا کہ جب تم ہانسی پہنچو تو جمال کو یہ خلافت نامہ دکھا لینا۔ چنانچہ اس شخص نے ہانسی پہنچ کر وہ خلافت نامہ شیخ جمال کو دکھلایا۔ شیخ جمال نے وہ خلافت نامہ پھاڑ کر فرمایا کہ تو خلافت کے لائق نہیں۔ اس کی وجہ تھی کہ اس شخص نے تقاضوں سے بہت تنگ کر کے شیخ شیوخ العالم سے یہ خلافت نامہ حاصل کیا تھا۔ الغرض یہ شخص ہانسی سے پھر اجودھن واپس آیا اور شیخ جمال کا پھاڑا ہوا خلافت نامہ آپ کو دکھلایا۔ آپ نے فرمایا جمال کے پھاڑے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے۔

ان کی عظمت شیخ شیوخ العالم کے نزدیک اس قدر تھی کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں شیخ شیوخ العالم نے مجھے خلافت عطا فرمائی تو ارشاد فرمایا

Marfat.com

کہ یہ خلافت نامہ ہانسی میں مولانا جمال الدین کو دکھلا لینا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ خلافت سے پہلے جب شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو وہ میری تعظیم فرماتے اور کھڑے ہو کر ملاقات کرتے جب میں خلافت کے بعد ایک روز ان سے ملنے گیا تو وہ خلافِ عادت بیٹھے رہے۔ میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ بات ان کے خلافِ عادت ہے ابھی یہ خیال دل میں گزرا ہی تھا کہ انھوں نے بغیر میرے کچھ کہے فوراً فرمایا۔ مولانا نظام الدین! تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تمہارے لیے کھڑا نہیں ہوا لیکن اس کی وجہ دوسری ہی ہے وہ یہ ہے کہ جب میرے اور تمہارے درمیان (شیخ کے خلافت عطا فرمانے کے بعد) محبت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے تو میں اور تم ایک ہو گئے۔ اب میرا خود اپنے لیے کھڑا ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں اور شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ شمس الدین دبیر اور بعض دوسرے مرید اور عزیز شیخ شیوخ العالم سے اکٹھے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت شیخ جمال الدین نے شیخ شیوخ العالم سے درخواست کی کہ انھیں کوئی وصیت فرمائیں۔ پیری و مریدی کے آداب میں یہ ہے کہ جب سفر کے لیے شیخ سے رخصت ہوتے ہیں تو اس سے وصیت کی درخواست کرتے ہیں ورنہ پھر اگر درخواست کرنے سے پہلے پیر کوئی وصیت کر دیتا ہے تو سبحان اللہ! مرید پیر سے درخواست کرتے ہیں۔ شیخ جمال الدین کی درخواست پر شیخ شیوخ العالم نے میری طرف (سلطان المشائخ) اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری وصیت یہ ہے کہ اس سفر میں ان کو خوش رکھو۔

چنانچہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ کی وصیت کے مطابق مجھ پر مہربانی فرماتے تھے اور خواجہ شمس الدین دبیر جو معدنِ لطافت و کانِ ظرافت تھے' وہ بھی میرے ساتھ نہایت لطف و مدارت سے پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اگر وہ (آگرہ) کے نزدیک پہنچے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عزیز

Marfat.com

دوست میراں نامی اس موضع کا حاکم تھا۔ اس نے اپنے دوستوں کی آمد کی خبر سن کر ان کے استقبال کو اپنی سعادت سمجھ کر استقبال کے لیے نکلا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تمام ساتھیوں کو اپنے گھر لے گیا اور پُر تکلف دعوت اور خاطر تواضع میں خوب خرچ کیا۔

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم نے ہماری میزبانی خوب کی۔ اب ہمیں اجازت دو کہ ہم اپنے سفر پر روانہ ہوں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اس حلقے میں بارش نہیں ہوتی تھی اور خلق قحط کی مصیبت میں مبتلا تھی۔ اس نے کہا میں اس وقت آپ لوگوں کو اجازت دوں گا جب بارش برس جائے گی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی طرف دیکھتے رہے اور کچھ نہیں فرمایا لیکن باطن سے توجہ فرمائی۔ ابھی رات گزرنے نہ پائی تھی کہ سخت بارش برسی اور وہ خطہ سیراب ہوگیا صبح کو ہر ایک شخص خوش خوش نظر آیا اور شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھیوں کے لیے بار برداری اور سواری کے لیے گھوڑے لائے۔

چنانچہ وہاں سے ہانسی تک ہم سواریوں پر آئے۔ میرا گھوڑا سخت بدلگام اور سرکش تھا۔ جس کی وجہ سے میرے ساتھی آگے نکل گئے اور میں تنہا رہ گیا اور مجھے بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ میں بے حد کمزور ہوگیا مجبوراً میں گھوڑے سے اتر پڑا۔ صفرا کا غلبہ ہوا اور میں بے ہوش ہوگیا۔ اس عالم میں شیخ شیوخ العالم کی یاد میرے دل میں اور آپ کا نام میری زبان پر تھا۔ جب ہوش میں آیا تو مجھے اس کا یقین ہوگیا کہ میں آخری سانس میں بھی آپ کو یاد کرتا ہوا اس جہان سے رخصت ہو جاؤں گا۔

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دُعا کی درخواست

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اجودھن جا رہا تھا۔ جب میں ہانسی پہنچا تو شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے کہا کہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرنا کہ مجھے خرچ میں تنگی ہوتی ہے۔ آپ میرے

Marfat.com

لیے دُعا فرمائیں۔ جب میں اجودھن پہنچا تو میں نے شیخ جمال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام آپ کو پہنچایا شیخ شیوخ العالم نے فرمایا ان سے کہو کہ جب کسی کو ولایت دی جاتی ہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ ولایت کو اپنی جانب مائل کرے۔

شیخ نصیر الدین محمود سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کے ممالک کے بادشاہوں کی استمالت تو معلوم ہے' لیکن آخرت کے بادشاہوں کی استمالت کیا ہے۔ اس کی تشریح فرمایئے؟ فرمایا کہ ملوک آخرت کی استمالت پورے طور پر قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ سائل نے مزید پوچھا کہ مشغول اور کرامت شیخ جمال الدین کی مشہور ہے۔ فرمایا ہاں واقعی ایسا ہے لیکن انبیاء علیہ السلام سے زیادہ معصوم (کوئی) نہیں۔ اس بزرگ کا یہ سوال اور شیخ شیوخ العالم کا جواب شیخ جمال کی بزرگی پر دلیل ہے۔

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کنیز نہایت صالحہ تھی' جو شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیغام ہانسی سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں لے کر جایا کرتی تھی۔ شیخ شیوخ العالم اس کو ''مادرِ مومناں'' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

ایک روز شیخ شیوخ العالم نے اس سے فرمایا۔ مادر مومناں! ہمارا جمال! آج کل کیا کرتا ہے؟ مادرِ مومناں نے عرض کیا کہ وہ جس روز سے آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا ہے اس روز سے اس نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دنیا کے ساز و سامان اور شغل خطابت کو بالکلیہ ترک کر کے بھوک اور طرح طرح کی سختیوں کو برداشت کر رہا ہے۔ یہ سن کر شیخ شیوخ العالم خوش ہوئے اور فرمایا کہ الحمد اللہ خوش زندگی بسر کر رہا ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک روز میں سخت سردی کے زمانے میں شیخ جمال الدین کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ جمال الدین نے یہ شعر پڑھا۔

باروغنِ گاؤ اندریں روز خشک
نیکو باشد ہریسہ ونان تنگ

Marfat.com

میں نے عرض کیا کہ غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے میری یہ بات سن کر وہ مسکرائے۔فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ پہلے میں نے ان چیزوں کو موجود کیا ہے' پھر میں نے یہ شعر پڑھا ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد ہریسہ وغیرہ ان کی مجلس میں لایا گیا۔

مولانا جمال الدین اور شیخ ابوبکر طوسی کی محبت

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ ابوبکر طوسی حیدری میں بے حد محبت تھی' جنہوں نے دریائے جمنا کے کنارے اندریت کے متصل ایک خانقاہ بنوائی تھی جو بہشت کے مانند تھی۔ چنانچہ وہ اسی خانقاہ میں محو استراحت ہیں۔ بزرگ اور درویش صفت انسان تھے۔ ان کے معاملے کو حیدریوں سے کوئی نسبت نہ تھی۔ ان دونوں کی محبت کا سبب مولانا حسان الدین اندرپتی شیخ القضاۃ والخطباء تھے۔ یہ بزرگ شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ جس زمانے میں کہ شیخ جمال الدین' شیخ السلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے شہر آتے تو شیخ ابوبکر طوسی سے ملاقات کرتے اور مولانا حسان الدین شیخ جمال الدین کے قدوم میمنت نزوم کو غنیمت جان کر پرتکلف اور شان دار دعوتیں کرتے۔

سلطان المشائخ بھی ان دعوتوں میں موجود ہوتے۔ الغرض ایک مرتبہ شیخ جمال الدین ہانسی سے تشریف لائے مولانا حسان الدین نے ان کا استقبال کیا۔ استقبال کے وقت شیخ ابوبکر طوسی نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ شیخ جمال الدین سے کہنا کہ میں حج کے لیے جا رہا ہوں غرض کہ جب مولانا دریائے دہنہ کے کنارے موضع کلوکھیری پہنچے تو اس کنارے پر مولانا حسام الدین تھے اور ان دونوں کے درمیان دریائے ہند حائل تھا عین اس موقع پر شیخ جمال الدین نے مولانا حسان الدین سے بلند آواز سے پوچھا کہ ہمارا سید باز کیسا ہے؟ شیخ جمال الدین کی مراد شیخ ابوبکر طوسی سے تھی۔ مولانا حسام الدین نے کنارہ دریا سے کہا کہ تم ابھی ان کو جا کر یہ اشعار سناؤ اس کے بعد میں بھی پہنچتا ہوں۔

Marfat.com

مریائے ترا سرم نثار اولیٰ تو
یک سر چہ بود ہزار سر اولیٰ تو
در غارِ طون ساز چو بوبکرؓ از آنکہ
بو بکر محمدی یغار اولیٰ تر

شیخ قطب الدین منور یعنی شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے سے منقول ہے کہ جس روز سے حضرت شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث:

القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

سنی تھی' اس وقت سے آپ اس وعید کے خوف سے بے قرار رہتے' یہاں تک کہ آپ رحمتِ حق سے جا ملے۔ آپ کے دوست عزیز اور مریدین سب کو اس کی فکر تھی کہ قبر میں آپ پر کیا گزری۔ کچھ عرصے کے بعد چند لوگوں نے چاہا کہ آپ کی قبر پر گنبد تعمیر کروائیں انھوں نے اس عمارت کی بنیاد کھودنا شروع کی جب لحد کے قریب پہنچے تو انھیں ایک کھڑکی آپ کے چہرے کی جانب قبلے کی طرف دکھائی دی جس سے بہشت کی خوشبو آ رہی تھی وہ لوگ اسی وقت وہاں سے ہٹ گئے اور اس جگہ کو بند کر دیا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جب مجھے قبر میں اتارا گیا تو دو عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے پھر اس کے بعد دوسرا فرشتہ میرے پاس آیا اور یہ حکم لے کر آیا کہ ہم نے اسے دو رکعت صلوٰۃ البروج' جو شام کی نماز کی سنتوں کے ساتھ پڑھا کرتا تھا اور آیت الکرسیٰ جو ہر فرض نماز کے بعد پڑھا کرتا تھا اسے بخش دیا ہے۔

منقول ہے کہ جب شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات

Marfat.com

پائی تو وہ مصلیٰ اور عصاء، جو شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو عنایت فرمایا تھا آپ کی خادمہ مادرِ موموناں مولانا برہان الدین صوفی کے ساتھ جو شیخ جمال الدین کے چھوٹے صاحبزادے اور شیخ قطب الدین منور کے والد تھے اور ابھی بچے ہی تھے شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں لے کر آئیں۔ شیخ شیوخ العالم نے مولانا برہان الدین صوفی کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ان کو اپنی ارادت اور بیعت سے مشرف فرمایا اور چند روز ان کو اپنے پاس رکھا۔ رخصت کے وقت ان کو خلافت نامے اور اس مصلیٰ اور عصا سے جو ان کے والد کو مرحمت فرمایا تھا عطا فرما کر فرمایا جس طرح جمال الدین ہماری طرف سے مجاز تھے اسی طرح تم بھی ہماری طرف سے مجاز ہو اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کچھ دن مولانا نظام الدین سلطان المشائخ کی خدمت میں رہنا۔

اس موقع پر مادرِ موموناں نے شیخ شیوخ العالم سے ہندی زبان میں عرض کیا کہ ''خوجا برہان الدین (ابھی) بالا ہے'' (یعنی خورد سال ہے) اس بارِ گراں کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ شیخ شیوخ العالم نے بھی ہندی زبان میں فرمایا ''مادرِ موموناں، پنوں کا چاند بھی بالا ہوتا ہے'' یعنی چودھویں رات کا چاند بھی پہلی تاریخ کی رات کو چھوٹا ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ کمال کو پہنچتا ہے۔

پھر شیخ شیوخ العالم نے مولانا برہان الدین کو رخصت کیا۔ مولانا برہان الدین شیخ شیوخ العالم کے فرمان کے مطابق ہر سال سلطان المشائخ کی خدمت میں جاتے اور تربیت حاصل کرتے۔

الغرض جب مولانا برہان الدین مراقبہ کمال پر فائز ہوئے اور شیخ شیوخ العالم کی برکت اور سلطان المشائخ کی صحبت کی وجہ سے ان میں مشائخ کبار کے اوصاف پیدا ہوئے لیکن ان اوصاف اور کمال سے متصف ہونے کے باوجود کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں آتا تو انکار کر دیتے اور فرماتے کہ سلطان المشائخ کے موجود ہوتے ہوئے جو کہ زمانے کے شیخ ہیں مجھ جیسے ناکارہ کا مرید کرنا اور بیعت لینا کسی طرح مناسب نہیں، رفتہ رفتہ یہ خبر سلطان المشائخ کو

Marfat.com

پہنچی جو مولانا برہان الدین سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلطان المشائخ نے ان سے فرمایا کہ مولانا! جس طرح یہ ضعیف شیخ شیوخ العالم کی طرف سے مجاز ہے اسی طرح آپ بھی مجاز ہیں۔ پھر کسی لیے آپ مرید نہیں کرتے؟ مولانا برہان الدین نے وہی جواب دیا کہ آپ جیسے عالم المرتبت بزرگ کے موجود ہوتے ہوئے میرے لیے مناسب نہیں کہ میں کسی سے بیعت لوں اور دستارِ خلافت دوں۔

مولانا برہان الدین نے نہایت دلی عقیدت کے ساتھ سلطان المشائخ کی محبت کا آغاز کیا۔ ہر سال سلطان المشائخ کی خدمت میں ہانسی سے شہر دہلی آتے۔ سلطان المشائخ فرماتے کہ ان کے لیے جماعت خانے میں چارپائی بچھائی جائے۔ لیکن مولانا برہان الدین اس قدر متواضع اور منکسر المزاج تھے کہ سوءِ ادب کے خیال سے جماعت خانے میں چارپائی پر نہیں سوتے تھے جب وہ سلطان المشائخ کی خدمت میں جاتے تو پہلے عمدہ کپڑے پہنتے اور خود کو عطر و خوشبوؤں سے معطر کرتے۔ اس وقت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوگے۔ اگرچہ دن میں کئی مرتبہ بھی آپ کی خدمت میں حاضری کی نوبت آتی لیکن وہ ہر مرتبہ یہ عمل کرتے۔ لوگوں نے ان سے ان کے اس عمل کی حکمت پوچھی تو انھوں نے فرمایا' جب بھی کسی بزرگ کی خدمت میں جاؤ تو خوشبو لگا کر جانا چاہیے۔

مولانا برہان الدین خوب صورت اور باکمال بزرگ تھے۔ ظاہری اوصاف سے آراستہ اور باطنی خوبیوں سے مالا مال تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بزرگان شہر بخارا کے رہنے والے تھے جو گنجینۂ علوم اور کانِ حلم ہے۔ آپ کے والد کے دادا خواجہ علی اور آپ کی والدہ کے دادا خواجہ عرب دونوں بزرگ بخارا سے لاہور پہنچے۔ وہاں سے بدایون گئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔ اتفاقاً ان دونوں بزرگوں کے درمیان رشتہ ہوگیا۔ خواجہ عرب نے اپنی لڑکی رابعہ وقت بی بی زلیخا جن کا روضہ مبارک آج تک دہلی میں

Marfat.com

حاجت مندوں کی آماجگاہ ہے کا عقد نکاح سلطان المشائخ کے والد ماجد خواجہ احمد بن علی کے ساتھ کر دیا۔ خواجہ احمد جو کمال دیانت وصلاح سے آراستہ تھے۔ بادشاہِ وقت کے حکم سے بدایون کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔ آپ کا مزار اسی جگہ ہے اور خلق کی زیارت گاہ ہے۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں صدف (سیپ) سے سلطان المشائخ کی صورت میں وہ گوہر پیدا فرمایا جو سرمایۂ کرامت وعشق ومحبت تھا۔ صاحب نفحات فرماتے ہیں کہ آپ خالدی تھے۔

الغرض آپ ابھی صغیر سن تھے کہ والد بزرگوار بیمار ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ ایک کو اختیار کرو' خواجہ احمد کو یا اپنے بیٹے کو۔ انہوں نے بیٹے کو اختیار کیا۔ اس کے فوراً بعد خواجہ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ جب سلطان المشائخ کچھ بڑے ہوئے تو آپ کو مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ آپ نے چند ایام میں قرآن مجید ختم کر لیا اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیں اور اکثر علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں میں نے علم لغت پڑھا۔ ابوبکر خراط ملتان سے ہمارے استاد ملنے آئے انہوں نے پہلے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات بیان کئے۔ لیکن میرے دل نشین نہ ہوئے اس کے بعد انہوں نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر شروع کیا۔

آپ کا اسم مبارک سنتے ہی میں بے اختیار ہو گیا اور آپ کی صحبت میرے دل پر غالب آنے لگی۔ حتیٰ کہ یہ حالت ہو گئی کہ ہر نماز کے بعد میں آپ کے اسم گرامی کی تسبیح پڑھنے لگا۔ دس بار ''شیخ فرید الدین'' اور دس بار ''مولانا فرید'' کہتا تھا۔ اس کے بعد سوتا تھا۔ جب میری عمر سولہ برس ہوئی اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے ہمراہ دہلی جا کر سکونت اختیار کر لی۔ اتفاقاً ہم حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کے قریب ٹھہرے۔ ان کی صحبت سے روز بروز حضرت گنج شکر کی قدم بوسی کا شوق بڑھتا گیا لیکن تین چار سال مزید شہر میں رہا اور محنت

Marfat.com

کر کے علم حاصل کرتا رہا۔ علم حدیث کی مسند اپنے استاد سے حاصل کی۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ نے تمام علوم میں کمال حاصل کر لیا اور علمائے شہر میں ممتاز ہو گئے تو ایک دن آپ نے شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ مجھے قاضی بننے اور خلقِ خدا کو نفع پہنچانے کا شوق ہے۔ شیخ نے فرمایا خدا نہ کرے کہ تم قاضی بنے۔ تم وہ بنو گے جس کی ہم امید رکھتے ہیں۔ آپ پر خواجہ گنج شکر کی زیارت کا شوق اس قدر غالب آیا کہ چند روز کے بعد بیس سال کی عمر میں یعنی عین شباب کے عالم میں تمام کام چھوڑ کر آپ نے اجودھن کا سفر اختیار کیا اور زیارت سے فیض یاب ہو گئے۔

چنانچہ آپ خود راحت القلوب میں لکھتے ہیں کہ چہار شنبہ کے دن دس ماہ رجب ۶۵۵ھ کو مسلمانون کا یہ دعا گو نظام احمد بدایونی سلطان الطریقت کا غلام جوان ملفوظات کا جامع ہے سید العابدین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی وقت آپ نے کلاہ چارتر کی جو آپ کے سر پر تھی اتار کر دُعا گو کے سر پر رکھی اور خرقۂ خاص نعلین چوبیں (کھڑاؤں) عطا فرمائے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو دوں لیکن تم راستے میں تھے اور مجھے آواز دی گئی کہ ابھی ٹھہرو نظام بدایونی پہنچنے والا ہے۔ یہ ولایت اس کی ہے اور اس کے حوالہ کرو۔ دُعا گو نے چاہا کہ اشتیاق قدم بوسی کا بے حد غلبہ تھا حضرت کی خدمت میں عرض کروں لیکن آپ کی دہشت اس قدر تھی کہ کچھ عرض نہ کر سکا۔ آپ نے فوراً زبان مبارک سے فرمایا کہ ہاں تمہارا شوق بیان سے باہر ہے اور یہ شعر دُعا گو کے حال کے مناسبت سے پڑھا۔

اے آتشِ فراقت و لہا کباب کردہ
سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

تیرے فراق کی آگ نے دل جلا دئے ہیں اور تیری ملاقات کے شوق نے جانیں تباہ کر دی ہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد اس دُعا گو کے دل میں خیال آیا کہ آئندہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلے گا لکھتا جاؤں گا یہ خیال ابھی دل میں آیا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا خوش قسمت ہے وہ مرید جو اپنے پیر کے منہ سے جو کچھ سنے قلم بند کر لے۔ اس کی بے حد برکات ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ایسا نہیں گزرتا کہ میرے دل پر ندا دی جاتی ہے۔

"یہ زندہ ولی ہے اور اس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت ہے۔"

اس کے بعد درویشی کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا درویشی پردہ پوشی ہے اور خرقہ پوشی اس شخص کا حق ہے جو لوگوں کی عیب پوشی کرتا ہے اور ان کے عیب کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اسے ملتا ہے راہِ حق میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور جمع نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اصحاب طریقت اور مشائخ کبار نے اپنے فوائد میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں پہلی مذکورہ شریعت ہے۔ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ جب دو سو درم جمع ہو جائیں تو پانچ درم راہِ حق میں خرچ کر دے۔ دوسری زکوٰۃِ طریقت ہے وہ یہ کہ دو سو درم میں سے پانچ درم رکھے اور باقی راہِ خدا میں دے دے۔ تیسری زکوٰۃ حقیقت ہے وہ زکوٰۃ یہ ہے کہ دو سو درم میں سے کچھ باقی نہ رکھے اور باقی راہِ خدا میں صرف کر دے۔ کیونکہ درویشی پردہ پوشی اور خود فروشی ہے۔

الغرض راحت القلوب میں بے شمار فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ دیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہیے جب بیعت کے بعد سلطان المشائخ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سلوک و ریاضت میں مشغول ہوئے تو عرض کیا گیا کہ اگر فرمان ہو تو ابھی تعلیم چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا۔ دونوں کام جاری رکھو دیکھو کون سا کام غالب آتا ہے۔ چند یوم کے بعد استغراقِ شغل باطن کا آپ پر اس قدر غلبہ ہوا کہ تعلیم خود بخود چھوٹ گئی۔ سلطان المشائخ نے بار بار فرمایا ک جو کتابیں پہلے پڑھ چکا تھا اگر اب ان پر نظر ڈالوں تو میرے احوالِ باطن میں فتورِ عظیم پید اہوتا ہے۔

Marfat.com

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دن کشمیر میں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ تمام یاران حاضر تھے۔ گرمی کا وقت تھا تمام دوست اٹھ کر سایہ کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں قیلولہ دوپہر کے آرام کا وقت ہو گیا اور سب سو گئے۔ یہ درویش بیٹھا مکھیاں ہٹاتا رہا۔ آپ نے بیدار ہو کر دریافت فرمایا کہ باقی دوست کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ سو رہے ہیں؟ فرمایا آؤ تجھے ایک چیز بتاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم دہلی جا کر مجاہدہ میں مشغول ہو جانا اور بے کار نہ رہنا۔ روزہ نصف راہ ہے اور نصف راہ باقی اعمال یعنی نماز اور حج ہیں۔ اس وقت آپ نے بہت فوائد بیان فرمائے اور انمول باتیں بیان فرمائیں شیخ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ سفر محض آپ کے لئے تھا کیونکہ اس سفر میں آپ نے شیخ سے بہت نعمتیں حاصل کیں اس کے بعد سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آپ کے فرمان سے اس قدر مست ہوا کہ میں یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ کونسا مجاہدہ اختیار کروں۔ پس میں نے سوچ کر صوم دہرا اختیار کر لیا۔ لیکن چونکہ حضرت شیخ کے فرمانؒ کے بغیر اختیار کیا تھا کبھی کبھی اس میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ سے فاتحہ کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے اجازت فرمائی۔ اس وجہ سے کہ دعا گو در بدر نہ پھرتا رہے۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپ نے مجھے چند دوستوں سمیت شہداء کی ان قبور کی زیارت کے لیے بھیجا جو اجودھن میں ہیں۔ جب ہم واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی دعا نے کچھ اثر نہیں دکھایا اور مجھے بالکل نیند نہیں آئی۔ ہمارا ایک دوست تھا جس کا نام شیخ علی بہاری تھا وہ دور کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے کہا ہم لوگ ناقص ہیں اور آں حضرت کامل۔ ناقصوں کی دُعا کاملوں کے حق میں کیسے مستجاب ہو سکتی ہے۔ یہ بات آپ کے سمع مبارک تک نہ پہنچ سکی اور میں نے حضرت کے گوش گزار کی۔ آپ نے فرمایا میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ تم جو کچھ مانگو گے پاؤ گے۔ اس کے بعد آپ

Marfat.com

نے اپنا خاص عصا مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرما دیں۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ ننگے سر اپنے حجرۂ خاص میں چل رہے تھے اور یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ دروفائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصودِ من خستہ ز کونین توئی
از میر تو میرم از برائے تو زیم

میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری وفا میں زندگی گزاروں۔ مٹی ہو جاؤں اور تیرے قدموں کے نیچے رہوں۔ مجھ خستہ کا مقصود دونوں جہانوں میں تو ہی ہے تیرے ہی لئے زندہ رہنا چاہتا ہوں اور تیرے ہی لئے مرنا چاہتا ہوں۔

جب آپ یہ ابیات پورے کر لیتے تھے تو سر سجدہ میں رکھ دیتے تھے۔ آپ نے چند بار یہی کہا۔ اس کے بعد میں حجرے کے اندر داخل ہوا اور سر قدموں میں رکھ دیا۔ آپ نے کمال شفقت سے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو۔ طلب کرو میں نے دینی نعمت طلب کی اور آپ نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں پشیمان ہوا کہ یہ کیوں نہ مانگا کہ سماع میں مجھے موت آئے۔ قاضی محمد الدین کاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ آپ نے کیا طلب کیا تھا فرمایا میں نے استقامت طلب کی اور شیخ نے مجھے عنایت فرمائی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ کے فرزند شیخ نظام الدین اور ضعیف دونوں آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں میرے فرزند ہو ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم فرزند نانی (روٹی والے فرزند) ہو اور بندہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم فرزند جانی (روحی) ہو۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص تھا جس نے میرے ساتھ دوستی لگائی۔ جب چلا گیا تو کچھ عرصہ تو دوستی پر برقرار رہا لیکن اس کے بعد اس کی وہ حالت نہ رہی۔ ایک اور آدمی کا بھی یہی حال ہوا۔

Marfat.com

اس کے بعد میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے کہ جب سے اس نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اسی پر قائم ہے اور اس کی محبت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

سلطان المشائخ نے جب یہ بات کہی تو رونے لگے اور گریہ کی حالت میں فرمایا کہ آج تک ان کی محبت برقرار ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی برقرار رہے گی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال کر مجھے حفظ قرآن کی وصیت فرمائی اور فرمایا اے نظام الدین مجھے ساری دنیا دی گئی ہے ہمارے ہاں سب کچھ ہے۔ جاؤ ہندوستان کا ملک تیرے حوالے کیا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ نے مجھے خلافت دی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے علم و عشق دیا ہے جس کسی میں یہ صفات ہوتے ہیں خلافتِ مشائخ کے شایاں ہوتا ہے اور وہ یہ کام چلا سکتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی حیات میں میں تین مرتبہ اجودھن گیا اور آپ کے وصال کے بعد سات مرتبہ وہاں حاضر ہوا یعنی کل دس مرتبہ۔ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سات بار اجودھن گئے تھے اور شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ انیس بار دہلی سے اجودھن گئے تھے۔

چنانچہ آپ نے راحت القلوب کے شروع میں لکھا ہے کہ ماہ رجب ۶۵۵ھ میں دولت پائے بوسی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ دوسری بار ماہ ربیع الاول ۶۵۶ھ کو سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی اور اس دعا گو کو خلوتِ خاص سے نوازا گیا۔ تمام عزیزانِ باصفا حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے حکم سے ہم نے مولانا نظام الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندستان کی ولایت دی اور اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ یہ سن کر بندہ نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا اے جہانگیر عالم سر اوپر اٹھاؤ۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الاسلام کی دستار جو آپ کے سر پر تھی۔ مجھے عطا فرمائی اور خرقہ پہنایا اور عصا ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ دوگانہ نماز ادا کرو۔ جب میں نے قبلہ کی طرف منہ کیا تو آپ نے بندہ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جاؤ میں نے تجھے

Marfat.com

خدا کے سپرد کیا فرمایا یہ سب کچھ تجھے دیتا ہوں اس لئے کہ میرے آخری وقت پر تم یہاں نہ ہو گئے کیونکہ میں بھی خواجہ قطب الاسلام کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا۔ ہانسی میں تھا۔

اس کے بعد شیخ بدر الدین اسحاق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ تحریر لاؤ۔ جب تحریر حاصل کی تو آپ نے میرا سر پہلو مبارک میں لے کر فرمایا کہ ہم نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ آج یہاں رہ جاؤ کل چلے جانا۔ اس روز باورچی خانہ کے خرچ کے لئے کوئی فتوح نہیں آئی تھی۔ سب متعلقین ویسے بیٹھے تھے۔ بندہ نے عرض کیا کہ تصدق مخدوم نے مجھے ایک دو آنے زادِ راہ کے لئے عطا کئے ہیں اگر حکم ہو تو اس سے کھانا خرید کر لاؤں۔ اس بات سے آپ بہت خوش ہوئے اور بہت دُعائے خیر دی۔ نیز فرمایا کہ تمہارے لئے میں نے حق تعالیٰ سے کچھ دنیا مانگی ہے یہ سن کر میں کانپ اٹھا کہ افسوس دنیا نے تو کئی بزرگوں کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے میرا کیا حال ہوگا۔ آپ نے میرے دل کی بات سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ تجھے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ خاطر جمع رکھو۔

اس سے مجھے ایک گونا خوشی حاصل ہوئی۔ آخر شب کو میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت جماعت خانہ کے صحن میں جھارو دے رہی ہے۔ میں نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں دنیا ہوں۔ اور حضرت مخدوم کے گھر میں جھاڑو دے رہی ہو آخر وہی ہوا جو حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے نکال تھا اس کے بعد فرمایا کہ پہلے ہانسی جاؤ اور یہ تحریر شیخ جمال الدین ہانسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھاؤ بعدہٗ جب دہلی پہنچو تو قاضی منتخب کو بھی دکھانا۔ لیکن شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نہ لیا۔ اس سے مجھے حیرانی ہوئی۔ لیکن جب دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب میں تیسری مرتبہ ماہِ رمضان ۶۶۹ھ میں اجودھن گیا۔ میری حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے آخری ملاقات تھی۔ رخصت کے وقت آپ نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ

Marfat.com

حق تعالیٰ تجھے نیک بخت کرے۔ اللہ تعالیٰ تجھے سعادتِ دارین، فراخ رزق، علم نافع اور عمل مقبول عطا فرمائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ خدا کرے تو ایسا درخت بنے کہ خلقت اس کے سایہ میں آرام کرے۔ فرمایا استعداد بڑھانے کے لئے مجاہدہ جاری رکھو۔ پس جب میں آپ سے رخصت ہوا۔ تو ہانسی جا کر خلافت نامہ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ انہوں نے بہت شفقت کی اور یہ شعر زبان پر لائے۔

خدائے جہاں راہزاراں سپاس
کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ گوہر گوہر شناس کے سپرد کیا۔

روایت ہے کہ آپ ہر روز چار سو رکعت نفل ادا کرتے تھے اور نہایت درد اور ذوق وشوق سے ادا کرتے تھے جس روز سے آپ خواجگان چشت کے سجادہ پر بیٹھے ہر قسم کے لوگ یعنی امراء ملوک، علماء وشعراء، درویش وفقراء، قلندر وغیرہ آکر قدم بوسی حاصل کرتے تھے۔ آپ ہر ایک سے شفقت سے پیش آتے اور ان کے پرسان حال ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ غرباء ومساکین کو کھانا اور کپڑے عطا فرمایا کرتے تھے اور جس قدر تحفے تحائف آپ کے پاس عالم غیب سے آتے تھے آپ لوگوں کو عنایت کر دیتے تھے اور کوئی شخص آپ کے ہاں سے خالی نہ جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ قیلولہ (دوپہر کی نیند) کرتے اور ظہر کی نماز کے بعد زیارت کرنے والوں کو اپنے پاس بلاتے اور ان کے حال کے مطابق سلوک اور طلب حق کی باتیں کرتے تھے اور قسم قسم کے حقائق ومعارف بیان فرماتے رہتے تھے۔ اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر اس قدر نور وجلال کبریائی ہوتا تھا کہ کوئی شخص آپ کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا نہ کلام کر سکتا تھا جو کچھ آپ فرماتے تھے سب لوگ سر جھکائے سنتے رہتے تھے شہر کے علمائے اہل ظاہر جو اہل تصوف سے تعصب میں مشہور تھے سب اپنے دماغ سے رعونت نکال کر آتے تھے اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر سرنگوں رہتے تھے۔

Marfat.com

سلطان المشائخ نے اپنی وفات سے تین چار ماہ قبل دس آدمیوں کو خلافت عطا فرمائی اور خلافت نامہ لکھ کر عنایت کیا اور میر سید حسین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو کتاب سیر الاولیا کے مصنف تھے حکم دیا کہ تمام خلفاء کے خلافت ناموں پر اپنے دستخط کیا کریں۔ جس طرح حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اوروں کے خلافت ناموں پر مہر لگانے کا حکم فرمایا تھا۔ سلطان المشائخ نے تمام خلفاء میں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا جانشین مقرر کیا یہ فرماتے ہوئے کہ دہلی کی غم خواری کم کرنا۔

صاحب سیر العارفین لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کی عمر چرانوے سال اور آٹھ ماہ ہوئی تو آپ بیمار ہو گئے اور چند ماہ بیمار رہے لیکن سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیر اولیاء میں یہ تصحیح کی ہے کہ آپ کی بیماری چالیس دن سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی ذات مطلق کے مشاہدہ میں تحیر تھا۔ بیماری کی ابتدا یوں ہوئی کہ جمعہ کے دن آپ پر حال طاری ہوا اور تجلی ذات کے مشاہدہ سے آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔ اثنائے نماز میں حق تعالیٰ کو سجدے کرتے ہوئے عالم تحیر میں گھر تشریف لائے اور گریہ جو پہلے بھی تھا غالب آ گیا۔ آپ ہر روز کئی بار غیب ہو جاتے تھے اور کئی بار ظاہر ہو جاتے تھے آپ ہر بار یہی سوال کرتے کہ آج جمعہ ہے۔ اور میں نے نماز پڑھی ہے؟ لوگ عرض کرتے تھے کہ جی ہاں آپ نے نماز پڑھی ہے۔ لیکن آپ فرماتے تھے کہ اچھا ایک بار پھر پڑھ لیتا ہوں۔ اسی طرح آپ ہر نماز دوبارہ پڑھتے تھے اور یہ مصرعہ پڑھتے جاتے تھے۔

میرویم و میرویم میرویم

ہم جا رہے' ہم جا رہے' ہم جا رہے

اسی حالت میں آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب' خدمت گاروں اور مریدوں کو طلب فرمایا اور خواجہ اقبال خادم سے فرمایا کہ جو کچھ گھر میں ہے سب لوگوں میں تقسیم کر دو اور ایک پیسہ بھی باقی نہ رکھو۔ سید حسین نے آ کر عرض کیا کہ سب کچھ تقسیم کر دیا گیا ہے لیکن چند ہزار من غلہ وظیفہ خوار فقراء کے لئے رکھا ہے آپ نے فرمایا اس

Marfat.com

مردہ ریت کو کس لئے رکھا ہے اس کے بعد انہوں نے غلہ کے گودام کی دیواروں میں شگاف کر دیئے اور سارا غلہ لٹا کر جھاڑو دے دیا۔ اس کے بعد سب متعلقین نے آ کر عرض کیا کہ آنحضرت کے بعد مجھ مسکین کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا تم کو میرے روضہ سے اسی قدر مل جایا کرے گا کہ مکتفی ہو جائے الغرض چالیس دن کے عرصہ میں آپ نے کچھ نہ کھایا اور نہ زیادہ بات کی۔ چالیسویں روز طلوعِ آفتاب کے بعد بدھ کے دن اٹھارہ ماہ ربیع الاوّل ۷۲۵ھ آپ نے جان مشاہدۂ حق میں تسلیم کر دی اور دہلی میں دفن کئے گئے۔

صاحب کتاب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کو قبر میں رکھا گیا تو آپ نے جو خرقہ خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا تھا آپؒ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسم مبارک پر ڈالا گیا اور حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مصلی آپ کے سر کے نیچے رکھا گیا۔ یہ بات بزرگانِ دین میں جائز ہے اور اکثر مشائخ کبار کا یہی دستور رہا ہے کہ اپنے پیر کا عطا کردہ خرقہ یا فرزند صالح کے حوالے کر گئے یا اپنے ساتھ قبر میں لے گے۔

آپ کی نماز جنازہ کی امامت حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔ نماز کے بعد انہوں نے فرمایا کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ چار سال تک مجھے اسی کام کے لئے دہلی میں رکھا گیا تا کہ سلطان المشائخ کے جنازہ کی امامت کا شرف حاصل کر سکوں۔

حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب ترین خلیفہ تھے اور مرید ہونے میں اکثر احباب سے سابق تھے صاحب اخبار الاخیار کے مطابق آپ حضرت شیخ کے داماد بھی تھے۔ آپ زمرہ بے باکان میں سے تھے اور شانِ عظیم رکھتے تھے حال بلند اور ہمت قوی رکھتے تھے۔ غلبۂ استغراقِ ذات مطلق کی وجہ سے آپ ہرگز دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے۔

Marfat.com

جس قدر تصرفات حضرت شیخ جلال الدین علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہوئے ہیں خاندان چشتیہ کے کسی بزرگ سے ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔ آپ یگانہ روزگار اور بے نظیر وقت تھے۔ اس پاک سلسلے کے بزرگان سے متواتر منقول ہے کہ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کر کے سلطان المشائخ سے پہلے دہلی بھیجا کہ وہاں سکونت اختیار کرو۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس معاملہ میں حضرت شیخ نے آپ کو اختیار دیا کہ کس مقام پر رہنا پسند کرتے ہو۔ شیخ علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو دہلی میں رہوں گا۔ پس آپ نے اجازت نامہ لکھ کر دیا اور فرمایا کہ پہلے اسے شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھاؤ اس کے بعد دہلی جانا۔ جب آپ ہانسی پہنچے تو اجازت نامہ ان کو دے کر درخواست کی کہ ابھی مجھے رخصت کیجئے۔

شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس قدر جلدی کیا ہے۔ دہلی کے صاحب ولایت کے لیے تو بہت بردباری کی ضرورت ہے آپ ایک ساعت بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ کام کس طرح سرانجام ہوگا۔ شیخ علی احمد صابر نے غلبۂ استغناء سے بے نیازانہ جواب دیا جس سے شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں باوجود اپنے جمال کے غیرتِ بشری کارفرما ہوئی اور عنان صبر چھوڑتے ہوئے آپ نے اجازت نامہ پھاڑ دیا۔ شیخ علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو عین مظہر جلال تھے کس طرح تاب لاسکتے تھے فوراً بول اٹھے کہ ”من سلسلہ ترا بریدم کہ ہرگز از تو سلسلہ مشائخ جاری نشود“ میں نے تمہارا سلسلہ کاٹ دیا اور تجھ سے ہرگز سلسلہ مشائخ جاری نہ ہوگا۔

آخر یہی ہوا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا لڑکا جو بڑا دانش مند اور لائق سجادہ تھا ان ہی ایام میں دیوانہ ہوگیا اور اس کام کا نہ رہا۔ ان کا چھوٹا لڑکا برہان الدین اپنے والد کی آخری عمر میں موجود تھا۔ شیخ جمال الدین نے بہت چاہا کہ اسے مرید کر کے وصیت کے ذریعے بیعت کی اجازت دیں لیکن شیخ کی زبان جاری نہیں ہوتی تھی۔ دوسری باتیں کرتے تھے لیکن شیخ برہان الدین کے حق میں وصیت کرنا

Marfat.com

میسر نہیں آتا تھا۔ اسی وجہ سے شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ مشائخ ختم ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد شیخ برہان الدین کو بھی آخر وقت یہی معاملہ درپیش ہوا۔ اس لیے ان کے لڑکے شیخ قطب الدین منور نے سلطان المشائخ سے بیعت کر لی۔

الغرض شیخ علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہانسی سے واپس ہو کر حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور واقعہ حال بیان کیا۔ حضرت شیخ کو شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی گستاخی پسند نہ آئی اور شیخ علی صابر کی حق میں بہت مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ وہ پھاڑا ہوا کاغذ تو اب نہیں سیا جا سکتا لیکن میں تمہیں اس سے بہتر اجازت نامہ دیتا ہوں۔ خاطر جمع رکھو اور دل تنگ نہ ہو۔ چند روز کے بعد اپنے دست مبارک سے اجازت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا اور قصبہ کلیر کا صاحب ولایت بنایا اور وہاں جانے کا حکم فرمایا۔

قصبۂ کلیر دامن کوہ میں واقع تھا اس کی آب و ہوا نہایت معتدل تھی اور اس وقت بہت آباد تھا جب آپ نے کلیر میں سکونت اختیار کی تو وہاں کے علمائے ظاہر اور بعض مشائخ نے آپ کا انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ آپ قلندر مشرب تھے اور آپ کے ہاں ابدال کا گزر رہتا تھا۔ آپ باطنی آرائش میں اس قدر مستغرق تھے کہ آراستگی ظاہر کی طرف بالکل توجہ نہیں ہوتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: ''اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو نہ خوف ہے نہ غم'' کا اشارہ اسی طرف ہے اور ہر عہد کے اکثر قطب ابدال کا یہی دستور تھا جیسا کہ شیخ شمس الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ فخر الدین عراقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔

الغرض شیخ علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب بھی بڑے بے باکی سے کام لیتے تھے وہ یا تو لوگوں کی نظروں میں اسی طرح رہنے کی کوشش کرتے تھے یا اسی حال میں رہنے پر مامور تھے کیونکہ صوفی کو اپنے مقام پر اس قدر ذوق و مشاہدہ اور حال نصیب ہوتا ہے

Marfat.com

کہ ان کی بصیرت کے آگے لوگوں کی مدح و قدح کچھ وقعت نہیں رکھتی اگر کوئی صوفی کوتاہ ہمتی سے خلق کی جانب نظر کرتا ہے تو اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ جب تک سالک کے دل میں ذرہ بھر رعایت خلق باقی ہے اسے مقام معرفت تک رسائی نہیں ہوتی۔

جب حضرت شیخ علی صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت شہرت ہوئی اور لوگ آپ کے بے حد معتقد ہو گئے تو وہاں کے علماء اور مشائخ کے دل میں حسد پیدا ہو گیا اور متفق ہو کر یہ منصوبے بنانے لگے کہ کسی طرح آپ کو نقصان پہنچائیں لیکن آپ کے رعب و جلال اور ظہور کرامات کی وجہ سے دم نہیں مار سکتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اصحاب سمیت نماز جمعہ پڑھنے کے لیے کافی پہلے جامع مسجد تشریف لے گئے اور ممبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے لیکن بدقسمتی سے وہ وہاں کے علماء و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہ تھی جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو سختی سے کہنے لگے کہ یہاں سے اٹھو اور کسی دوسری جگہ پر جا کر بیٹھو۔ آپ کے اصحاب نے نہایت اخلاق سے کہا کہ جگہ خالی تھی ہم آ کر بیٹھ گئے۔ ہمیں معذور رکھو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور کہتے رہے کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کے بیٹھنے کی جگہ ہے ہم تمہیں ہرگز یہاں نہیں بیٹھنے دیں گے۔

جب بات بڑھ گئی تو حضرت شیخ صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ اس ملک کا صاحب ولایت اس مقام پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سن کر اس ناعاقبت اندیش جماعت نے غلو سے کام لیتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے معلوم ہو کہ آپ صاحب ولایت ہیں اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اس سے حضرت شیخ کی غیریت میں جو مظہر جلال تھی جوش آیا اور ایک حالت خاص میں آپ مسجد سے باہر آ کر فرمانے لگے کہ دلیل یہ ہے کہ تم اسی وقت ختم ہو جاؤ گے آپ نے یہ کلمات منہ مبارک سے نکالے ہی تھے کہ ایک دم مسجد گر پڑی اور کئی ہزار آدمی اس کے نیچے دب کر مر گئے جن میں سے کم و بیش چار سو علماء و مشائخ تھے۔ اس سے سارا شہر ماتم کدہ بن گیا۔ اور شہر کے باقی ماندہ لوگ حاضر ہو کر معافی مانگنے لگے آپ نے غلبہ حال میں فرمایا

Marfat.com

کہ ابھی کچھ نہیں ہوا میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی جو منظور بھی ہو گئی ہے کہ اس شہر کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے اور اس کے بعد یہ شہر کبھی آباد نہ ہو کیونکہ میرے نزدیک اس گھر کی ویرانی آبادی ہے۔

پس جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا چند یوم میں پورا ہو گیا اور اسی طرح ہوا چنانچہ قصبہٗ مذکور آج تک ویران پڑا ہے اور اس مسجد کے پتھر اب تک وہاں بکھرے پڑے ہیں۔ بعض سلاطین دہلی نے ہر چند کوشش کی کہ قصبہٗ کلیر کو از سر نو آباد کریں لیکن آپ کی ولایت کے تصرف کی وجہ سے یہ بات میسر نہ آئی غرضیکہ کرامات کا آپ سے اس قدر ظہور ہوا کہ ان کو دائرہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ اس ویرانے میں گرد و نواح کے لوگ اس کثرت سے آپ کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتے تھے کہ آبادی میں اتنے لوگ نہیں آتے ہوں گے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تصرف عنایت فرمایا تھا کہ مشائخ وقت حسرت کرتے تھے اس وقت بھی جب تیرہ ماہ ربیع الاول کو آپ کا عرس ہوتا ہے تو ہر طرف سے ہزاروں لاکھوں آدمی آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور تین دن تک طعام وافر تقسیم کرتے ہیں۔

شیخ علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اکمل خلفاء سے مثل سلطان المشائخ کو بھی رخصت کے وقت وصیت فرمائی کہ دہلی جا کر مجاہدہ اختیار کرنا ہمیشہ دیتے رہنا اور ہرگز نہ لینا اور حق تعالیٰ تجھے کسی کا محتاج نہ کرے لیکن حضرت شیخ صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس سے سوا کچھ نہ فرمایا کہ ''برو بھوگھا خواہی کرو'' (جاؤ مردے کرو گے) کیونکہ صوفیاء اہل صفا کے ہاں یہ امر مسلم ہے کہ جب مرید پیر کے حضور میں مرتبہٗ کمال پر پہنچ جاتا ہے اور ایمان مشاہدہ حقیقی جو کہ قرب حق ہے حاصل کر لیتا ہے اسے پھر کوئی وصیت نہیں کی جاتی کیونکہ وہ امر حال سے آشنا ہو گیا اور فنائے احدیت جلوہ گر ہو گئی۔ پس ایسے مرید کے حق میں وصیت کرنا فضولی ہے اور فضولی اس طائفہ کے ہاں روا نہیں فہم

Marfat.com

من فہم۔

الغرض مخدوم صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخری عمر میں خرقۂ خلافت شیخ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا کیا اور پانی پت کی طرف رخصت کیا اور اس علاقے کا صاحب ولایت مقرر فرمایا انہوں نے التماس کیا کہ اس جگہ شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو۔ ان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ شیخ علاؤ الدین علی صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۱۳ ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت میں ہوا۔

Marfat.com

عملیات و وظائف

اسرار الاولیاء اور راحت القلوب میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ وظائف اور عملیات موجود ہیں جنہیں عوام الناس کے استفادہ کے لئے یہاں درج کیا جارہا ہے مگر ان سے فائدہ کسی مرشد یا استاد کے بغیر محال ہے۔ مناسب یہی ہے کہ ان عملیات کو کرنے سے پہلے مرشد یا استاد سے اجازت ضرور حاصل کریں۔

قرآنی سورتوں کے اعمال

☆ اے درویش! جو کوئی سورۂ فاتحہ کو بیماروں کی شفایابی کے لئے یا کسی بھی اہم کام کے لئے اکتالیس دفعہ اعوذ وتسمیہ کے ساتھ اس طرح کہ رحیم کی م کو الحمد کے ال میں ملا کر پڑھے اور مریض پر دم کرے فوراً شفا پائے۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ کا ختم شریف اکتالیس دفعہ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ الفاتحہ شفاء لکل داءٍ فاتحہ شریف ہر مرض کی دُعا ہے۔

☆ سورہ بقرہ شریف کا ختم پاک دن میں ایک بار ہے جو شخص نماز فجر کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان تین روز تک پڑھے جو نیّت بھی اس کی ہوگی خدائے قدوس پوری کرے گا ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاجت تھی۔ آپ نے اس سورہ پاک کا وظیفہ فرمایا ابھی ایک ہی نماز پوری ہوئی تھی کہ خدائے قدوس نے ان کی حاجت پوری کردی۔

Marfat.com

☆ اے درویش! سورۂ آل عمران کا ختم شریف دن میں دس مرتبہ ہے دین و دنیا میں کشائش کے لئے پڑھے۔

☆ فرمایا! اے بدر الدین! یہ تمام تشویش و ترغیب جو میں کر رہا ہوں تمہارے اور تمام متبعین کے حال و مقام کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے ہے۔ کیونکہ پیر مرید کے لئے مشاطہ کا کام سرانجام دیتا ہے۔

☆ سورۂ نساء کا ختم پاک دن میں سات مرتبہ ہے جو شخص اس کو سات دفعہ ہر روز پڑھتا ہے تمام دینی و دنیوی تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ جو شخص دن میں سات دفعہ سورۂ مائدہ کا ختم شریف کرتا ہے تو اس کے شہر میں بارش کی کمی نہ ہوگی۔

☆ ختم سورہ انعام سات دفعہ ہے۔ ایک روایت میں اکتالیس مرتبہ ہے۔ جو شخص اپنی حاجت کے لئے پڑھے پوری ہوگی۔

☆ سورہ اعراف کا ختم قبولیت توبہ کے لئے یوں ہے کہ ستر دفعہ استغفار کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں ایک دفعہ فاتحہ شریف اور سو مرتبہ سورۂ الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ شریف اور ایک دفعہ سورۂ اخلاص شریف پڑھے سو مرتبہ پڑھے پھر سورہ اعراف پڑھے۔

☆ سورہ انفال کا ختم قیدیوں کی آزادی کے لئے چار مرتبہ پڑھا جائے۔ جو شخص اس سورہ پاک کو دن میں چار دفعہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی قیدوں اور سختیوں سے نجات دے گا اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رکھے گا۔

☆ سورہ توبہ کا ختم مشکل کاموں میں کامیابی اور عاقبت کے اچھا ہونے کے لئے چالیس مرتبہ پڑھنا چاہئے جو عمل کرے گا کامیاب ہوگا۔

☆ کفار پر غلبہ و فتح پانے کے لئے دس دفعہ سورۂ ھود کا ختم کرنا چاہئے۔

☆ بخشش و عزت اور قرآن کے پڑھنے اور حفظ کرنے کے لئے سورۂ ابراہیم کو دس بار پڑھنا چاہئے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ یوسف کو پڑھے قرآن پاک اسے یاد ہو جائے گا۔

☆ سورۂ رعد کا ختم سات بار ہے۔ اس سورۂ پاک کو دشمنان دین کے خوف و ہراس کے لئے پڑھنا چاہئے۔

☆ سورہ حج ستر مرتبہ مرگی اور جنوں کے مریضوں پر دم کرنے سے فی الفور شفاء ہوتی ہے۔

☆ سورہ نحل کا وظیفہ دن میں دس مرتبہ ہے جو کچھ خدا سے مانگے گا ملے گا۔

☆ سورہ بنی اسرائیل دن میں دس بار پڑھنی چاہئے۔

☆ سورہ کہف کا ختم شریف چالیس دفعہ ہے ہر جمعہ کو اپنی تمام مشکلات کے لئے پڑھے۔

☆ مال و دولت کی فراوانی اور امور عظیمہ کے لئے سورۂ مریم ہر روز بیس دفعہ بلاناغہ پڑھنا چاہئے۔

☆ سورۂ طٰہٰ شب جمعہ کو تین مرتبہ پڑھنے سے ایسا معلوم ہوگا کہ خداوند تعالیٰ خود کلام فرمارہے ہیں۔

☆ مقہوری دشمنان کے لئے سورہ انبیاء کا ختم پچھتر بار کرنا چاہئے۔

☆ دین و دنیا کی نجات اور زکوٰۃ دینے والوں کی دریافت کے لئے قد افلح المومنون سات مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

☆ سورہ نور کا ختم تمام مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے روزانہ سات دفعہ کرنا چاہئے۔

☆ سورہ فرقان سات مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

☆ ختم سورہ شعراء پچھتر مرتبہ ہے۔ دشمنان دین کے دور کرنے کے لئے پڑھنا چاہئے۔ شکر نعمت خداوندی کے طور پر سورہ نمل پڑھنا چاہئے۔

☆ قصص الانبیاء کا ختم شریف دس دفعہ کا ہے۔ جتنا ثواب انبیائے کرام کو ہوگا

Marfat.com

اتنا ہی ثواب اس سورہ پاک کے قاری کو ہوگا۔

☆ وسواس شیطانی دور کرنے کے لئے سورہ عنکبوت دس مرتبہ پڑھنے کا التزام کرے۔

☆ دفع دشمن کی نیت سے سورۂ الروم اکیس بار پڑھنے کا حکم ہے۔

☆ دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کرنے کے لئے سورہ لقمان ستر دفعہ۔

☆ شہادت کا درجہ عظمیٰ حاصل کرنے کے لئے سورہ السجدہ۔

☆ الم نشرح کی سورہ پاک کا ختم ۷۵ پچھتر دفعہ برائے امور مشکلہ۔

☆ سورہ سبا کا ختم اکتالیس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور دشمنوں سے صلح کرنے کے لئے تمام مصیبتوں سے حفاظت اور بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے سورہ فاطر ستر مرتبہ اور ہر مشکل کام کو آسان بنانے کے لئے سورہ یاسین کا ختم کفایت کرتا ہے۔

☆ امن و امان میں رہنے کے لئے سورہ والصفت اکیس بار۔

☆ اے درویش ! سورہ تنزیل الکتاب جمعرات کو پانچ مرتبہ خدائے تعالیٰ کی اطاعت میں سستی و غفلت دور کرنے کے لئے پڑھیں۔

☆ ظالموں کے دفع کرنے کے لئے سورۂ سجدہ کا ختم دس دفعہ کرنا چاہئے۔

☆ سورہ حم عسق تمام مصیبتوں کے دفعیہ اور سعادت کے حصول کے لئے۔

☆ حفظ ایمان کے لئے سورہ زخرف اکیس بار سعادت اندازی کے لئے۔

☆ اسرار الٰہی کے ظہور کے لئے سورۂ محمد کا ختم پاک اکتالیس بار کرنا چاہئے۔

☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو کوئی مہم درپیش ہو یا کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا وہ نیک اور پارسا فرزند کی خواہش رکھتا ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ

ازاں بعد فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی تھی جو خداوند

Marfat.com

تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزندان کو عنایت کیا جو صغرسنی میں ہی خوف الٰہی سے اس قدر روتے تھے کہ رخساروں کا گوشت گل گیا تھا۔ ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی والدہ ان کو سمجھاتیں کہ تم ابھی بچے ہو تم کو اس قدر خوف کس لئے ہے؟ تو جواب دیتے تھے کہ اے والدہ میں دیکھتا ہوں کہ جب تم ہنڈیا کے نیچے آگ سلگاتی ہو تو پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھتی ہو۔ جب ان میں آگ کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اس وقت بڑی لکڑیاں لگاتی ہو تو مجھ کر بھی اندیشہ ہے کہ دوزخ میں پہلے چھوٹوں کو ڈالا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیوستان کی طرف سفر کر رہا تھا اور اس شہر کے بزرگوں کی زیارت کرتا تھا۔ ایک روز حضرت محمد سیوستانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت بزرگ اور بوڑھے آدمی اور صاحب ولایت تھے۔ سلوک کے متعلق حکایت ہو رہی تھی اور درویش آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور قدم بوس ہو کر بیٹھ گیا۔ خواجہ محمد سیوستانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی روشن ضمیری سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک حاجت مند آیا ہے۔ فوراً وہ قدم بوس ہوا اور عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا جا اس آیت کو پڑھا کر۔ خداوند تعالیٰ تجھ کو فرزند صالح عنایت کرے گا۔ آیت یہ ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

وہ شخص چلا گیا اور حق تعالیٰ نے اس کو ایسا نیک فرزند عنایت کیا جو صاحب سجادہ ہوا اور جس نے برہنہ پا سترحج کئے اور اسی نیت میں مرا۔

☆ حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا آرزو مند ہو اور ہر معاملے میں ثابت قدم اور دشمنوں پر ظفریاب رہنا چاہتا ہو تو یہ آیت مجرب ہے۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

Marfat.com

الْکٰفِرِیْنَ

☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص فرض نماز کے بعد تین بار سورۂ اخلاص اور تین بار درود اور اس کے بعد ایک بار یہ آیت مبارکہ:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔

پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے تین نعمتیں عطا فرمائے گا۔

ا۔ درازی عمر۔۲۔ مال بسیار۔۳۔ اقبال مندی' نیز وہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائے تو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد رکھنے سے اس کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ رحمت و برکت اس پر نازل ہو اور روزی اس کی وسعت پائے اور کسی کا محتاج نہ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا اِلَّا وَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

پھر فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر انہوں نے کفران نعمت کیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو جنہوں نے اس مائدہ میں سے کھایا تھا کتا اور خنزیر بنا دیا۔

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر

Marfat.com

اللہ کو یہ منظور ہو کہ اس کا دل ایمان اور امان کے ساتھ رہے اور رحمت الٰہی اس کے شامل حال ہو تو یہ آیت مبارکہ پڑھے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے گرد حاضر تھے اور سابق پیغمبروں کا حال بیان ہو رہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میرا دل کیونکر مطمئن ہو کہ میں با ایمان جاؤں گا۔ حضرت محمد ﷺ اس کے اس سوال پر متفکر ہوئے۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! میں یہ آیت لایا ہوں۔ جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہوگا اور امید ہے کہ وہ با ایمان ہی جائے گا پھر شیخ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آیت مذکورہ کا نزول ان صحابی کے التماس ہی پر ہوا تھا۔

☆ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور جب یہ چاہے کہ نور ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

بعدازاں شیخ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فوائد بیان فرما کر دعاگو کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیب تمہارے واسطے کرتا ہوں کیونکہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے جب تک کہ مرید کو جیسا کہ چاہیے تمام آلائشوں سے پاک نہ کیا جائے وہ طریقت کا راستہ طے نہیں کر سکتا اور گمراہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بقیہ المتہدین

Marfat.com

کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ مجھے ان پر تعجب ہے جو غم میں مبتلا ہوں اور اس آیت کو نہ پڑھیں۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

اس کے بعد اسی سلسلے میں فرمایا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے اور ان کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور چالیس سال تک اسی زحمت میں پڑے رہے تو حضرت علیہ السلام نے دُعا کی جواب ملا کہ یہ کلمۂ بکثرت پڑھو۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

چند ہی روز اس کی پابندی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری کی بلا سے نجات دی پھر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک جوان کو ہارون الرشید نے کسی خطا پر قید کر دیا اور اس کے ہلاک کرنے کی فکر میں تھا کہ کوئی بزرگ بروقت پہنچ گئے اور اس جوان کو یہی آیت مبارکہ تعلیم کر کے چل دیئے۔ جوان نے تھوڑے ہی دن اس کو پڑھا تھا کہ قید سے رہائی پائی اور خلعت خاص سے مشرف ہوا۔ (راحت القلوب)

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے امام محمد شیبانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو کوئی رنج وغم یا کوئی (سخت) مرحلہ پیش آئے۔ (اسے چاہئے کہ) جب وہ صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا فَرْدُ یَاوَتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

Marfat.com

☆ آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو سخت مشکل درپیش ہو یا درماندگی اور لاچارگی میں مبتلا ہو تو اسے چاہیئے کہ مندرجہ ذیل کلمات ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو اسے انشاء اللہ تعالیٰ جو مشکل کام درپیش ہو گا وہ آسان ہو جائے گا۔

اَقْوِیٰ مُعِیْنٍ وَاَھْدِی دَلِیْلٍ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ معین الدین قدس سرہٗ کے اوراد میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جو شخص دن کے وقت سورۂ بقر کی دس آیتیں اس ترتیب سے پڑھے کہ چار آیتیں آیت الکرسیٰ سے اول کی اور چار آیتیں آیۃ الکرسیٰ کے بعد کی اور دو آیتیں آخر کی تو اس کے گھر میں دن کو شیطان نہیں آئے گا اور جو شخص رات کو پڑھے گا تو اس کے گھر میں رات کو شیطان نہیں آئے گا۔

☆ جو شخص یہ چاہے کہ کفار اس پر حاوی نہ ہوں وہ یہ آیت مبارکہ پڑھا کرے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

☆ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں ادعیہ ماثورہ اور آیات قرآنی پر گفتگو چھڑ گئی تو فرمایا کہ کسی گھر کو دعا اور آیات قرآنی سے خالی نہ رہنا چاہئے۔

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی چاہے کہ دنیا و آخرت میں بھلائی پائے اور آتش دوزخ سے محفوظ رہے تو یہ آیت مبارکہ پڑھا کرے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

☆ پھر فرمایا کہ جب یہ چاہے کہ دنیا و آخرت میں ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہو

Marfat.com

تو یہ آیت مبارکہ پڑھا کرے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

☆ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تفسیر زاہدی میں دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے اعمال مقبول ہوں تو اس کے لئے یہ آیت مبارکہ مجرب ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

☆ فرمایا کہ جو شخص اسلام کے ساتھ اپنی زندگانی خوش خوش گزارنا چاہئے وہ یہ آیت بکثرت پڑھا کرے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

☆ فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو وہ یہ آیت مبارکہ پڑھے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

☆ ارشاد کیا کہ جو شخص دوستان خدا میں جمع ہونا چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھے۔

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس روز آیۃ الکرسیٰ نازل ہوئی ستر ہزار فرشتے مہتر جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے اور جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اسے باعزاز واکرام لیجئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو میرا بندہ آیۃ الکرسیٰ پڑھے گا ہر حرف کے بدلے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا اور ہزار فرشتے جو کرسی کے پاس کھڑے پڑھ رہے ہیں ان کا ثواب بھی اسی کو ملے گا اور اسے اپنے مقربوں میں شمار کروں گا۔

☆ شیخ الاسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری میں مرقوم ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کوئی اپنے گھر سے باہر جانے کے وقت آیۃ الکرسیٰ پڑھے۔ خدا تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے واپس آنے تک اس کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے رہیں۔ بعدازاں فرمایا کہ میں نے شیخ السلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں جانے کے وقت آیۃ الکرسیٰ پڑھے گا خدا اس کے گھر سے فقر و فاقے کو دور فرمائے گا۔

☆ ارشاد ہوا کہ میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک درویش کے گھر میں رات کو چور آئے۔ درویش نے آیۃ الکرسیٰ پڑھ کر گھر کا حصار باندھ رکھا تھا چوروں نے جو اس کے اندر منہ داخل کیئے سبّ کے سب اندھے ہو گئے درویش صاحب بیدار ہوئے اور اس حال کو معلوم کر کے باہر آئے اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ چور ہیں۔ چوری کے واسطے آپ کے ہاں آئے تھے' لیکن قدرت نے ہمیں اندھا کر دیا۔ آپ دُعا فرمایئے کہ ہماری آنکھیں مل جائیں۔ ہم اس کام سے تائب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتے ہیں۔ درویش نے تبسم فرمایا اور کہا آنکھیں کھولو۔ آنکھیں کھولیں تو ان میں بینائی تھی۔

☆ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص جنات کے شر اور ظالموں کے ظلم اور بت پرستی سے محفوظ رہنا چاہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

☆ شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول اس طرح ہوا ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا ﷺ تشریف فرما تھے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کے گرد بیٹھے ہوئے نصائح سن رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھ کو کوئی ایسی

Marfat.com

چیز بتائیے جس کے باعث میں اور میری اولاد بت پرستوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ سوچنے لگے کہ اس کو کیا چیز بتاؤں کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول خدا ﷺ! خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ آیت اس کو تعلیم کیجئے اور حکم دیجئے کہ یہ اس کو بکثرت پڑھا کرے۔ خداوند تعالیٰ اس کو بت پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

☆ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا۔ جبرائیل وہ ہدیہ لے کر آئے اور کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو شخص ذی الحجہ کے دس دنوں میں یہ کلمات پڑھے اس کو ایسا ثواب ہوگا گویا اس نے بارہ ہزار بار توریت کی تلاوت کی ہے اور بارہ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں اور بارہ ہزار گناہ اس کے معاف ہوں اور ایک ہزار فرشتے اس کے واسطے دُعا کریں اور اس کا یہ عمل کل اہل زمین کے عملوں سے فاضل تر ہو۔

☆ ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ السلام شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عوارف المعارف میں بروایت فقیہ ابوالیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا دیکھا ہے کہ یہ کلمات انجیل میں بھی نازل ہوئے تھے اور ان کی برکت سے نابینا بینا ہو کر دیکھنے لگتا تھا کہ آسمان سے نور اتر رہا ہے اس کے بعد شیخ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ان کلمات کی حرمت و تعظیم کا خیال رکھے گا وہ ان کے اثر کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دیکھے گا۔

اول روز سو مرتبہ پڑھے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

Marfat.com

دوسرے روز سو مرتبہ کہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وَّتْرًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا.

تیسرے روز پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

چوتھے روز سو مرتبہ پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

پانچویں روز سو مرتبہ پڑھے۔

حَسْبِيَ اللّٰـهُ وَكَفٰى وَسَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا وَلَيْسَ وَرَآئَهُ الْمُنْتَهٰى سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ يَزَلْ كَرِيْمًا وَّلَا يَزَالُ رَحِيْمًا

چھٹے روز وہی روز اول کا وظیفہ اور ساتویں روز دوم کا وظیفہ اور آٹھویں روز سوم کا اور نویں دن روز چہارم کا اور دسویں دن روز پنجم کا۔

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ عشرہ ذی الحجہ میں وتروں کے بعد اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ اور سورہ الکوثر ایک ایک دفعہ پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عنایت فرمائے گا کہ جس کا اندازہ سوائے اس کے کوئی نہیں کر سکتا۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو موت نہیں آتی جب تک وہ جنت میں اپنی جگہ اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا۔

اس کے بعد اسی مضمون کے موافق پوچھا کہ شخص الاسلام نے شیخ سعد الدین حمویہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے؟ شیخ نے کہا خدا تعالیٰ نے

Marfat.com

مجھے بخش دیا اور ہر ہر طاعت کا بدل اس کے انداز سے عطا کیا' مگر ان دو رکعتوں کا اجر جو میں عشرہ ذی الحجہ میں پڑھا کرتا تھا بے اندازہ دیا۔

☆ فرمایا کہ اس عشرے کے اندر جو شب جمعہ اور روز جمعہ آئے تو اس میں چھ رکعتیں ادا کرنی چاہیں۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار اور پھر سلام پھیر کر درود شریف اور یہ کلمات پڑھے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ

حق تعالیٰ اس کے بدلے انسان کو اس قدر ثواب دیتا ہے کہ جس کی انتہاء نہیں تمام پیغمبروں کا ثواب اور سال آئندہ کے اختتام تک کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میرے دوستوں میں سے ایک شخص نہایت صالح اور صاحب نعمت تھے اور یہ نماز پڑھا کرتے تھے ان کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کہو کیسی گزری؟ کہنے لگے کہ شیخ السلام معین الدین سنجری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوراد میں لکھا دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشرۂ ذی الحجہ میں سورۂ والفجر پڑھے گا۔ خدا تعالیٰ اسے آتش دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

☆ فرمایا کہ حضرت شیخ السلام معین الدین سنجری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ کہتے ہیں۔ موت' قبر اور منکر و نکیر کے سب مرحلے بفضلہٖ آسان ہو گئے۔ مگر جب میں عرش کے نیچے پہنچا اور سجدے میں گر پڑا تو ندا آئی کہ معین الدین سر اٹھا اور بول کہ تو اس قدر خائف کیوں رہتا تھا؟ عرض کیا کہ تیری جباری اور قہاری کے ڈر سے' فرمان ہوا جو آدمی ہمارے کام میں لگ جائے ہم اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو عشرہ ذی الحجہ میں سورہ والفجر بھی پڑھے اسے خوف اور ڈر سے کیا کام جا تجھے بخش دیا گیا۔

☆ ارشاد فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دن کو چھ رکعت

Marfat.com

نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ والعصر اور دوسری میں ایک بار لایلف اور تیسری میں ایک بار سورۂ اخلاص اور چوتھی میں سورہ النصر پڑھے۔ تو اس کا ثواب اتنا ہے کہ تمام خلائق مل کر بیان کرنا چاہے تو نہ بیان کر سکے۔

☆ ارشاد ہوا کہ جو شخص عرفہ ذی الحجہ کی شب میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسیٰ سو سو بار تلاوت کرے ہزار ہزار حجوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے۔

☆ فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ السلام معین الدین سنجری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک میں معتکف تھا کہ ماہ ذی الحجہ آ گیا۔ میں نے عرفہ کی شب میں نماز ادا کی اور روضۂ مطہرہ کے پاس بیٹھ کر کلام مجید پڑھنے لگا تھوڑی رات گزری ہوگی کہ میں پندرہویں پارے پہ پہنچ گیا۔ لیکن غلطی سے بیچ میں سورہ کہف یا سورہ مریم کا کوئی حرف زبان سے ادا نہیں ہوا۔ مخدوم کے روضہ مبارک سے آواز آئی کہ اس رہے ہوئے حرف کو پھر پڑھو۔ میں نے اعادہ کیا فرمایا خوب پڑھتے ہو۔ فرزند خلف کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جب سارا قرآن پاک ختم کر چکا تو میں نے اپنا سر پائیں روضہ مبارک پر رکھا اور رو رو کر کہنا شروع کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا کس گروہ میں شمار ہے۔ ندا آئی کہ مولانا جو شخص یہ نماز (مذکورہ بالا) ادا کرے وہ یقیناً جنتی ہے میں نے فوراً مزار کو چوم لیا اور سمجھا کہ میں کچھ ہوں تو سہی اور میری خاطر جمعی ہو گئی۔

☆ ارشاد ہوا کہ جو شخص عرفے کے روز ظہر و عصر کے درمیان چار رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ اخلاص پچاس دفعہ پڑھے تو اس کی دُعا ضرور مستجاب ہوگی۔

☆ فرمایا کہ عرفہ کے روز سو مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا یُؤۡتِ الۡخَیۡرَ اِلَّا اللّٰهِ مَاشَاءَ الۡخَیۡرُ کُلُّهٗ

Marfat.com

بِیَدِ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا یَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰہُ بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ مَابِنَا مِنْ نِّعْمَتِہٖ فَمِنَ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

حضرت رسالت مآب ﷺ سے وارد ہے کہ جو شخص عرفہ کے روز غروب آفتاب سے پہلے ان کلمات کو پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس سے خطاب کرتا ہے کہ اے بندے! تو نے مجھ کو خوش کیا۔ اب تو جو چاہے مجھ سے مانگ اور جو شخص ان کلمات کو سوتے یا جاگتے وقت پڑھے وہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور تمام بلائیں اس سے دور رہتی ہیں۔ بعدازاں فرمایا کہ عید الاضحیٰ کی رات میں بھی بارہ رکعتیں پڑھنی چاہیئے۔

☆ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص پانچ بار۔ ان کا ثواب بہت ہے۔

☆ فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے روز جب خطبے سے فارغ ہو چکے چار رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ الم نشرح ایک بار اور دوسری میں فاتحہ والمرسلات ایک بار' تیسری میں بعد فاتحہ والضحیٰ ایک بار' چوتھی میں بعد فاتحہ اخلاص ایک بار۔

☆ فرمایا شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوراد میں آنحضرت ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص نماز عید الاضحیٰ کے بعد اپنے گھر میں آکر دو رکعت اور پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ والمرسلات پانچ پانچ بار تلاوت کرے۔ اسے حج' عمرہ اور دُعا طواف کا ثواب ملے گا اور اس کے مال میں برکت ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوراد میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کے آخری روز جو سال ہجری کا بھی یوم الاخر ہے۔ یہ دُعا پڑھے۔ حق تعالیٰ تمام سال اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ مَاعَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ فِیْ ھٰذِہٖ

Marfat.com

الْحَسَنَةِ مِمَّا نَهَيْتَنِي عَنْهُ وَلَمْ تَرْضَهُ وَنَسِيْتَهُ وَلَمْ تَنْسَهُ وَحَلُمْتَ عَنِّي بَعْدَ فَقُدْرَتِكَ عَلَى عُقُوْبَتِيْ وَدَعَوْتَنِيْ اِلَى التَّوْبَةِ بَعْدَ جَرَاءَتِيْ عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ فَاسْتَغْفِرُ بِكَ فِيْهَا يَا غَفُوْرُ فَاغْفِرْلِيْ وَمَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ تَرْضَاهُ عَنِّيْ وَوَعَدْتَنِي الثَّوَابَ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِيْ يَا عَظِيْمَ الرَّجَائِبِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ هٰذِهِ السَّنَةِ وَمَا فِيْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

☆ فرمایا کہ برادرم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قدس اللہ سرہٗ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آخر ماہ ذی الحجہ میں دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور کچھ قرآن شریف اور سلام کے بعد مندرجہ بالا دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے اور اسے بھی بخش دیتا ہے۔ (راحت القلوب)

☆ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر روز ایک بار یہ دُعا پڑھتا رہے اور زمانہ ورد میں مر جائے تو وہ بہشتی ہوگا۔ دُعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَنْ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

☆ فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا سنی ہے ہر فرض کے بعد اس کو پڑھتا ہوں اور میں نے اس کو اپنا ورد بنا لیا ہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں ان سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا کہ مجھ کو اسی دُعا کی برکت سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی؟ بخش دیا اور جنت میں جگہ دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت اس دُعا کو پڑھے گا خداوند

Marfat.com

تعالیٰ اس کی برکت سے شام تک اس کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے گا اور آسمان سے جو بلا نازل ہوگی وہ اس دُعا کے پڑھنے والے سے بالا بالا گزر جائے گی لیکن اگر اس شخص میں اخلاص اور صدق نہ ہوگا تب وہ اس کے اوپر آجائے گی اور میں نے یہ خواص حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے سنے ہیں اور ہر شخص کو لازم ہے کہ کسی وقت اس دُعا کے پڑھنے اور شفاعت چاہنے سے خالی نہ رہے۔

☆ شیخ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہ دُعا پڑھے گا رات تک کسی بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ دُعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًا. اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ غَيْرِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

☆ فرمایا کہ قاضی امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''کفایہ'' میں یہ حکایت لکھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھے زاہد کے پاس نوجوان و حسین کنیز تھی۔ زاہد چونکہ بوڑھا تھا کنیز اس سے محبت نہ کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح اس کے ہاتھ سے نجات پائے۔ ایک پڑوسن بڑھیا نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو مہلک زہر تیار کر دیتی ہوں۔ روزہ افطار کرنے کے وقت زاہد کو دے دیجیو۔ کنیز نے ایسا ہی کیا اور تمام رات منتظر رہی کہ زاہد کس وقت مرتا ہے جب صبح ہوئی اور دیکھا کہ زاہد کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا اس سے نہ رہا گیا اور زاہد سے عرض کی کہ تمہارا جی چاہے مجھ کو رکھو یا مارو؟ میں

Marfat.com

نے تم کو مہلک زہر دیا تھا۔ کیا سبب ہے کہ اس نے تم پر اثر نہیں کیا؟ زاہد نے متبسم ہو کر فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسی دُعا ہے کہ ایک زہر کیا کوئی چیز مجھ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرَ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

☆ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ قبر کے خوف اور منکر نکیر کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر اسے کرو گے تو منکر نکیر سے خوف نہ کھاؤ گے۔ شب جمعہ میں دو رکعت نماز ادا کیا کرو۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص پچاس پچاس بار۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ اس کے عامل تھے۔ شرح اولیاء میں لکھا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے کیا معاملہ رہا؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہلے تو مجھ پر ان کی بڑی ہیبت چھائی اور انہوں نے میرے ایک گرز بھی مارا، مگر آخر حکم آیا کہ اس بندے کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس ضغطے (تنگی) کے واسطے بھی کوئی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں جو شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے گا اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد اذا زلزلت الارض پندرہ بار پڑھے گا وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

☆ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ السلام قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور بہت سے مشائخ کبار بھی موجود تھے کہ خوف قبر پر گفتگو چھڑ گئی۔ مولانا شہاب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ

Marfat.com

جو شخص یہ اوراد اپنی کتاب میں لکھ لے اور ان کا ورد رکھے۔ وہ قبر کے عذاب سے مامون رہے گا۔ سورۂ واقعہ، سورہ مزمل، سورۂ الشمس، سورۂ اللیل اور الم نشرح۔

اس کے ایک دوسرے درویش نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا انتقال ہوا، جو خاندان چشت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب ان کو سپرد زمین کر چکے تو اسی وقت فرشتے نازل ہوئے اور ان سے سوالات کرنے لگے۔ درویش نے خوب جواب دیئے۔ جہاں تک کہ اس کی قبر منور ہو گئی۔ کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے؟ بولے۔ میری حق تعالیٰ نے مغفرت کر دی اور نہایت مہربانی فرمائی اور ارشاد کیا کہ ہم نے تجھ کو اس دُعا کے سبب بخشا ہے۔

☆ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ محرم کے آغاز میں یہ دُعا پڑھنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَهٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِیْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِیْهِ الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَالْاَمَانَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَیْنٍ وَّمِنَ الْبَلَائِیَا وَالْاٰفَاتِ فَذٰلِكَ وَنَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی هٰذِهِ النَّفْسِ اِلَّا مَّارَةِ بِالسُّوْءِ الْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ یَا بَرِیًّا رَءُوْفٌ یَا رَحِیْمٌ یَاذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

☆ اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم کی پہلی شب میں چھ رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص دس بار اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ دو رکعت ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورۂ یٰسین شریف ایک بار پڑھے۔ خداوند تعالیٰ اس کو بہشت میں دو ہزار محل عنایت فرمائے گا

Marfat.com

ہر محل میں دو ہزار دروازے یاقوت کے اور ہر دروازے میں ایک تخت زبرجد سبز کا بچھا ہوگا اور ایک حور اس پر جلوہ افروز ہوگی اور یہ نماز چھ ہزار بلاؤں کو دور کرتی ہے اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

پھر شیخ الاسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محترم میں ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا کرے گا۔ خداوند تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے رہائی دے گا وہ کلمہ یہ ہے۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ

پھر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے منہ پھیر لے۔ حق تعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے گا گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔

☆ آپ کا ارشاد ہے کہ شب عاشورہ میں چار رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ شریف ایک بار اور آیت الکرسیٰ تین بار اور سورۂ اخلاص دس بار اور جب نماز سے فارغ ہو تو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

☆ فرمایا کہ شیخ الاسلام عثمان ہارونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوراد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روز عاشورہ میں آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور جو سورتیں یاد ہوں پڑھے۔ ثواب بہت ہے پھر یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَوَّلَ مَا خَلَقْتَ فِیْ ھٰذَہِ الْیَوْمَ وَاٰخِرَ مَا تَخْلُقُ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمَ

Marfat.com

اَعْطِنِیْ فِیْهِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْهِ بِاَنْبِیَاءِ نَکَ وَاَصْفِیَائِکَ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْبَلَاءِ یَا وَاعْطِنِیْ مَا اَعْطَیْتَهُمْ فِیْهِ مِنَ الْکَرَامَةِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامِ ۝

آخر میں یہی گزارش ہے کہ جو خواتین وحضرات بھی ان اعمال اور وظائف کا عمل کرنا چاہیں وہ اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھ لیا کریں۔

Marfat.com

وصال شریف

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلہ کی بیماری ہوئی اور اسی بیماری میں آپ نے وفات پائی۔ سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ شیخ کی وفات کے وقت موجود تھے؟ اس سوال پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا' آپ نے مجھے شوال میں دہلی روانہ کیا تھا اور آپ کی وفات پانچ محرم کو ہوئی۔ وفات کے وقت آپ نے مجھے یاد کیا۔ کسی نے کہا کہ وہ تو دہلی میں ہے۔ اس پر شیخ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ میں بھی حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے وقت حاضر نہ تھا اور ہانسی میں تھا۔ سلطان المشائخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ بیان کرتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ اس واقعہ کو سن کر تمام حاضرینِ مجلس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا' پانچویں ماہ محرم کو مرض کی تکلیف بڑھ گئی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر آپ بے ہوش ہو گئے۔ ایک گھنٹے کے بعد ہوش میں آئے تو لوگوں سے پوچھا کہ کیا میں نے عشا کی نماز پڑھ لی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میں پھر عشا کی نماز پڑھنا چاہتا ہوں' خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہو۔ پھر آپ نے دوسری مرتبہ نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ بے ہوش ہو گئے۔ اس مرتبہ آپ بہت دیر تک بے ہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے تو پھر پوچھا کہ کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ دو بار پڑھ چکے ہیں۔ فرمایا کہ میں اور ایک بار پڑھنا چاہتا ہوں۔ خدا جانے کہ کیا ہو؟ چنانچہ آپ نے

Marfat.com

تیسری مرتبہ نماز پڑھی۔ پھر آپ رحمتِ حق سے جا ملے۔

کاتب الحروف نے اپنے والد سیّد مبارک محمد کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا تھا کہ شیخ شیوخ العالم رحمتِ حق سے جا ملے اور مقام مقصدِ صدق میں جا گزیں ہوئے تو آپ کو غسل دیا گیا۔ اس موقع پر لوگوں نے ایک چادر مانگی تا کہ شیخ شیوخ العالم کے جنازے کے اوپر ڈالی جائے۔ راقم الحروف (مصنف) کے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے کہ تمہارے دادا میر یعنی سیّد محمد کرمانی جلدی سے گھر میں آئے اور تمہاری دادی سے ایک چادر مانگی۔ انھوں نے ایک نئی اور سیّد چادر تمہارے دادا کو دی۔ وہی چادر آپ کے جنازے کے اوپر ڈالی گئی۔

مدفن

آپ کے تمام صاحبزادوں کا اس پر اتفاق تھا کہ آپ کو اجودھن کی فصیل کے باہر اس مقام پر، جہاں شہدا مدفون ہیں، دفن کیا جائے۔ اسی نیت سے آپ کے جنازے کو فصیل سے باہر لے کر آئے۔ عین اس موقع پر میاں خواجہ نظام الدین، جو آپ کے محبوب ترین صاحب زادے تھے اور وہ سلطان غیاث الدین بلبن کے ملازم تھے اور قصبہ پٹیالی میں متعین تھے، پہنچے، انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیخ شیوخ العالم ان کو بلا رہے ہیں۔ خواجہ نظام الدین فوراً ہی اجازت لے کر اجودھن روانہ ہو گئے۔ وہ اس رات میں اجودھن پہنچے، جس رات میں حضرت شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات پائی، لیکن شہر میں داخل نہ ہو سکے کہ شہر کی فصیل کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے، اس لیے انھوں نے مجبوراً رات فصیل کے باہر گزاری۔ وفات کی رات میں آپ بار بار فرماتے تھے کہ نظام الدین آ تو گیا ہے، لیکن کیا فائدہ جب کہ اس سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جب صبح ہوئی اور خواجہ نظام الدین شہر میں داخل ہونے کے ارادے سے روانہ ہو کر فصیل کے دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے آپ کا جنازہ آتا ہوا نظر آیا۔

غرضیکہ انھوں نے اپنے بھائیوں سے پوچھا کہ آپ کو کہاں دفن کرو گے؟

Marfat.com

سب بھائیوں نے کہا کہ فصیل کے باہر کے حصے میں جہاں شہدا مدفون ہیں کہ شیخ شیوخ العالم اکثر وہاں ذکر و عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ نہایت فرحت افزا مقام ہے۔ خواجہ نظام الدین نے کہا کہ اگر تم نے شیخ کو باہر دفن کیا تو کوئی بھی تم پر اعتبار نہ کرے گا۔ جو کوئی بھی شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو آئے گا وہ باہر سے باہر ہی زیارت کر کے اور فاتحہ پڑھ کر چلا جائے گا۔ الغرض ان کے اس مشورے کے بعد پھر جنازہ فصیل کے اندر لایا گیا اور اس جگہ دفن کیا گیا' جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے۔

آخری کلمات

حضرت سلطان المشائخ سے لوگوں نے پوچھا کہ وفات کے وقت حضرت شیخ شیوخ العالم کی کیا عمر تھی؟ فرمایا پچانوے سال اور وفات کے وقت آپ کی زبانِ مبارک پر یہ کلمے تھے۔ یا حی یا قیوم۔

روضۂ مبارک

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہٗ العزیز سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مسکینوں کا وہ حجرہ' جو لکڑی اور گارے سے بنا ہوا تھا' اس کو پختہ اینٹوں سے بنوا دوں؟ شیخ نے فرمایا' سات سال ہوئے کہ میں نے عہد کیا تھا کہ اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں گا۔ مختصر یہ کہ اس شخص نے آپ کی اولاد سے کہہ کہلا کر حجرے کو تعمیر کرایا۔ لیکن جب شیخ کی وفات ہوئی تو اس حجرے کو توڑ کر آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا۔ آپ کا روضۂ متبرکہ اسی جگہ ہے جہاں یہ حجرہ تھا۔

لحد

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم کی لحد کے لیے کچی اینٹوں کی ضرورت پڑی' لیکن وہ موجود نہ تھیں' اس لیے مجبوراً شیخ کے مکان سے کچھ کچی اینٹیں نکال کر لحد میں لگائی گئیں۔

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

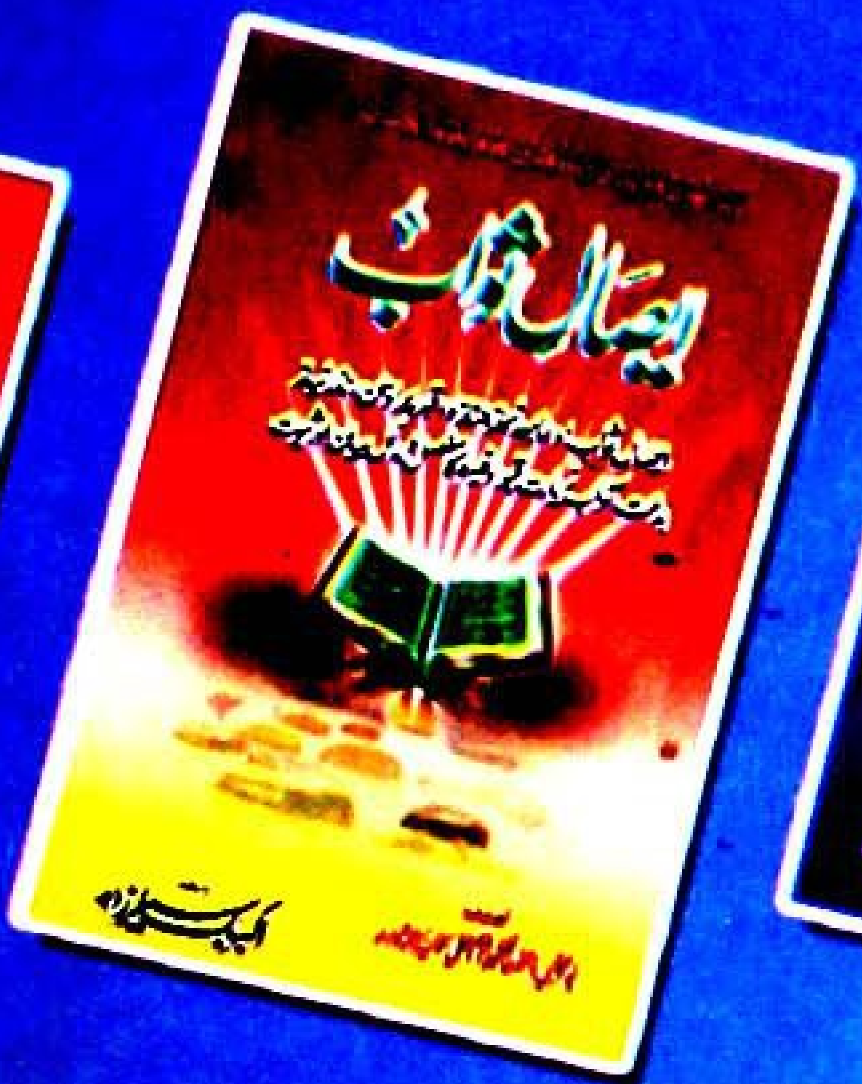

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

236

Marfat.com